اسلام
بجواب ترک اسلام
نور الدین بجواب ترک اسلام
آریہ دھرم

وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ
وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

اِسلام

بجواب

ترکِ اِسلام

جسکو مولوی قاضی غلام امیر صاحب مختار رئیس وممبر لوکل بورڈ بدایون نے عبد الغفور بی۔اے
برہم چاری دھرمپال نے آریہ کے لکچر کی تردید مین تالیف فرمایا

اور

منشی محمد آغا جان لکھنوی مالک مطبع ومنشی احمد حسین مینجر کے اہتمام سے

وکٹوریا پریس بدایون مین مطبوع ہوا

بار اول ۵۰۰ جلد قیمت فی جلد ۶/

سب سے زیادہ ضروری گذارش

ناظرین ۔ مئولف پر مہربانی کر کر کل رسالہ کو ملاحظہ فرمائین تاکہ کتاب پر
صحیح رائے قایم ہو سکے ۔ ملاحظہ سے قبل اغلاط کو بھی صحیح فرمالین اس میں
اغلاط کے سوا کتابت مین یائے معروف و مجہول کا بھی لحاظ نہین کیا گیا
لیکن انشاء اللہ طبع ثانی مین کتابت اور چھپائی کے متعلق جملہ شکایتین
رفع کر دی جائین گی ۔ خاکسار موئلف

تصحیح اغلاط

صفحہ	سطر	کیا غلطی ہے	کیا صحیح ہے	صفحہ	سطر	کیا غلطی ہے	کیا صحیح ہے
۵	۵	قابلیت کے	قابلیت لکھنؤ کے	۲۳	۱۶	ہرن نیل گائ	ہرن مین نیل گائ
۶	۴	اور	امر	۲۵	۱۶	چین مذہب	جین مذہب
۷	۱۹	مسکہ	مسلمہ	۲۷	۴	توجہ	توجیہ
۸	۱۵	اول متداول	متداول	۲۹	۱۱	چینیون	جینیون
۱۲	۲۱	اُن	اُن کو	۳۲	۴	استخوا اندار	استخوانداز
۱۳	۱۹	خیال کرنا	خیال کرنا	۳۳	۱۳	ہونے ہونے	ہونے
۱۶	۲۰	سلسل	مسلسل	۳۶	۲۰	بدن اندر	بدن کے اندر
۱۷	۸	ایک بات	اس بات	۳۷	۱۹	جان آزادی سے	جان کی آزادی کے
۱۸	۸ و ۹	باطنی اور تقنفیہ	باطنی تقنفیہ اور	〃	۲۴	اجرار	اجزار

(ورق آخر دیکھیئے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

تمہید

ناظرین - آپنے عبد الغفور دھرم پال جی - برہمچاری کا لکچر ترک اسلام دیکھا ہوگا۔
اُنھون نے قرآنی تعلیم پر اعتراضات کے سلسلہ مین اسلام پر نوع بنوع نکتہ چینیان کی ہین اور تھوڑے
سے غور مین آپ سمجھ لیئے ہون گے کہ یہ وہی پُرانے اعتراضات ہین جن کو مخالفان اسلام نے بسوط
کتابین بنا کر پیش کیا ہے اور مسلمانون سے مکمل دندان شکن جواب پائے ہین۔
اُن کے ماسٹر یا گریجویٹ ہونے سے آپ کبھی مذہب کی بابۃ اُن کی واقف کاری تسلیم نہین کر سکتے
وہ مذہب کے راز دار عالم نہین ہین اُن کا اسلام مین داخل رہنا اسلام یا مسلمانون کے لیئے کچھ فخر کی
بات نہین تھی نہ اُن کا خارجہ کچھ افسوسناک ہے۔ مسلمانان ہند کی موجودہ مردم شماری بھی اس قدر
زیادہ ہے کہ ایسے معمولی ایک مسلمان کا خارجہ اسپر کچھ اثر نہین ڈال سکتا - ان وجوہ سے مجھپر لازم نہ تھا
کہ مین مسٹر دھرم پال جی کے لکچر کی تردید مین اپنے وقت کا کوئی حصہ بھی خرچ کرون مگر وہ وجہ جس نے
مجھکو اس لکچر کا جواب لکھنے پر مجبور کر دیا یہ ہے کہ ویدک دھرم کے فدائی برہمچاری جی کے اس لکچر کو
وید ہی کی طرح آسمانی صحیفہ سمجھ رہے ہین اور اُنھون نے اپنے ذہن مین سمجھ لیا ہے کہ اس
ترک اسلام کے چند اوراق نے اسلام کی عالمگیر روشنی کو ڈھانپ دیا - لیکن یاد رہے
کہ آفتاب پر خاک ڈالنے سے خاک نہین پڑتی - آریہ سماجین دھرم پال کے اس داخل خارج کو
غنیمت غیر مترقبہ سمجھتے ہین اور اُن کا خیال ہے کہ اسلامی ٹکسال کا ایک زر نقد ہمارے ہاتھ آگیا
اُنھون نے ابھی اس دام کو پرکھا نہین ہے جب پرکھ لین گے تو اُن کی خوشی کم ہو جائے گی اور
مان لین گے کہ یہ کھوٹا دام فخر کے قابل نہین ہے۔
پیارے ناظرین - مین برہمچاری جی کو پرکھوانا چاہتا ہون تاکہ پبلک کے سامنے عام طور پر اُن کی اور اُنکے

خیالات کی جانچ ہوجاوے۔

علماے اسلام نے اس طرف ضرورت سے زیادہ توجہ کی ہے چند جواب ترک اسلام کے شایع ہوچکے ہین اور شایع ہورہے ہین۔ مختلف اخبارات نے بھی بعض چیدہ چیدہ اعتراضات کے جواب دیئے اور دے رہے ہین مگر ترک اسلام کو ایک لاجکل جواب کی ضرورت ہے اور اگر آپ اُن جوابات شایع شدہ کا مطالعہ فرما چکے ہین تو غالباً آپ خود فیصلہ کرلین گے کہ اس رسالہ مین اور دیگر رسایل جوابی مین کیا فرق ہے۔

جس طرح اسلام کی تعلیم آسان پیچیدگیون سے پاک ہر شخص کے لیئے ممکن الاتباع ہے اُسی طرح یہ رسالہ عام فہم سلیس سادہ ہے اس لیئے اس کے لیئے مناسب نام بھی اسلام ہے امید ہی یہ متبرک نام ہی اس کی قبولیت عام کا سبب ہوجائے گا دھرم پال اپنے تبدیل مذہب کے مختلف اسباب بڑی بڑی تمہیدون سے بتلا رہے ہین چونکہ اکثر دماغ غلطی کرجاتے ہین اس لیئے ممکن تھا کہ چند غلط فہمیان اُن کے تبدیل مذہب کا باعث ہوئی ہون مگر اُن کے اس مشتہرہ تبدیل مذہب سے قبل علمائے اسلام اور خاصکر مولانا ابورحمت حسن واعظ نے بہت کوشش کی کہ حقیقت مین اگر اُن کو کوئی شبہات ہون تو قبل تبدیل مذہب اہل اسلام کے سامنے پیش کرین اور خود مسلمانون کو موقع دین کہ وہ اُن کے شکوک رفع کردین مگر دھرم پال نے جس طرح ہٹ دھرمی کے ساتھ گریز کی ہے وہ ہرگز یہ رائے نہین قایم ہونے دیگی کہ اُنھون نے نیک نیتی سے تبدیل مذہب کیا یا وہ سچے طالب حق تھے اُنھون نے جن اسباب تبدیل مذہب سے اپنے آپ کو بچانا چاہا ہے اُس کی کوئی دلیل قطعی پیش نہین کی ہے بہرحال ہمکو کچھ غرض نہین اُنھون نے کسیوجہ سے مذہب تبدیل کیا ہو۔ ہمنے صرف یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ان اعتراضات پر ترک کے قابل نہین ہے۔

دہرم پال سب سے بڑا سبب اپنے تبدیل مذہب کا اسلامی گوشت خواری کو قرار دیتے ہین جیسا کہ اعتراض نمبر ۲۴۸ مین بہت زور کے ساتھ لکھا ہی کہ میرے نرم دل پر اسلام کی تعلیم مین سے کسی چیز نے اسقدر صدمہ نہین پہونچایا جتنا گوشت خواری اور قربانی کے مسئلہ نے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ گوشت خواری کے ساتھ روحانیت کا اجتماع محال ہے عام طور پر بھی آریہ لوگ گوشت خواری اور قربانی کو اسلام مین بہت قابل اعتراض سمجھتے ہین اس لیئے مین نے بھی اس رسالہ کے حصۂ اول مین آپ کی توجہ سب سے پہلے

اسی امر پر دلائی ہے اور کامیابی کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ گوشت خواری مطابق منشار فطرت ہے جو ایک مناسب معیار ہر مذہب کے نزدیک ہے پھر معقولی و منقولی دلایل سے ہندو شریعت مین گوشت خواری کا جواز دکہایا ہے۔ اس کے بعد اسلامی گوشت خواری و قربانی پر مناسب بحث کی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ گوشت خواری ہرگز روحانی جذبات کی روک نہین ہوسکتی۔ دوسرے حصہ مین اعتراضات قرآنی کا جواب دیا ہے اور اختصار کے ساتھ وید کا قرآن مجید سے مقابلہ بھی کیا ہے گو یہ مناظرہ کی کتاب ہے مگر مین نے حتی الامکان ہر مذہب کے دیکھنے کے قابل بنایا ہے۔ ہر مخالف مذہب کے پیشواؤن کا نام بھی تعظیم سے لکھا ہے اور کسی مذہب سے غیر مہذب خطاب نہین کیا ہے۔

دھرم پال نے خدا کے ساتھ جو کچھ گستاخیان اور شدتین کی ہین اُن کا جواب ترکی بہ ترکی ہونا چاہیئے تھا لیکن مسلمان اور خدا پرست کو کوئی گنجایش نہین ہے کہ۔ ہندوؤن کا خدا۔ آریون کا خدا۔ وید کا خدا۔ کہکر خدا کے ساتھ تمسخر کرے۔ حقیقت مین خدا ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہین ہے۔ خدا کے فضل سے اور اُسی کے دین اسلام کی حمایت مین خالصاً للہ مین نے اس کو ترتیب دیا ہے اور اُسی خدا سے صلہ کا امید وار ہون فانظروا ھذا الاسلام فی جواب ترک الاسلام۔

خاکسار غلام امیر بدایونی

حصۂ اوّل

گوشت خواری

قانون فطرت انسان کو گوشت کھانیکی اجازت دیتا ہی

بڑے بڑے اہم سوالات کا قانون فطرت سے فیصلہ ہو جاتا ہے اور اس فیصلہ کا اپیل بھی نہین ہے کیا خلقت حیوانی اس ضروری امر کی تمیز کرانے مین کہ انسان کو گوشت کھانے کی اجازت ہی کچھ مدد نہ دیگی۔

غذا کے ہضم کرنے کا آلہ معدہ ہے اسپر غور کیجئے گوشت خوار حیوانات کا معدہ اور نباتات خوار حیوانات کا معدہ ایک سا نہین ہے۔

بکری اور شیر کے معدہ مین بہت فرق ہے۔ گوشت خوار حیوانات کا صرف ایک معدہ اور گھاس کھانے والون کے چار معدہ ہوتے ہین۔

اول الذکر حیوانات کی آنت اُن کے جسم سے تگنی چوگنی اور آخر الذکر جانورون کی آنت اُن کے جسم سے بتیس گنی چالیس گنی ہوتی ہین اُن کا معدہ نہایت پیچیدہ ہوتا ہے انسان کا معدہ نباتات خوار حیوانات سے من وعن مشابہ نہین ہے بلکہ وہ زیادہ تر گوشت خوار حیوانات سے ملتا ہوا ہے مگر ایسی قابلیت بھی رکھتا ہے کہ وہ اناج ساگ کو بھی غذا بناسکے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون چیز کو غذا کرنے کا مستحق ہے دانتون کو بھی غذا کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے اور گوشت خوار و نباتات خوار حیوانات کے دانتون کی ترکیب مین بہت فرق ہے۔

گھاس کھانے والے جانورون کے دانت چپٹے ہوتے ہین جو پیسنے کا کام دیتے ہین اور گوشت خوارون کے دانت نوک دار ہوتے ہین جو نوچنے اور پھاڑنے کا کام کرتے ہین انسان کے دونون قسم کے دانت ہین جس سے وہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اُس کو گوشت اور ساگ وغیرہ دونون چیزون کے کھانے کی اجازت ہے اگر اُس کو گوشت کھانے کی اجازت نہوتی تو ضرور تھا کہ اُس کا معدہ مثل اور نباتات خوار حیوانات کے ہوتا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

ہند و شریعت مین گوشت کھانا جایز ہے

اس عنوان کے ساتھ آج سے چودہ برس پیشتر سرمور گزٹ ناہن مین چار مضمون ایک ہندو نامہ نگار لکھنوی کے نام سے شایع ہوئے تھے ۔

فاضل لکھنوی کی کوئی عقلی و نقلی دلیل ٹوٹنے کے قابل نہین ہے ۔ اُن کی عالمانہ لیاقت اور مورخانہ قابلیت کے لیئے نہین بلکہ ہند کے لیئے قابل فخر ہے ۔

اس سے گوشت خواری کی مکمل تاریخ اور ہند و شریعت مین تاکید اکید ثابت ہوگی ۔

لیجیے یہ مین فاضل لکھنوی کے مضامین

۱۔ ۲ ۔ مئی ۱۸۹۵ء سرمور گزٹ جلد ۲ نمبر ۲ ۱۸۹۵ء

ہند و شریعت مین گوشت کھانا جایز ہے

صاحب اڈیٹر اخبار سرمور گزٹ ۔ ناہن ۔

مین نے آپ کے اخبار مین وہ مراسلت بڑی دلچسپی سے دیکھی جس مین گوشت خواری کی اباحت پر کچھ عقلی بحث کی گئی ہے چونکہ مین ہند و ہون اور ہند و بھی کیسا گوشت خوار اس لیے میرا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر کچھ گفتگو کرون اور وہ ایسی ہو جس سے یہ بات علی وجہ الکمال ثابت ہو جائے کہ ہند و دھرم یا مذہب مین عقلاً و نقلاً گوشت کھانا حرام نہین ہے مگر قبل اس کے کہ مین ہند و فقہ کا کچھ ذکر کرون یا اس سے وہ احکام چھانٹ کر لکھون جس مین مختلف حیوانات وطیور کے گوشت کھانے کی صاف صاف لفظون مین اجازت دی گئی ہے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ وجوہ بھی بیان کر دیئے جایئن جنھون نے بعض ہند و فرقون کے نزدیک گوشت کو محرمات شرعیہ مین داخل کر دیا ہے اور اب اُن کے دلونپر نقش ہو گیا ہے کہ گو یا حرام مطلق ہے اور اُس کا کھانے والا گنہگار ۔

ہند وستان مین مذہبی لحاظ سے کم و بیش دو فریق ہوتے آئے ہین ایک فرقہ تو وہ تھا جو کتب فقہ کو مانتا تھا اور اُس مین علما اور فقہا اور تمام دنیا دار شامل تھے ۔ اور دوسرا فرقہ وہ تھا جو عابدین یا مرتاضین کے نام سے مشہور تھا یہ لوگ علی العموم تجرد اور رہبانیت کے اصول پر چلتے تھے اور احکام فقہ کی پابندیون سے آزاد خیال کیئے جاتے تھے یا یون سمجھیئے کہ ہند و شریعت کے مکلف نہ تھے جبتک عام ہند وٗون کا اپنے فقہ پر عمل رہا شریعت کی معاملت مین اُن لوگون کی دال نہین گلنی پائی اگرچہ علما اور فقہا بھی ایک حد تک زہد و ریاضت کے پابند تھے مگر اُنھون نے تجرد اور غیر بیاہی زندگی کو بُرا اور خلاف شرع ٹھہرایا ہے یہ لوگ تاہل تزوج کو جزو ایمان جانتے تھے اُن کے نزدیک

قربانی کا گوشت کھانا ثواب مین داخل تھا جو خدا یا کسی دیوتا کے نام پر چڑھایا جاتا تھا یہ لوگ
خود بھی ان جانورون کو جن کا مارنا شرعاً جائز ہے شکار کرتے یا کھاتے تھے اور جو کچھ بچ رہتا تھا
اُس کو خشک کرکے رکھ چھوڑتے تھے اس زمانہ کی جگیون اور دعوتون مین گوشت کا ہونا ایک لازمی
امر خیال کیا جاتا تھا حتی کہ بغیر گوشت مُردون کی فاتحہ بھی نہ ہوتی تھی قصابیون کی دُکانون پر
ذبیحہ گوشت بکتا تھا جس کو تمام ہندو لیتے اور کھاتے تھے لیکن جب تجرید پسندون کا فرقہ بڑھا
تو اُنھون نے جس طرح اپنے پر گوشت کھانا حرام کر لیا تھا اُسی طرح اپنے مواعظ و نصائح مین اورون
کو بھی تلقین کی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ ہندو فقہ کے بہت سے اصول نسیاً منسیا ہو گئے اور
اب اُنہین کوئی جانتا بھی نہین حتے کہ بعض ہندو فقہ کے نام اور اشیاء کی حلت و حرمت سے
بھی محض ناواقف ہین۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ جب سے ہندوستان مین بودھ مذہب نکلا جس مین ہنسا یعنے
قتل حیوانات کا سخت امتناع تھا اعلےٰ سوسائٹی نے گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ مگر مذہب مذکور کی مقدس
کتابون سے نہین پایا جاتا تھا کہ مصلح یا امام مذہب نے اپنی تعلیمات مین اُس کو حرام قرار دیا ہو
کیونکہ شاکھہ مُنی گوتم بودھ کا یہ قول ہے کہ جسم کے کمزور اور دل کے ضعیف کرنے سے جیسا کہ
اُس زمانہ کے برہمنون کا ایک عام قاعدہ تھا کچھ فایدہ نہین ہے اُنھون نے خود بھی اس کا
استعمال جاری رکھا ہے اور اپنے خاص مریدین کو بھی بارہا یہی ہدایت کی ہے کہ جسمانی عبادت
محض عیاری ہے تمہارے سامنے اگر دنیادار گوشت پیش کرین تو فوراً یہ کہکر کہ مٹی ہے اور مٹی ہی
کے پالنے کے لیئے مٹی مین ڈالا جاتا ہے کھا لینا چاہیئے۔ اُس زمانہ کے راجہ مہاراجہ بھی جنھون نے
بُدھ مذہب اختیار کر لیا تھا برابر شکار کھیلتے تھے اور اُن کے گوشت کے کباب بناتے تھے اور اس
بات کو اپنا دہرم سمجھتے تھے لیکن یہ بات نہایت حیرت انگیز ہے کہ جب کبھی ہندوؤن کی مقدس
کتابون مین اس قسم کا ذکر آجاتا ہے تو نادان پنڈت تاویل یون کرتے ہین کہ وہ شکار آجکل کا سا
شکار نہ تھا راجہ جانورون کو پکڑ کر چھوڑ دیتے تھے۔ اب اُن لوگون سے کوئی نہین پوچھتا کہ اس
فعل عبث کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کہا جائے کہ یہ کام تفریحاً تھا تو جانورون کے پکڑ لینے اور اُن کے
چھوڑ دینے مین کوئی تفریح یا خوشی نہین۔ بلکہ اُن کے شکار کرنے اور کباب لگانے مین ایک قسم
کی تفریح ہے۔ شاید اُن کو یہ بات معلوم ہی نہین کہ بُدھ راجاؤن نے ہی اپنے انتظام معدلت
مین یہ احکام جاری کیئے تھے کہ قحط اور غلا مین رعایا پر مچھلی اور گوشت مباح ہے۔

اسی طرح ہندوؤن کی کتابون مین بہی قربانیون کا بکثرت ذکر ہے مگر اس کے لیئے کہا جاتا ہے
کہ اُس زمانہ مین قربانی کرنے والون کو یہ قدرت ہتی کہ وہ اُنھین مار کر پھر زندہ کر دیتے تھے مگر یہ
مغالطہ ویسا ہی ہے جیسا کہ شکار کی نسبت بیان ہوا جس کو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہ کرے گی لیکن
اسمین کچھ شک نہین کہ مجتہدین مذہب بُدہ نے گوشت کا قطعی امتناع کیا ہے گو یہ ممانعت پہلے اُنھین
لوگون مین واجب العمل سمجھی جاتی ہو جو اُس مذہب کے مرتاض اور راہب تھے جن کا خاص عقیدہ
یہ تھا کہ گوشت خواری تمام دنیا کے لیئے مضر ہے لیکن رفتہ رفتہ اس اصول کو عوام نے بہی قبول
کر لیا اور پھر اس مین ایسی افراط و تفریط ہوئی کہ ہنوز ہندو مذہب سے اُس کا اثر کم نہین ہوا
یعنے وہ جوگیانہ اصول جو اہل تجرید کے لیئے مخصوص تھے خلط ملط ہو کر دنیا دارون مین پھیل گئے
اور بعض فرقون مین بڑی شدت سے اُن پر عمل کیا جاتا ہے - اسی زمانہ مین اس غلط فہمی کی جڑ
اس قدر مضبوط اور گہری ہو گئی تھی کہ جب بُدہ مذہب ہندوستان سے تشریف لے گیا اور ہندوؤن
کی مذہبی کتابین پھر جاری ہوئین تو ہندو رفارمرون نے جو اُن باتون کے حاوی نہ تھے اس پر
ایک پردہ ڈال دیا اور پھر تو اُن غلط اور عیدانہ مسایل کے مختلف سالک کے ذریعہ سے ایسی تائید
ہوئی کہ قرون اواسط مین بعض مصلحان مذہب نے مناسب سمجھا کہ گوشت خواری کی نسبت
کتب فقہ مین جو احکام وارد ہین یا ہندو کتب سیر و احادیث مین جو روایتین بیان ہوئی ہین
اُن مین الحاق و نسخ کر دیجائے ہرچند اُن اصلی احکام کے خارج کرنے کی کسی نے جرأت نہین کی
لیکن اتنا تو ضرور ہوا ہے کہ اُنہین احکام کے ذیل مین کچھ احکام بُدہ مذہب کے بھی داخل کر دیئے
گئے ہین جو اب بھی بطور ناسخ و منسوخ کے تھوڑے غور و تعمق سے تمیز ہو سکتے ہین -
تارکان لحم ان احکام کو جاننے کے تو عادی ہو گئے ہین لیکن بُدہ مذہب کے تصرف کی مطلق
خبر نہین - جب یہ مسئلہ ہے کہ منوسمرتی بُدہ مذہب کے ریفارم سے پہلے کی کتاب ہے جس کو
یورو پین مورخون نے بھی تسلیم کیا ہے تو پھر کوئی وجہ نہین ہے کہ اُن احکام کو جو لِلِت بستارہ
وغیرہ کتب دینیہ بُدہ سے لفظاً باللفظ نقل کیئے گئے ہین الحاقی اور غیر واجب العمل نہ سمجھے جاویں -
ہم نے جہانتک بُدہ دھرم مسایل کی جو ویدک مذہب سے مخلوط ہو گئی ہین تحقیق و تطبیق کی ہے
اُس سے بھی مستنبط ہوتا ہے کہ لِلِت بستارہ وغیرہ کے احکام ناسخ اور سمرتی کے احکام منسوخ
نہین ہین اور وہ ویدک مذہب کے مقلدین جو بُدہ دھرم کو بدتر جانتے ہین - ان ناسخ احکام
کی مکلف نہین جن مین ترک حیوانات کی بڑی شد و مد کے ساتھ ترغیب دلائی گئی ہے جو در حقیقت

ویدک مذہب کے بالکل منافی ہے۔

لیکن جب ہم مذہبی روکون کا ذکر کر رہے ہین تو ہمین اُن اسباب پر بھی نظر ڈالنا چاہیئے جنہون نے قدرتی طور پر اس ملک کے باشندون کو حیوانی غذا سے بے پروا کر دیا ہے اور وہ یہ ہین۔

۱۔ ہندوستان گرم ملک ہی۔

۲۔ یہان ہر قسم کا غلہ فراوانی کے ساتھ ہوتا ہے۔

۳۔ ہنسا یعنی قتل ذی روح۔

ان مین یہ دو سبب تو ایسے ہین جو گرم ملکون مین یکسان اثر رکھتے ہین۔ لیکن تیسرا سبب جو ان سبھون پر غالب ہے ایک رقیق القلب یا رحم دل شخص کے نزدیک وحشیانہ حرکت قرار دیا جا سکتا ہے پس ہمکو یہان اسقدر تشریح بھی کرنی چاہیئے تاکہ ہنسا کی ماہیت سمجھ مین آجائے اور اس لفظ کی نسبت جو غلط فہمی ہو رہی ہے دور ہو۔ کتب فقہ مین جانورون کے ہلاک کرنے کی نسبت دو لفظ مستعمل ہوئے ہین۔ ایک تو **ھنسا** دوسرا **بلدان**۔ ھنسا کے معنے بے وجہ جان مارنا ہی جس سے انسان کا کوئی فایدہ نہو۔ برخلاف اس کے بلدان کے معنے ذبح یا قربانی کے ہین جو خدا یا کسی دیوتا یا مُردون کے نام پر کیجائے اور یہ شرعاً جائز و مباح ہے جیساکہ منوسمرتی مین وارد ہے جو کتب فقہ مین سب سے اصولی اور مستند کتاب شمار کیجاتی ہے اور اُن بیس فقیہون مین جن کی کتابین کم و بیش اول مسلم ہین حضرت منو کا اول درجہ ہے منوسمرتی مین اباحت گوشت کی نسبت حسب ذیل احکام ہین۔

(ادھیائے پنجم اشلوک ۲۸) دنیا مین ساکن متحرک جسقدر اشیا ہین سب جاندار کی غذا ہین یہ خالق کا حکم ہے۔

نمبر ۲۹۔ چلنے پھرنے والون کی غذا غیر چلنے والے۔ ڈاڑھ والون کی غذا بے ڈاڑھ والے۔ ہاتھ پانون والون کی غذا بے ہاتھ والے۔ دلاورون کی غذا بزدل اور نامرد ہین۔

نمبر ۳۰ حلال جانورون کے کھانے سے کھانے والون کو کوئی گناہ نہین کیونکہ کھانے کے لایق جانورون کو اور گوشت خور جاندارون کو خالق ہی نے پیدا کیا ہے۔

ان احکام سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اجسام ناقص اجسام کامل کی خوراک ہین اور یہ امر خالق کی عین قدرت کے موافق ہے کہ ہر جاندار ایک دوسرے کی غذا ہے اور غور سے دیکھا جائے تو تمام جاندارون کی یہی کیفیت ہے۔ ایک کو دوسرا اور دوسرے کو تیسرا کھا جاتا ہے اور یہی

سلسلہ ادنےٰ سے اعلیٰ تک جاری ہے۔ یہان تک تو کلیات سے استدلال ہوا۔ اب حلت وحرمت کے استدلال سُنیئے۔

(ادھیائے پنجم اشلوک ۷) جو جانور شریعت کے مطابق ذبح نہین ہوا یا کسی دیوتا کے نام پر قربانی نہین کیا گیا۔ اُس کا گوشت حرام ہے۔

نمبر ۱۱۔ کچے گوشت کھانے والے پرند جیسے گدھ وغیرہ۔ اور ایک سُم والے جانور بہ استثنائے اس کے جو شاستر مین بیان کیے گئے ہین۔ حرام ہین۔

نمبر ۱۲۔ گوز۔ ھنس۔ چکور۔ سارس۔ بگلا۔ طوطا۔ مینا حرام ہین۔

نمبر ۱۳۔ چونچ سے کھانے والے طیور مین بٹ بھوڑ۔ اری ٹٹھری۔ پنجہ سے نوچ کر کھانے والے باز وغیرہ حرام ہین۔

نمبر ۱۴۔ سھری۔ مہاسر۔ ٹیگن۔ بڑھن۔ بام۔ روہو وغیرہ مچھلیان حلال ہین۔

نمبر ۱۷۔ پانچ ناخن والون مین بندر حرام ہے۔

نمبر ۱۸۔ لیکن اسمین گوہ۔ ساہی۔ گینڈا۔ خرگوش۔ ایک طرف دانت رکھنے والے جانور بہ استثنائے اُن کے جن کی ممانعت ہے حلال ہین۔

نمبر ۲۲۔ قربانی کے لیئے ہرن اور پرند مارنا چاہیئے اگلے زمانہ مین اگست رشی نے ایسا ہی کیا ہے۔

نمبر ۲۳۔ اگلے زمانہ مین رشیون نے قربانی کے لیئے ہرن اور پرندون کو مارا ہے۔

نمبر ۲۶۔ جو گوشت منترون کے ذریعہ سے مرکی ہوا ہی حلال ہے۔

نمبر ۳۲۔ مول لیا ہو یا اور کسی شخص کا لایا ہوا گوشت کھانا جایز ہے۔

نمبر ۳۵۔ شاستراً جو جانور حلال ہین اگر اُن کو انسان نہین کھاتا تو اکیس[۲۱] جنم تک جانور ہوتا ہے۔

نمبر ۳۹۔ خالق نے جانورون کو قربانی کے لیئے پیدا کیا ہے یہ قتل قتل نہین کہلاتا ہے۔

نمبر ۴۰۔ جانور پرند قربانی کیئے جانے سے دوسرے جنم مین اعلیٰ درجہ پاتے ہین۔

نمبر ۴۱۔ دیوتا اور مردون کی فاتحہ کے لیئے جانورون کو ذبح کرنا چاہیئے۔

نمبر ۴۲۔ اگر کوئی دیوتا یا جگ یا مردون کی فاتحہ کے لیئے جانور مارے تو وہ اپنے تئین اور اُس جانور کو اعلےٰ درجہ تک پہونچاتا ہے۔

نمبر ۴۴۔ وید کے موافق جو جان ماری جائے وہ ہنسا یعنے جان کشی نہین ہے (اس سے

ہنسا اور قربانی کی تفریق ہوتی ہو)

ادھیائے سیوم اشلوک - اقسام ہرن - بھیڑ - بکری - بارہ سنگھا - چیتل - بنڈیلا - گینڈا - خرگوش وغیرہ حلال ہین -

اسی طرح جاگ ولک سمرتی اور نیز دیگر سمرتیون مین اقسام لحوم طیبہ کی نسبت احکام وارد ہوئے ہین اور اس قسم کے تو اکثر تذکرے ہین کہ دعوت مین برہمنون کو مانس بھات (پلاؤ) مچھلی بھات کھالینا چاہیئے - یا یہ کہ اگر کسی برہمن یا فقیر کو گوشت دودھ مچھلی دیجائے تو وہ اُس کے لینے سے انکار نہ کرے -

بیدک یعنی ہندو طب کی کتابون مین اقسام گوشت کے خواص اور فوائد مندرج ہین اور اُس کی بڑی تعریف کی گئی ہے - جس طرح اہل اسلام کہتے ہین کہ سید الطعام لحم - اسی طرح ہندوؤن کے یہان آیا ہے کہ مانسی نارو پدارتھ - یعنی گوشت سے بڑھکر کوئی نعمت نہین کتاب بھجن سار مین جس مین کھانون کی قسمین اور اُن کے پکانے کی ترکیبین لکھی ہین بہت سی قسم کے سالن کٹوان - بٹوان - پرسندے - کھیرا بیگن - آم - جو کٹے ہوئے گوشت کے بنائے جاتے تھے بیان کیئے گئے ہین - چنانچہ اسوقت اہل اسلام کے ہان گرم مصالحہ کے ساتھ جو گوشت یا کباب وغیرہ پکائے جاتے ہین وہ سب ہندو قدیم طریقہ کے مطابق ہین - اور اب بھی اہل ہنود کے اعلے فرقون مین برہمن - چھتری - وغیرہ گوشت کھاتے ہین - اور اُس مین عقلاً و نقلاً کوئی گناہ نہین جانتے کیونکہ اگر گوشت کھانا گناہ مین داخل ہوتا تو فقہ کی کتابون مین جہان گناہون کے لیئے کفارہ لکھے گئے ہین وہان اس کے لیئے بھی کچھ نہ کچھ سزا ضرور ہوتی - حالانکہ یہ بات کسی کتاب سے ثابت نہین ہوتی - لیکن مذکورہ بالا احکام نہایت قدیم منصوص اور قطعی ہین اور جن سے ہر طرح ظاہر ہے کہ ہندو ویدک مذہب مین گوشت خواری ممنوع یا ناجائز نہین ہے - اہل تجرید کے ملفوظات جنہون نے احکام دین کے خلاف وقتاً فوقتاً اپنی طبیعت سے اجتہاد کیا ہے اور وہ خاص اپنے لوگون کی حالت کے مناسب ہین - احکام فقہ کے مقابل کوئی وقعت نہین رکھتے - علاوہ برین اگر منقولات سے قطع نظر کیجائے تو معقولات کی رد سے بھی گوشت کھائے بغیر چارہ نہین اور اس کے وجوہ یہ ہین -

(۱) تمام دنیا کے انسانون کی خوراک یہی اشیاء ہین جو کثیر التعداد اور قلیل المقدار خیال کیئے گئے ہین اور یہ مقصد حیوانی اغذیہ کے سوا اور کسی شے سے حاصل نہین ہوسکتا ہے جس مین گوشت گھی سے کم اور دودھ سے وثلث حصہ زیادہ غذائیت رکھتا ہے اور پھر استحالہ اور جزو بدن ہونے مین

بھی کچھ دیر نہین ہوتی ہے۔

۲- انسان کو خلقتاً حیوانی غذا مرغوب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز مرغوب ہوگی وہ روحانی جذبات کو بھی بڑہائے گی جن کی ایک حد تک ترقی نہ ہونے سے انسان انسان نہین رہتا۔

۳- اجسام کامل جس مین حضرت انسان کا سب سے اول نمبر ہے بالطبع اس بات کے مستحق ہین کہ اجسام ناقص کو اپنی غذا بنائین یا اُن کے گوشت پوست اور جسمانی محنت ومشقت سے منتفع ہون۔

۴- تمام اغذیہ مین دودہ اور گوشت نہایت لذیذ اور مقوی اور مفرح ہین اور اس کو سب کہانون سے زیادہ رچتے پچتے ہین۔

۵- انسان کو ایک مجموعی قوی غذا کی ضرورت ہے اور اُس مین گوشت نہایت ہی ضروری ہے

۶- گوشت بالطبع عام پسند ہی اور اس کو تمام دنیا کے آدمی کھاتے ہین۔

۷- حیوانی غذا مین خاص خاص اوصاف ہین۔ یعنے شجاعت وسخاوت وغیرہ جو نباتاتی غذا مین نہین ہین۔

۸- سرد ممالک مین بغیر گوشت زندگی ممکن نہین۔

مذکورہ بالا دلیلون سے ثابت ہوگیا کہ انسان کا گوشت خوار ہونا ایک قدرتی امر ہے اب ہم اُن اعتراضات کو دیکھنا چاہتے ہین جو عقلی بنا پر اس مسئلہ کے خلاف پیش کیے جاتے ہین۔ اور اس مین متعصبین کے نزدیک مندرجہ ذیل اعتراضات بہت قوی ہین۔

۱- ہمکو گوشت کھانے کی ضرورت نہین ہے۔ کیا ہم بے گوشت کھائے زندگی نہین کر سکتے۔

۲- گوشت خوری ایک ظالمانہ اور بے رحمانہ فعل ہے۔

اعتراض اول کی نسبت صرف اسقدر کہنا کافی ہے۔

تو وطوبےٰ و ما و قامت یار ÷ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اگر آپ کو ضرورت نہین تو آپ کے اور بھائیون کو ضرورت ہے جس کو کوئی روک نہین سکتا اور اس سے وہ تخصیص دور ہوگئی جو مذہب کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ حالانکہ اگر ویدک مذہب دنیا کا قدیمی مذہب تسلیم کیا جائے تو اس کی نسبت اس قسم کے تنگ خیالیون کی بہت کم گنجائش ہے۔

دوسرا اعتراض اس جوگیانہ خیال پر مبنی ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے انسان

نفس کشی کا عادی ہو اور اپنے جذبات کو کم کرے جو قدرت کی اُس خاصیت کی متغائر ہے جس سے انسان اپنی تمام خواہشون اور خوشیون کو زندہ اور سرسبز رکھنا چاہتا ہے جن لوگون کا یہ خیال ہے کہ نفس انسان پاک ہے اور حیوانی غذا سے اس ناپاکی اور نجاست کو اور بھی ترقی ہوتی ہے وہ قدرت کے بالکل خلاف ہے نہ تو نفس انسان ہی ناپاک ہے اور نہ اُس کو کوئی غذا جو جائز و مباح ہو ناپاک کر سکتی ہے یہ بھی ایک بڑی غلط فہمی ہے جو علی العموم پھیلا ہوئی ہے کہ حیوانی غذا کا کوئی فعل بے رحمی بھی ہے اگر دنیا کے تمام انسان اس بیرحمی اور سنگدلی کو ترک کر دین تو اس ارادہ سے پہلے ہی اُن کا خاتمہ ہو جاوے کیونکہ جب یہ مان لیا گیا ہے کہ کوئی جاندار اپنے حیوانی غذا مین ایک قسم کی سختی کے بغیر جو درحقیقت اُس کا ایک قدرتی حق ہے کامیاب نہین ہو سکتا۔ تو انسان کا یہ فعل کسی طرح بیرحمی نہین ٹھہر سکتا لیکن اگر اس کو دوسرے پہلو سے دیکھا جائے جس مین کوئی مثل رضامندی یا ممنونی کی حالت مین ظلم یا جبر نہین ہے تو اس امر کے فرض کر لینے پر کہ حیوان ناطق تمام حیوانات مطلق پر غالب اور اُس کی پرورش اور خبر گیری کا متکفل ہے تو اُس کے اسپر راضی ہونے کے لیئے ہمکو وہ معیار قایم کرنا چاہیئے جس کو ہم اور بنی نوع کی فیلنگ سے مقابلہ کر سکتے ہین جس کا احسان مندی کی حالت مین یہ کام ہے کہ ضرورت کے وقت اپنے خون سے بھی دریغ نکرے۔ جب انسان کی یہ کیفیت ہو تو حیوان کا کیا ذکر۔ پس اگر ہم گھوڑون کو اس لیئے پالتے ہین کہ اپر سواری کرین اور بھیڑ بکریون کو اس لیئے کہ اُن کو مار کر اپنی غذا حاصل کرین تو گویا یہ فعل اُن کی احسان مندانہ رضامندی ظاہر کرتا ہے۔ اور کسی طرح فطرت کے خلاف نہین۔

درحقیقت جو ہندو اس معاملہ مین ہٹ دھرمی کرتے ہین وہ گویا اپنا ہی نقصان کرتے ہین اُن کو موجودہ حالت مین مجموعی غذا کی نہایت ضرورت ہی اُن کو تقلیل اغذیہ سے بہت کچھ صدمہ پہونچتا ہے جس سے اُن کی جسمانی طاقت بالکل ضعیف ہو گئی ہے اور افسوس ابتک اُنکو اس بات کا خیال نہین۔ اب ہمارے بزرگان دین کا یہ کام ہے کہ قدیمی فقہ کے مسائل کو پھر زندہ کرین اور اگر اُن زندہ کرنے کی حاجت نہ ہو تو الضرورات تبیح المحظورات کے مسلک پر قدم رکھین نہ کہ جو اشیاء حلال ہین ان کو بھی حرام قرار دین۔ ہمارے بعض مقدس ریفارمر جو گوشت خواری کے استیصال پر تلے ہوئے ہین درحقیقت دین مین ایک خباثت کر رہے ہین۔

راقم ایک ہندو از لکھنو

اس مضمون پر سر مور گزٹ کے ایڈیٹر کی لایقانہ اور قابل قدر رائے

ہمارے فاضل مضمون نگار کا فاضلانہ مضمون آج کی ترقی یافتہ مضمون نگاری کا ایک اعلےٰ نمونہ ہے اور کسی تعریف کا محتاج نہین - اگر ہو بھی تو ہمارا نالایق قلم اس سے عہدہ برا نہ ہوسکیگا گو اب ہمارا اُن کے کسی خیال کی نسبت کچھ لکھنے کی جرأت کرنا آفتاب کو دیا دکھانا ہے - تاہم ہم چاہتے ہین کہ اس آخری عام اعتراض پر جو گوشت خوری کی نسبت ہے کہ گوشت خوری مین ظلم اور بے رحمی پائی جاتی ہے یا اس سے ترقی کرتی ہے چند الفاظ نہایت مختصر طور پر کہین تاکہ نہایت عمدگی سے بیان کیئے گئے خیال کی معاونت ہو - مگر ہم کہین گے نہ کسی مذہبی نگاہ سے بلکہ نیچرل پوائنٹ آو ویو سے -

جو لوگ اس فعل کو ظلم اور بے رحمی سے منسوب کرتے ہین وہ در حقیقت ظلم اور بے رحمی کی تعریف پر قادر نہین ہین - غور کرنا چاہیئے کہ مخلوقات کے طبقات اربعہ ہین جو خاصیتین اور جو نسبت اور تعلق باہمی خداوند تعالےٰ نے قایم کیا ہے اُس کو دیکھکر ہم ظلم اور بے رحمی کن افعال اور کس قسم کے افعال کا نام رکھ سکتے ہین - جمادات پر نباتات ہے - نباتات پر مطلق حیوانات سے بالاتر ناطق حیوانات یا حضرت انسان ہین پہلے پر دوسرے کا حصر ہے - دوسرے پر تیسرے کا - تو ضرور ہے کہ تیسرے پر چوتھے کا حصر ہو - یا کم سے کم کچھ تعلق ہو -

ہر ایک طبقہ کی افراد مین ایک قسم کی زندگی ہے گو اقسام مین ایک دوسرے سے متغایر ہے زمین پیدا کرنے کی قوت رکھتی ہے جس کے ساتھ اُس قسم کی زندگی کا ہونا لازمی ہے - نباتات مین قوت بالیدگی ہے اور اس مین بھی اپنی قسم کی زندگی ہے ان مین زندگی کا ہونا اس دلیل سے بھی ثابت ہی کہ مرنے کی خاصیت اُن مین ہے گو جبکہ چارون طبقات کے افراد کی زندگی متغائر اقسام کی ہے اُن کی موت بھی مختلف انواع کی ہو پس جبکہ ایک شخص انسانون کے ہاتھون سے حیوانات کی زندگی کا ضایع ہونا ظلم اور بیرحمی خیال کرتا ہے تو عاقل ہونے کی صورت مین ضرور ہے کہ یہی الزام حیوانات پر نباتات کی زندگی ضائع کرنے کے لیئے کیا جائے اور قس علیٰ ہذا نباتات پر جمادات کی زندگی ضایع کرنے کے واسطے اور ایک کا حصر دوسرے پر موقوف کرادیا جائے - لیکن صاف ظاہر ہے کہ یہ امر منشار قدرت کے بر خلاف ہے - اور کوئی چیز دنیا مین اس سے قایم نہین رہ سکتی - اصل یہ ہے کہ جس فعل کا نام انسان اپنے وجود کے لیئے ظلم اور بیرحمی قرار دیسکتا ہو اُس کو وہ دوسرے کے لیئے ایسا نہین قرار دے سکتا - حیوانات کا گوشت کھانا اگر انسان کے لیئے ممنوع اور ناجائز سمجھا جائے تو کسی اور صورت مین مثلاً سواری - باربرداری یا کاشتکاری مین

حیوان کا استعمال مین لانا انسان کے لیئے ضروری ہے - تو جو سلوک ان اغراض کے لیئے حیوانات سے کیا جاتا ہے اگر وہ ہی سلوک انسان سے بھی کیا جائے تو انسانی اصطلاح مین وہ ظلم اور بیرحمی قرار پائے گا - ایک آدمی پر زین باندہ کر سوار ہونا اُس کی پیٹھ پر دو چار من بوجھا لادنا یا اُس کو ہل مین باندہنا بھی اُس قسم کے بے رحمی اور ظلم ہے جس قسم کی بے رحمی اور ظلم انسان کو قتل کرتا ہے پس وہ فعل جس کے ظلم اور بیرحمی ہونے کا فیصلہ انسانی محسوسات پر ہی وہ دیگر طبقات کی افراد کے لیئے نہین ہو سکتا - زمین کا پیٹ پھاڑ کر گھانس اور سبزی اور درخت پیدا ہوتے ہین - گھانس سبزی اور درختون کو حیوانات کچل کر کھاتے ہین - حیوانات کے ساتھ انسان کو بھی کوئی سلوک کرنا منشار قدرت ہی - یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بالائے طبقہ کے افراد کا سلوک اس سے کم درجہ کی افراد سے جنپر اُس کا حصر ہے ایک قسم کی شکایت فی الذہن ایسی ہی پیدا کر رہا ہے جیسے ہم حیوانات کی نسبت قیاس کرتے ہین کیونکہ وہ ہمسے قریب تر ہین - خاصکر غور کرنا چاہیئے اُن لوگون کی بیرحمی اور ظلم پر جنہون نے مستورات کے ضعیف معدون پر نباتات کے ہضم کرنے والے قوی معدون کا کام ڈالا ہے - جس سے وہ دن بدن ضعیف الخلقت ہوتے جاتے ہین اور اپنے لیئے گوشت کا کھانا جایز قرار دیکر بے رحمی کو اور بھی بڑہایا ہے - فاضل سپنسر نے اُن لوگون کو سخت ملامت کی ہے جو بچون کو بعض اس قسم کے بے بنیاد خیالات پہ گوشت کھانے سے روکتے ہین - ہمارے ہندو بھائی بھی چاہتے ہین کہ غور کرین اور اس واجب الرحم گروہ کی حق تلفی کرنے کے ایک بہت بڑے گناہ سے نجات پائین - اس مضمون پر کسی اور پہلو سے بامفصل لکھنا ہمارا کام نہین ہے -

ہندو شریعت مین گوشت کھانا جایز ہے

سرمور گزٹ جلد ۱۵ ۱۸۸۹ء نمبر ۲۷ - ۲۳ جولائی ۱۸۸۹ء

(نمبر ۲)

صاحب ایڈیٹر سرمور گزٹ ناہن -

میرا ارادہ تھا کہ مین عنوان فوق پر پھر اسوقت قلم اُٹھاؤن گا جب حضرات متعصبین اُس کی تردید یا تغلیط کی جانب مایل ہون گے - مگر آپ کے اُس حکیمانہ نوٹ نے جو میرے مضمون کے ساتھ چھپا ہے جس کو مین بڑی احسان مندی اور قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہون

مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ ہندو عورات کے گوشت نہ کھانے کی نسبت جو مغالطہ واقع ہوا ہے جس کو آپ نے ان الفاظ مین ظاہر کیا ہے۔

اسی اصول پر ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ملک کے ان ہندو قومون مین جو خود گوشت کھاتی ہین اپنی مستورات کے لیئے گوشت کھانا قطعی ممنوع قرار دیا ہے۔ اور ایسا کرنے سے ایک نہایت سخت غلطی بلکہ ظلم کیا ہے جو اس خیالی ظلم سے زیادہ سخت ہے۔

جب یہ صورت ہے تو غور کرنا چاہیئے ان لوگون کی بے رحمی اور ظلم پر جنھون مستورات کے ضعیف معدون پر نباتات کے ہضم کرنے والے قوی" معدون کا کام ڈالا ہے جس سے وہ روز بروز ضعیف الخلقت ہوتے جاتے ہین۔ اور" اپنے لیئے گوشت کھانا جائز قرار دیکر بے رحمی کو اور بھی بڑھایا ہے۔ موجودہ واقعات سے کچھ بحث کرون۔ جس سے عوام کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ ہندو عورتین بھی گوشت کھاتی ہین اور ان کے لیئے کوئی مذہبی یا رواجی ممانعت نہین مگر یہ گوشت خواری انہین فرقون مین جاری ہے جن مین مرد گوشت کھاتے ہین مثلاً جو قنوجی یا سرورے برہمن گوشت خوار ہین۔ اُن کی مستورات بھی گوشت کا استعمال کرتی ہین چھتریون اور کایستھون مین کنواری اور سہاگن عورتین گوشت کھاتی پکاتی ہین اور موخرالذکر اس کو اپنے ہرے بھرے سہاگ کی بقا کا ایک خاص شگون جانتے ہین۔ سہاگنون کا گوشت نہ کھانا بڑے بوڑھون کے نزدیک بدنامی سمجھا جاتا ہے کیونکہ ہندوؤن مین جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی ہے تو وہ گوشت کھانا چھوڑ دیتی ہے۔ اور مین جہانتک غور کرتا ہون بیوہ کے گوشت نہ کھانے مین ایک خاص مصلحت بھی ہے لیکن پنجاب کے گوشت خوار فرقون مین جن مین زیادہ کھتری و جاٹ و گوجر ہین شاید عورتین گوشت نہین کھاتین اور اس لیئے آپ کا مقالیہ محض ایک حصہ ملک کے لیئے صحیح بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہندوؤن مین ایک کہاوت ہی کہ گوشت ایسی چیز ہے جس سے کوئی قوم نہین بچی۔ افراد قوم بچی ہون تو وہ دوسری بات ہے۔ اور فی الواقع کیفیت بھی یہی ہے گوشت خوار فرقون مین بھی بھگت یعنی تارک اللحم ہوتے ہین اور جن فرقون مین گوشت کا نام لینا تک گناہ ہے اُس مین سے کچھ نہ کچھ لوگ خفیہ طور پر کھاتے ہوئے پائے جاتے ہین اور اس قسم کے لوگ زیادہ تر راجپوتانہ۔ دکن اور پنجاب مین ہین جہان علانیہ گوشت کھانے والے فرقے بہت کم ہین۔

پارسائی کا یقین غیر کو دلواتے ہین ؛ ؛ کہین بھولے سے نہ آجائے تبسم مجھکو

اگر ہندوستان کے ہندو فرقون کی ملکی تقسیم پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شمالی اور مشرقی حصہ ملک مین زیادہ تر گوشت خوار قومین آباد ہین یعنے بنگالہ۔ اودھ۔ بعض اضلاع شمال و غرب کے برہمن بھی گوشت کھاتے ہین اور پنجاب و راجپوتانہ کے بہین۔ گوشت خواری مین کوہستانی اقوام کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے فرقہ کے لحاظ سے گوشت خوار اور پرہیزگار قومون کی تصریح یہ ہے

گوشت خوار قومین

قنوجیا برہمن۔ سروریا برہمن۔ کشمیری پنڈت۔ بنگالی برہمن۔ مرہٹہ برہمن۔ راجپوت (جس مین تقریباً پانچسو فرقہ شریک) کایستھ۔ بھاٹ۔ کھتری۔ جاٹ۔ گوجر۔ اہیر۔ گڈریہ لودھ۔ کورمی۔ دیغیرہ وغیرہ۔

پرہیزگار قومین

گوڑ برہمن۔ سارست برہمن۔ سناڈھ برہمن۔ دھوسر۔ اگروال۔ اوسوال۔ سراوگی جین۔ بودھ۔

اب ہندوستان کی مذہبی تقسیم سنئے جس کے مطابق کھانے اور نہ کھانے والے مذاہب یہ ہین۔

کھانے والے

۱ شیو۔ ۲ شاکتک۔ ۳ بام مارگی۔

ویجیٹیرین

۱ بیشنو۔ ۲ جین۔ ۳ بودھ

مگر ان مین بھی خلط بحث ہے بنگالہ مین علی العموم اور راجپوتانہ وغیرہ مین خاص خاص بشنو گوشت اڑاتے ہین۔ پنجاب کے شیو برہمنون کو بھی قطعی پرہیز ہے اب اگر ان مذاہب کے سلسلہ کو دیکھیے جس مین ہر فرقہ اور ہر ملت کے ہندو سلسل ہین تو یہ بات ظاہر ہوگی کہ ان کھانے والون فرقون مین بھی اکثر ایسے لوگ ہین جنھون نے اپنے پر گوشت کھانا حرام کرلیا ہی اور اس سے اب ہندوون کا فرقہ ایسا باقی نہین جس مین کم وبیش علی قدر التعداد تارک اللحم نہون اور یہ غلط خیال تو باستثنائے بام مارگیون کے تمام فرقون مین پھیلا ہوا ہے کہ گوشت خواری ایک بہت بڑا گناہ ہے لیکن یہ کوئی نہین جانتا کہ وہ غیر طبعی مسالک یا اقوال جن کو ہندوستان کے جوگیون اور جنھون نے بدھ مذہب کے اصولون سے جس کے وہ عادی اور تعلیم یافتہ تھے

ستعارلیئے ہین درحقیقت کوئی شے نہین ہین اور نہ اُن کا ہندوون کے اصلی فقہ سے کوئی تعلق ہے بلکہ یہ کہنا کچھ بیجا نہین کہ بودہ مذہب کی راہبانہ طریقت مین کچھ لفظی ترمیم کردی گئی ہے اور اُن کو ہندوؤن کی مقدس کتابون کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ کتب فقہ مین رہبانیت کی امتناع مین جس کو مقلدانِ وسعلان مذہب بڈھ نے اتقا اور پرہیزگاری کا ایک مستحکم قلعہ خیال کیا ہے سخت احکام وارد ہین اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ پیری مریدی کے سلسلہ مین ماکولات کی نسبت جسقدر سخت و ناقابل برداشت باتین جاری ہوئی ہین وہ تمامہ احکام فقہ ہنود و شریعت کے متغایر ہین جسکا اتباع تمام دنیا دارون پر اتک فرض اور واجب خیال کیا جاتا ہے کیونکہ کوئی بڑے سے بڑا اچارج یعنے مجتہد الاعظم بھی ایک بات کا مجاز نہین ہے کہ اپنے دنیا دار چیلے چانٹون کو اُن احکام اور فرایض کی تعمیل سے منع کرے جو اسپر بطور ایک عیال دار کے واجب و مستحب ہین اور اسی وجہ سے اکثر وہ حضرات جن کو معاش و معاد کے تعلقات مین کماحقہ تمیز ہے ان لوگون کے جوگیانہ اقوال کو وہین تک جائز رکھتے ہین جہان تک اُن کا عارفانہ اثر معاد پر پڑتا ہے۔ چنانچہ ہندوؤن کے مذاہب ثلاثہ یعنی **بیشنوی۔ شئی۔ اور شاکتاک** سے جسقدر شاخین متفرع ہوئی ہین اُن کو اکثر دنیا دار مقلد کھانے پینے کے جھگڑے کو اپنے اُس عقیدے جو خدا کے ساتھ ہے علیحدہ رکھتے ہین۔ تاہم بہت سے ہنود خاص خاص مواقع۔ اوقات اور ایام مین گوشت سے پرہیز کرتے ہین جس مین اُن کے تخیلات کے مطابق گوشت کھانا مطلق حرام اور ناجایز ہے حالانکہ جب ایک شئے مشروع ہے تو اُس کے لیئے کسی استثنا کی ضرورت نہین اور انھین واقعات سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ ابھی تک بڈھ مذہب کی تعلیم کا سرزمین ہند سے اثر نہین گیا جس کی شکایت کچھ اسی زمانہ مین نہین پیدا ہوئی بلکہ مذہب مذکور کے جنم لیتے ہی بعض دوراندیش لوگون نے یہ رائے زنی کی تھی کہ

جدید مذہب گھرون کو بے چراغ اور ملک کو ویران کردیگا

گو اس پیشین گوئی کے پورے ہونے کی نوبت نہین آئی مگر اتنا تو ضرور ہوا ہے کہ اب بڈھ مذہب مین اُس کی اگلی سی نفس کشی اور مجاہدات باقی نہین رہے جس کی وجہ سے وہ یہان ایک زمانہ مین اجیرن ہو گیا تھا لیکن ممالک غیر یعنی چین وغیرہ مین اس مذہب نے ایک نیا لباس پہنا یعنی اُنھون نے صرف وہ احکام اخذ کیئے جس کا تعلق نروان یعنی نجات سے تھا۔ اور اسی

وجہ سے وہ کھانے پینے مین بالکل آزاد مین ہتے کہ اُن کے ملکی رواج مین کُتا۔ بلی بھی حلال ہے۔
لیکن مین کہتا ہون کہ شاکھ منی گوتم نے ان جسمانی شدایداور تکالیف کے برداشت کرنے
کی نسبت کوئی خاص ہدایت نہین کی بلکہ جب ایک مرتبہ اُن سے چاہا گیا کہ وہ اپنی قواعدمین
سختی کا عنصر شامل کرین تو اُنھون نے اس کا یہ جواب دیا کہ۔
میری الہی تعلیمات ایسی ہین جو ہر جگہ و ہر مقام پر کام دے سکتی ہین۔ لیکن اگر کوئی پیرو کسی
قسم کی جسمانی سختی برداشت کرنا چاہے تو مین مانع نہین ہون۔ الا میرے نزدیک کسی سخت قواعد
احکام کی ضرورت نہین ہے کس لیئے کہ کمزور اور ضعیف جثہ اور قصیر العمر اس کی پابندی نہ کرسکین گے
اور اغذیہ کی نسبت یہ اجازت ہے کہ مقلدین مذہب حسب رواج ملک جو چاہین کھائین۔ باطنی
اور تصفیہ نفسانی تزکیہ درخت کے نیچے یا مکان مین رہنے یا پوشیدہ کپڑے پہنے یا گوشت ترک کرنے
سے نہین حاصل ہو سکتا۔
اب اگر یہ خیال کیا جائے کہ بودھ مذہب مین تو ھنسا۔ یعنے جان کشی منع ہے اور یہ گوشت
خواری کی نسبت ایک قسم کی اجازت کیسی۔ جو ان لوگون کو دی گئی تھی جو مرتاض اور تارک الدنیا
تھے لیکن درحقیقت حال یہ ہے کہ اُس زمانہ کے تمام بودھ گوشت استعمال کرتے تھے اور ایک
دوسرے کا پکایا اور چھُوا کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی وجہ سے گوتم بودھ نے بھی اپنے چیلون کو
ان تمام کھانون سے منع نہین کیا جو اُس زمانہ کی سوسایٹی مین جاری تھے۔ لیکن قراین سے معلوم
ہوتا ہے کہ گوتم بودھ کے مرنے کے بعد ہی ان فقیرون نے قواعد سخت کر دیئے جن کو اپنی پارسائی
کا بڑا گھمنڈ تھا اور اس مین گوشت کھانے کی بھی قاطبۃً ممانعت کی۔
اس امتناع کا اگر کچھ اثر پڑا ہے جس کو تمام مورخ تسلیم کرتے ہین۔ تو وہ یہی تھا کہ پہلے تائبین
اور غیر تائبین مین ایک قسم کی نفرت اور عداوت پیدا ہوئی اور اس کے بعد طعامی تفرقین
قایم ہوئین جو اب تک علی حالہ قایم ہین اور خدا جانے کب تک اس کا ناپاک اور مکروہ اثر باقی رہیگا۔
ہندؤون نے اپنی غلط فہمی اور ناعاقبت اندیشی سے صرف گوشت ہی نہین چھوڑا ہے بلکہ
اُنھون نے بقولات اور نباتات مین بھی اکثر چیزین ترک کر دی ہین جن کی نسبت اُن کا یہ خیال ہے
اُن کے کھانے پر عذاب و ثواب اور دوزخ و بہشت اور حور و قصور منحصر ہے۔ چنانچہ گوڑ اور سارسٹ
برہمن اور اگروال او سوال پیاز۔ لہسن۔ شلجم۔ گاجر۔ چقندر۔ کرم کلہ۔ جمنڈی نہین کھاتے
اور جینیون اور سراوگیون کے مذہب مین۔ اروی۔ آلو۔ بیگن۔ پیاز۔ لہسن۔ گاجر۔

مولی ۔ شکر قند ۔ زمین قند ۔ شہد ۔ مسور ۔ وغیرہ حرام ہین ۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو
اشیار زمین کے اندر پیدا ہوتی ہین وہ بجائے خود جان ہین ۔ مگر گیہون چانول کی نسبت
ایسا اعتقاد نہین ورنہ تڑکا ہی ہوگیا تھا ۔ اب آپ دیکھین کہ ہندو کس لغویات اور مہملات مین
مبتلا ہین گوشت تو بھلا گوشت بغیر جان کشی حاصل نہین ہو سکتا مگر نباتات مین کونسی جان رکھی ہے
جن کی خون ریزی سے وہ ڈرتے ہین ۔ ان نباتات کی عجیب وغریب تاویلین ہوتی ہین ۔ لہسن
کو کتے کا خون بتاتے ہین ۔ پیاز سنڈر کی اور بیگن بھینسے کی ...... سے مشابہ ہے گاجر کے لفظ
مین دم کا پہلو ہے ۔ کرم کلہ مین کلہ کا نام آتا ہے ۔ مسور مانس (گوشت) سے مشتق ہوا ہے ۔
ہندو ترک اغذیہ مین ایسے اندھے ہین کہ جب کسی تیرتھ کو جاتے ہین یا زیارت کو ۔ تو ماکولات
مین سے کوئی نہ کوئی جزو ضرور چھوڑ دیتے ہین ان کے نزدیک اگر ہوا پھانکنے سے زندگی ممکن ہو
تو یہ سب چیزون کے چھوڑ دینے پر آمادہ ہین اور اس کو ایک مذہبی افتخار سمجھتے ہین اور اپنی اس
کم نظری پر نازان ہین حالانکہ جو قوم اپنی جسمانی قوت کا لحاظ نہین کرتی جس سے وہ غیر اقوام کی نظر
مین حقیر معلوم ہوتی ہے ۔ اُس پر قومیت کا لفظ کبھی نہین صادق آتا ۔
بے شبہ تہذیب اُن قسری عادتون کا نام ہے جن سے کسیقدر سختی اور جبر مخصوص ہو سکین وہ
جبر و سختی ایسی ہونی چاہیئے جس کا نتیجہ کم از کم کسی دنیاوی ضرورت کو رفع کر سکے یا رفع کرنے پر قادر ہو
مگر ہندؤون کے جسقدر قسری خصایل پائے جاتے ہین اُن سے درحقیقت نقصان ہی نقصان ہو اور
نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسوقت ہندو مذہب مین جسقدر رفارم شروع ہوئے ہین وہ بھی
انھین جوگیانہ اور تنگ خیالیون پر مبنی ہین ۔ گو ہندوستان کے لیئے ان اصلاحون کی کثرت
کوئی انوکھی بات نہین ہے کیونکہ یہان ہمیشہ ایک نہ ایک طوفان اُٹھا ہی کرتا ہے لیکن جب کسی
اصلاح کی پیروی مین کھانے پینے اور حلت حرمت کی بحث شروع ہو جاتی ہے اور نباتات
احمر کی نسبت جو رنگ مین گوشت سے مشابہ ہین حلال و حرام کے فتوے جاری ہونے شروع ہوتے ہین
تو طبایع مین دفعتاً ایک قسم کا تنفر پیدا ہوتا ہے اور اس سے چند روز بعد اُس حقانی رفارم کی
قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے ۔ میری رائے مین موجودہ اصلاحون سے بھی ہندؤون کی بوسیدہ
ہڈیون مین جان پڑنے کی کوئی امید نہین ہے ۔

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی کین رہ کہ تو می روی بترکستان ست

ہندوستان کی آب و ہوا چندان خراب نہین ہے ہان غذا بے شبہ ناقص اور بالکل ناقص ہے

اسی لئے معدے ضعیف اور کمزور کر دیئے ہین جس سے ایک مدت سے ہندوؤن کی جسمانی قوتون مین گھن لگا ہے۔ کیا اب اس ہلکی پھلکی نباتی غذا سے ہماری جسمانی قوت ترقی کر سکتی ہے۔ کیا بقولات کھا کر اس مری ہوئی سرزمین سے بیاس جی سا حکیم اگست کی طرح مدبر۔ منو سا مقنن اور فقیہ۔ بھیم وارجن سے جنگ آور اور شجاع جدھیشٹر کی طرح کوہ وقار نکل اور سہدیو کی مانند ہمدرد پھر اٹھ سکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ راقم ایک ہندو از لکھنو

ہندو شریعت مین گوشت کھانا جائز ہے

سرمور گزٹ جلد ۲ نمبر ۳۵

(بنمبر ۳)

۲۳۔ دسمبر ۱۸۹۹ء

قربانی

جانورون کی قربانی کی نسبت مختلف اقوال ہین یورپین مورخون کا بیان ہے کہ سب سے پہلے تورانی مہاجر قومین ہندوستان مین قربانی لائی تھین۔ ان کے بعد آریہ آئے اور انھون نے اس رسم کی تقلید کی۔ پہلے آدمی کی قربانی ہوتی تھی۔ پھر گھوڑے کی قربانی ہونے لگی (اس کا ذکر حضرت منو نے بھی کیا ہے) اس کے بعد بیل بھینٹ چڑھنے لگا۔ پھر بھینسے کی نوبت آئی۔ اور آخر مین سب ہو ہوا کر صرف بھیڑ اور بکری کی قربانی رہ گئی۔ جو اب تک جاری ہے۔ لیکن ہندو فقیہ کہتے ہین کہ قربانی کا دستور ہندوستان ہی سے تمام ملکون مین پھیلا ہے۔ اور یہ ہندوؤن کی کتب حدیث و فقہ کے مطابق ایک حد تک صحیح بھی ہے۔ جس مین حیوانات کی قربانی کے بارے مین سخت تاکید ہوئی ہے۔

چوپایون کی زکوۃ ہندوؤن کے پنجگانہ فرائض (پنچ یگیہ) مین داخل ہے۔ ہندو فقہا نے نقلی شواہد سے اس کی فضیلت ثابت کی ہے۔ لکھا ہے کہ ہر طالب نجات پر علی قدر حیثیت سال مین کم سے کم ایک مرتبہ پشو جگ (حیوانی قربانی) واجب ہے اگر کوئی شخص پشو جگ سے عمداً انکار کرے تو راجہ پر فرض ہے کہ اس کا تمام مال و مویشی چھین لے اور جگ کرنے والون کو دیدے۔

منو سمرتی مین وارد ہے :-

جو لوگ چوپایون کی قربانی نہین کرتے ان کو کفارے کے طور پر سوم جگ کرنا چاہیئے۔

اکابر سلف نے جن کو طلب آخرت کا بہت کچھ خیال تھا بڑے بڑے پشو جگ کیئے ہین - ان جگون
مین ہر قسم کے جانور مارے اور قربانی کیئے جاتے تھے چنانچہ رگ وید مین ایک اشومیدھ
جگ یعنے گھوڑے کی قربانی - کا حال یون لکھا ہے -
پہلے گھوڑے کو نہلا کر آگ کا طواف کرایا - پھر دیو دار کے کھمبے سے باندھکر اُس کی قربانی کی - اور
اُس کے گوشت کے کباب لگائے - اور حاضرین نے اُس کو تبرکاً نوش کیا -
یہ تو قرون اولیٰ کا ذکر ہے قرون ثانی مین اشرف العالم رامچندر جی نے آشومیدہ
جگ کیا تھا - اور قرون ثالث مین بھی اس قسم کی متواتر جگ منعقد ہوئی ہین مہاراجہ
جدہشٹر نے بھی آشومیدہ جگ کیا تھا جس کا بیان مہابھارت کے ایک خاص حصہ
مین موجود ہے - جس کو مہاراجہ نے خود بہ نفس نفیس اُس معصیت سے نجات پانے کے لیئے جو ایک
عظیم خون ریزی اور قتل و سفاک سے ناشی ہوئے تھے انجام دیا تھا آشومیدھ پرب مین اسکا
بیان یون ہے -
جگ کے لیئے ایک علیحدہ مقام منتخب ہوا دیو دار اور صندل کے ستون نصب کیئے گئے اور
قربانی کا چبوترہ اور اگن کُنڈ یعنے آتش کدہ طیار ہوا اس کام کے لیئے مقدس برہمنون کی ایک
جماعت موجود تھی صید و ذبائح مین تین سو جانور ہلاک کیئے گئے - رتن نامی گھوڑا شرعی طور پر
قربانی کیا گیا - اس جگ مین ہر قسم کے دریائی جانور بھی کام مین لائے گئے تھے - ان جانورون کا گوشت
اُبالا گیا اور رتن گھوڑے کی یخنی جو تمام گناہون کی دور کرنے والی تھی مہاراجہ جدہشٹر کے سامنے
پیش کی گئی گھوڑے کے اور اعضا آگ مین ڈالے گئے -
اُس زمانہ مین ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی شخص مرتا تو دس روز تک جو ہندوؤن مین ایام
عزاداری مقرر ہین تمام کنبے قبیلے مین گوشت اور تیل تقسیم کیا جاتا تھا چنانچہ جب راجہ دسرت
کا انتقال ہوا تو سارے شہر مین گوشت اور تیل تقسیم کیا گیا علی ہذا مُردون کی فاتحہ بھی گوشت ہی پر
ہوتی تھی اس گوشت کو یا تو مہربان کھاتا تھا یا مہمان جو اکثر برہمن ہی ہوا کرتے تھے -
اکثر ہندو محدثین کا عقیدہ ہے کہ ارواح کو جو غذا زیادہ تر مرغوب و محبوب ہے وہ گوشت ہے
جس کو فقہی مسایل مین استحباب کی طور پر یون لکھا ہے -
(۱) تل - چاول - جو - گوشت وغیرہ سے ایک مہینہ تک مردون کی روح ٹھنڈی رہتی ہے
(۲) مچھلی سے ۲ دو مہینے تک - ہرن کے گوشت سے تین ۳ مہینے تک - بھیڑ کے گوشت سے چار مہینے تک

طیور کے گوشت سے پانچ مہینے تک۔

(۳) بکری کے گوشت سے چھ مہینے تک۔ چیتل کے گوشت سے سات مہینے تک۔ بارہ سنگھے کے گوشت سے آٹھ مہینے تک۔ پاڑھے کے گوشت سے نو مہینے تک۔

(۴) ہندیلا یا بھینسے کے گوشت سے دس مہینے تک۔ خرگوش یا کچھوے کے گوشت سے گیارہ مہینے تک

(۵) سفید رنگ بکری کے گوشت سے بارہ برس تک۔

(۶) گینڈے اور لال بکری کے گوشت سے بے انتہا زمانے تک روح ٹھنڈی رہتی ہے۔ عام تقریبات اور دعوتون مین بھی ہر قسم کا گوشت رواج پذیر تھا اور تمام سلف صالح گوشت کے استعمال کو جایز سمجھتے تھے چنانچہ جب بحضرت جی اپنے برادر اکبر رامچندر جی کے منانے کے لیئے الہ آباد گئے تھے تو بحضر دواج من نے جن کا اُس زمانے کی اجل مرتاضون مین شمار ہے بڑے تکلف کے ساتھ دعوت کی اور اُس مین ہرن۔ بھیڑ۔ ہنڈیلا۔ تیتر۔ مور کا گوشت کھانے کو دیا۔ ہندو شریعت مین برہمنون کے لیئے بھی کہین مالغت نہین چنانچہ منو سمرتی کے باب چہارم مین ان احکام کی صاف صاف اجازت پائی جاتی ہے۔

(۱) فصلین مین چوپایون کی معینہ قربانی کرنا چاہیئے۔

(۲) جو اگن ہوتری (منشرح) برہمن درازی عمر کی خواہش رکھتا ہو وہ اسوقت تک نئے غلے کو استعمال نہ کرے۔ جبتک کسی جانور کے گوشت سے ہوم نہ کرے۔

(۳) نئے غلہ اور جانور کے گوشت سے جو آگ ساکن نہین ہوتی وہ اُس آدمی کے خون کی پیاسی رہتی ہے جس نے غلہ اور جانور کے گوشت سے جگ نہین کیا اور بھگوسنے لگا (لنشرییح) ہندو گوشت خور قومون مین اب تک یہ دستور ہے کہ جب وہ فصلین مین نیا غلہ کھانا شروع کرتے ہین تو اُس روز تیمناً وتبرکاً مچھلی یا گوشت کا ضرور استعمال کرتے ہین اسی ادھیاے کے پچیسوین اشلوک مین لکھا ہے چارپائی۔ مکان۔ خوشبو۔ پھول۔ مچھلی۔ گوشت ان سب چیزون کو نہ چھوڑے۔

یہ تاکیدی حکم ان لوگون کے لیئے ہے جنھون نے شرعی مجاہدات اختیار کیئے ہون چنانچہ سمرتی مذکور کے باب پنجم مین وارد ہے۔

(۱) جو جانور قربانی نہین ہوا اُس کا گوشت نہ کھانا چاہیئے۔

(۲) جو گوشت مرکی نہین ہوا اُس کو برہمن نہ کھائے۔ کلام الٰہی سے پاک کیئے ہوئے گوشت کو استعمال کرے۔

(۳) دعوت - جشن خدا کے لیئے مردون کے لیئے جانور کو ہلاک کرنا چاہیئے۔

(۴) انفاق فی سبیل اللہ مین جو برہمن جانور ہلاک کرتا ہے وہ گویا اپنے لیئے بہشت برین مین بہت بڑا درجہ حاصل کرتا ہے۔

(۵) برہمن - وید - کے خلاف کبھی قربانی نہ کرے۔

(۶) گوشت خواری یا نکاح مین کوئی گناہ نہین ہے - یہ تو انسان کا ایک جبلی خاصہ ہے۔

(۷) جن حیوانات کے مس کرنے مین کوئی تحریمی صفت نہین ہے ان کے چمڑے کا برتن پاک ہے۔

(تشریح) مرگ چھالا یعنے ہرن کی کھال اور باگھمبر جو ہمارے سلف صالح اور معتکفین صحرا یعنے رشیون اور منیون کا اوڑھنا بچھونا تھا اب تک پاک سمجھا جاتا ہے۔ راجہ جنگ نے رامچندر کے بیاہ مین ہرن کے کئی سو چمڑے جہیز مین دیئے تھے بابا تلسی داس گوان صوفیائے کرام مین ہین جنھون نے ترک حیوانات کا تمام عمر کے لیئے قسم توبہ کی ہو اس شادی کے لوازمات دعوت مین لکھتے ہین۔

ہین ہین باٹھین پرانے ÷ + ÷ بھر بھر بھا کارن آئے

جن چمڑون کا اوپر ذکر ہوا وہ اُن جانورون کے ہوتے تھے جن کا اکثر تیر و کمان سے شکار کیا جاتا تھا۔ اور اس کے لیئے تاکیدی احکام بھی ہین - چنانچہ لکھا ہے کہ جس راجہ کی سلطنت مین ہرن (ہرن نیل گاؤ اور چیتل بھی شامل ہے) بوڑھا ہو کر مرجائے اُس کی سلطنت تباہ ہوجاتی ہے اس تاکید کی غایت مافی الباب یہ تھی کہ والیان ملک کو تعب اور مشقت کی عادت رہی اور وہ آلات حرب و ضرب کے استعمال سے مجبور و معذور نہ ہوجاین۔

شکار کا گوشت بھی حلال ہے جو ایک خاص وید کی آیت کے پڑھنے سے پاک ہوجاتا ہے اس کی تصدیق ذیل کے حکم سے ہوتی ہے۔

کُتا - چیتا - باز - قسائی - شکاری نے جن قابل قدر یعنے حلال جانورون کو ہلاک کیا ہو اُس کا گوشت شادی اور غمی دونون تقریبون کے لیئے پاک ہے (تشریح) غمی کے کھانون مین اکثر برہمن بلائے جاتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کا گوشت بھی برہمنون کے لیئے مباح ہے۔

راجاؤن کو گوشت کا محصول لینا بھی جائز تھا - چنانچہ سمرتی مذکور مین آیا ہے کہ - راجہ جانور کے منافع مین پچاسوان حصہ - اور گوشت کے منافع مین چھٹوان حصہ محصول لے۔

اگر قربانی کے جانور چوری جاتے تھے تو چور کو سخت سزا ہوتی تھی۔

۱۔ جگ کے لایق جانورون کے چور کو قطع آبادی کی سزا دینا چاہیئے۔

۲۔ گوشت مہلی کے چور سے مسروقہ مال کی قیمت سے دوچند تاوان لینا چاہیئے

ویدک زمانہ مین جو اقوام گوشت کی دکان کرتی تھین اُن کے نام یہ ہین۔

میڈ۔ اندھیر۔ چنچ۔ مدگوا۔

جنیون کے رحیمانہ عہد مین گوشت بکتا تھا۔ اور گوشت بیچنے والی قومین یہ تھین۔

چاک۔ کھٹاک۔ چنڈال۔ نشاؤ۔

بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ منو کے وقت کے برہمن بھی گوشت بیچتے تھے۔ شاید یہ گوشت جگون کا چڑھا ہوا ہو۔ یا بیچنے والے وہ برہمن ہون جن کو جگ مین قربانی کا کام تھا جو رلوج کہلاتے تھے۔ چنانچہ منو سمرتی کے باب دہم بودھ یا جین شریعت مین تو حیوانات یعنی دودھ گھی وغیرہ جائز ہے۔ راقم۔ مین یہ تہدیدی حکم ہے۔

برہمن گوشت۔ سوم لتا۔ دودھ۔ دہی۔ شہد۔ گھی۔ تیل۔ وغیرہ وغیرہ ہرگز فروخت نہ کرین۔

یہ تو ہندو شرع کے احکام ہین۔ اب اُس زمانہ کے تمدن و معاشرت کو ملاحظہ کیجیئے۔

کھیم کتوہل مین جو سنسکرت مین ایک بہت پُرانی کتاب ہے اُس مین پکے ہوئے گوشتون کی جو اُس زمانے کے ہندو امرا اور عمایدین مین مستعمل تھا یہ تفصیل لکھی ہے۔

۱۔ بھرجن۔ کباب۔ ۲۔ تلمن۔ مطبخیات۔

۳۔ سویدی۔ موزمہ۔ ۴۔ ہچن۔ قلایہ۔

۵۔ پوٹھن۔ یخنی۔ ۶۔ تاندور۔ قیمہ۔

۷۔ پپ پاگ۔ گل حکمت سے پکایا ہوا۔

گوشت کو پہلے پسی ہوئی سرسون اور چونے سے دھوتے تھے اور اُس مین زردی کے لیئے زعفران کا رنگ دیا جاتا تھا۔ اور سرخی کے لیئے لال صندل کا رنگ دیتے تھے اور جب منظور ہوتا تھا گوشت کا شوربا نہایت سرخ ہو تو دساوری پان کا عرق ڈالتے تھے۔ سیر بھر گوشت مین اس قدر مصالح پڑتا تھا۔

پانی۔ اڑہائی پاؤ۔ ہینگ۔ ا ماشہ۔ مرچ ایک تولہ۔ زیرہ سفید ایک تولہ۔ سوئے کا ساگ

ایک تولہ - سونف ایک تولہ - دارچینی ایک تولہ - پلاؤ کی مختلف ترکیبین لکھی ہین جن کا بیان اس موقع پر اطناب محل ہے -

ان تمام روایات واقوال سے واضح ہے کہ جب ویدک مذہب کا آفتاب نصف النہار پر تھا تو تمام ہندوون مین ایک قسم کی مہذب یا یون کہئیے کہ باشرع قربانی اور گوشت خواری پھیلی ہوئی تھی - صلحا اور زہاد سے لیکر امرا اور اواسط افراد تک گوشت کو ایک طیب غذا جانتے تھے کوئی دعوت یا جشن ایسا نہ ہوتا تھا جس مین دس پندرہ قسم کا گوشت نہ ہو - سنسکرت زبان مین علوم وفنون کا جسقدر خزانہ ہے وہ انہین گوشت خوارون کی دماغی محنت اور مشقت کی کمائی ہے جنہون نے علمی تحقیقات کے لیئے دامن ہمالیہ کے مرطوب جنگلون اور بیابانون مین سکونت اختیار کی تھی اور کوہستانی پہاڑون مین ملک الموت سے ہاتھاپائی کرتے پھرتے تھے اور بڑے بڑے دشوارگذار بحری اور بری سفر اختیار کرکے دور دراز ممالک مین اپنی قابلیت اور عظمت کے جھنڈے گاڑے تھے جن کے عجیب وغریب کارنامون سے کتب قدیمہ مملو ہین کیا یہ باتین ان جوگیانہ کھانون سے ممکن ہین جس مین فصلین غیر معتدل ہوا سے محفوظ رہنے کے لیئے نہایت تنگ اور تاریک مکانون کی ضرورت پڑتی ہے - اور کیا اب موجودہ ہندو قومین ان اقوام کے سامنے جو شدت سے گوشت خوار ہین کسی بات مین ہمسری کا دم مار سکتے ہین - ہرگز نہین -

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اصلا ہم برسر مطلب - اگرچہ اب بھی قربانی وغیرہ کی رسم قاطبۃً موقوف نہین ہوگئی لیکن اُس کو بودھ یا جین مذہب نے ایسے ایک ضعیف مرکز پر قایم کردیا ہے جس کی ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے بھی مشابہت نہین دیجا سکتی اور وہ بھی محض بے اصول اور خلاف شرع - جس مین مدعیان پارسائی کی طعن وتشنیع کا اندیشہ جدا ہے - اور عذاب ومعصیت کا کھٹکا الگ - گو اس مراقبانہ ورع کا ہیولی کسی زمانہ مین کیون نہ قایم ہوا ہو مگر اس مین اسوقت تک کوئی روحانی حرکت محسوس نہین ہوئی - جبتک بودھ کا رفارم شروع نہین ہوا - اگر سچ پوچھیے تو اس رفارم کی تباہی ہندو قربانی پر تھی جس کا اُن کی تمام مقدس کتابون مین ذکر ہی نہین بلکہ طالب آخرت کے لیئے نقلاً واجب ٹھہرادی گئی ہے اگر براہم خود ہی حیوانات کی خونریزی کو ناجائز قرار دیتے تو بودھ کے رفارم کی کوئی ضرورت نہ ہوتی - ہان یہ سچ ہے کہ بودھ مذہب نے جنم لیتے ہی اس پر کوئی سخت حملہ نہین کیا مگر یہ کیا کم تھا کہ اُس نے حیوانی زکوۃ کے استیصال کے لیئے اپنے دھرم کا یہ اصل اصول قرار دیا -

اہنسا پرمو دھرما

یعنے جانورون کا نہ مارنا ہی بڑا دھرم ہی

جب مذہب کا بڑا رکن یہ قرار پایا تو قیاس مقتضی ہے کہ منکرین گوشت نے حیوانی غذا کی تحریم کے لیئے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نے ہندوؤن کی مقدس کتابون سے قطعًا انکار کیا۔ کہ جدید مذہب کے کسی پیرو کو پہلے ہی سے گوشت خواری کی نسبت کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔ اکثر راجے مہاراجے اس نئے مذہب کی سرپرستی اور حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دفعتاً یہ رفارم جنگل کی آگ کی طرح اس سرے اُس سرے تک پھیل گیا۔ راجہ اشوک اس دین کا بڑا حامی تھا اس نے اگرچہ تظلم حیوانات کی انسداد کے لیئے بڑی کوشش کی ہے جیسا کہ سنگالوادھ سُتر وغیرہ مین مندرج ہے۔ مگر رعایا کے طبائع کا لحاظ کرکے حیوانات کی قربانی یک لخت موقوف نہین کی یہ بات راجہ مذکور کے اُن فرامین سے ثابت ہوتی ہے جو ہندوستان کی مختلف لاٹون پر مکتوب ہین جن کا مضمون یہ ہے۔

کوئی جانور کسی دیوتا یا جگ کے لیئے ہلاک نہ کیا جائے۔ فی الحال۔

اگرچہ حکم ہے کہ کار ثواب کے لیئے جانور مارے جائین اور مارے جاتے ہین لیکن ابھی تک اس کا کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوا۔ اور اس لیئے اب جانور ہلاک کیئے جائین۔ ایک حکم نامہ مین یہ مرقوم ہے کہ۔

ان جانورون کا نام لکھا جائے جن کے ذبح کرنے کی ممانعت ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ جانور مستثنےٰ تھے لیکن قرینہ بتا رہا ہے کہ مستثنیات مین وہ بڑے جانور ہون گے جو جگون مین چڑھائے جاتے تھے۔

اسی فرمان مین لکھا ہے کہ۔

برسات کے آخر مین تین روز تک کوئی جانور نہ مارا جائے۔ ۳۹۹ء مین فاہیان چینی سیّاح لکھتا ہے کہ پیاز۔ لہسن۔ مرغ۔ سُور کی قطعی ممانعت ہے۔ چنڈال گوشت بیچتے ہین اور یہ لوگ شہر سے کچھ فاصلہ پر رہتے ہین۔ اور جب شہر مین آتے ہین تو ڈھنڈورے بجاتے آتے ہین۔ تاکہ جن لوگون کو گوشت سے پرہیز ہو وہ ہٹ جائین۔ اور پھی گیارہوین صدی کے آخر مین لکھتا ہے۔

اہل وارہ کا راجہ بدھ ہے۔ گوشت کے لیئے کوئی جانور ہلاک نہین کیا جاتا ۱۱۴۲ء

مین عبدالرزاق سفیر سلطان شاہ رخ آیا تھا بیان کرتا ہے کہ مجھے برادر راجہ کی طرف سے ڈو بھیڑین اور آٹھ مرغ کھانے کو ملتے ہین۔

اب انہین کمزور اور ضعیف روایتون پر تاویلین کیجاتی ہین مگر شواہد اور واقعات پر کون پردہ ڈال سکتا ہے۔تاویل اور توجہ تو فرضی باتون کی ہوتی ہے رسم رواج اور عمل کی کیونکر تردید ہوسکتی ہے۔

ایک مورخ لکھتا ہو کہ۔

مین نے سمنتھ کے کسی بودھ مندر مین گوشت کے ٹکڑون کا گندھا ہوا ہار دیکھا تھا جسطرح ان ممالک مین قحط کے لیئے غلہ بھر رکھتے ہین اُسی طرح کوہستانی اقوام نے سوکھا گوشت جمع کر رکھا تھا۔

خشک گوشت کے جمع کرنے کا قدیم طریقہ ہے افضل البشر رامچندر جی چترکوٹ مین جانورون کو شکار کرتے تھے اور اُن کی جلیلہ جلیلہ سیتاجی گوشت سکھاتی تھین۔

قانون مذہب اگر فطرت کے مطابق نہین ہوتا تو طبایع پر اُس کا عمل ثقیل اور گران گذرتا ہی چنانچہ ہندوستان سے اس مذہب کے معدوم ہوجانے کی خاص وجہ یہی تھی اول تو اس کے اصول کا کہ گوشت خواری اور قربانی اکبر کبایر ہے کامل تقویت نہین ہوئی۔ دوسرے طبائع مین ایک خاص اور ضروری غذا چھوڑ دینے سے برہمی پیدا ہوئی اور حوارین بودھ مین بھی بعض مسایل کی نسبت اختلاف واقع ہوا۔ سب سے پہلے اسنگا سوامی نے جس کا استھل (نکیہ) پشاور مین تھا۔ بھومی شاستر تالیف کیا اور اس مین قربانی کے بھی چند احکام داخل کیئے۔ اس کتاب سے برہمنون کو بہت مدد ملی۔ اور انھون نے پھر ویدک مذہب کو اسی قربانی کے اصول پر زندہ کرنا چاہا۔ مگر اسوقت تک اکثر راجہ بدھ دھرم کے منظد اور حامی تھے برہمنون کی مذہبی حرکت کچھ کام نہ آئی۔ لیکن چونکہ عوام کی طبیعتون مین گونہ نفرت پیدا ہوگئی تھی لہذا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بودھ مذہب اپنے مرکز سے ہل گیا اور راجہ بکرماجیت نے جو شیوئی مذہب رکھتا تھا اسبات پر زور دیا کہ تمام رعایا علی الاعلان گوشت کھائے۔ اُدھر دکن سے سوامی سنکراچارج اُٹھے اور قدیم ویدک دھرم کی دعوت شروع کی۔ اکثر والیان ملک نے ویدک مذہب قبول کیا لیکن سنکراچارج کو پہلے ہی یقین ہوگیا تھا کہ یہ بیل منڈھے چڑھنے کی نہین۔ جن لوگون نے مدت تک بودھ مذہب

کی پیروی کی ہے وہ صحیح طور پر ویدک مذہب کے رستے مین قدم نہین رکھ سکتے جس مین چوپایون کی قربانی ایک رکن اعظم ہے۔ اسی وجہ سے اُنھون نے اُس زمانہ کے مطابق ہنود کی کتب فقہ کی ایسی شرحین لکھین۔ جسپر بودھ۔ جین۔ ہندو سب عمل کرسکین اور آسانی سے بودھ مذہب چھوڑکر ویدک مذہب مین آجائین۔ چنانچہ اب ان کے اعوان وانصار نے بھی شہادت دی کہ اگلی کتابون مین جو کچھ لکھا ہے وہ سب ست جگ کے لیئے تھا اب **کلجگ** کے لیئے نیا دھرم قایم ہوا ہے اور چونکہ بودھ کا بھی ایک اوتار ہے لہذا اُن کے احکام بھی واجب التعمیل ہین چنانچہ ذیل کے اشلوک سے اس کی تصدیق بخوبی ہوتی ہے۔

निंदसि यज्ञ विधेर हह श्रुति
जातं दय हृदय दर्शित प
शुघातं केशव धृत बुद्ध श
रीर जय जगदीश हरे ॥१॥

بودھ اوتار نے جگ کی توہین اور مذمت کی ہے جس مین جانور ہلاک کیئے جاتے ہین۔ اس لیئے جگ نہ کرنا چاہیئے۔

لیکن یہ روایت کسی ہندو فقہ کی کتاب مین نہین ہے اور نہ کسی فقیہ نے یہ اجتہاد کیا ہی کہ **کلجگ** کے لیئے اور کوئی شریعت ہے بلکہ جہان تک کتب احادیث سے ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ **منو** اور **یاگھ ولک** وغیرہ فقہا کے اقوال پر عملدرآمد رہا ہے ہان یہ بات ضرور ہے کہ ہندوستان مین بودھ مذہب تقریبًا دو ہزار برس تک قایم رہا اور خاص بودھ برہمنون کی ذہنی شریعت مین یہ بات جم گئی کہ گوشت خواری سخت گناہ ہے تاہم اُس بُت پرستی کے ساتھ جو راجہ اشوکھ کے بعد جاری ہوئی ایک قسم کی قربانی کا بھی رواج ہوا۔ لیکن جب ویدک مذہب نے عود کیا تو اُس کے یہ دو حصے ہو گئے۔ **۱طبعی قربانی۔ ۲مصنوعی قربانی** برہمنون کی طبعی قربانی کی جگہ تو مذہب جینیون کے لیئے مصنوعی قربانی قرار دی۔ جس مین ذیل کی نباتی اشیا بھیڑ بکری کی قایم مقامی کرتی ہین۔ (۱) ناریل (۲) کدو (۳) بیل (۴) لوکی (۵) جائفل (۶) آٹے کے جانور اور پر نا طبعی قربانی کی دو شقین ہین۔ ایک تو زندہ جانور کا صدقہ کرنا یا اُس کو داغ کرنا یا کان یا دُم کاٹ کر چھوڑ دینا۔ اور اس کا سنگرین گوشت مین زیادہ رواج ہے۔ دوسری شق اپنی اصلی ہیئت پر قایم ہے اور اس کو گوشت خوارون مین

کسی نہ کسی پیرائے مین ابتک بنا ہے جاتی ہین - بہرکیف ان دونون قسم کی مخلوط قربانیون سے کوئی قوم یا فرقہ بچا ہوا نہین ہے بعض تارک اللحم فرقون مین کسی پرند یا مچھلی کا صدقہ اب بھی جائز ہے - جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو فوراً زندہ مچھلیان منگاکر صدقہ کیجاتی ہین - یا حمل ہند و پرند چھُڑواتے ہین - یہ سب واقعات ایسے ہین جو اصلی یا طبعی قربانی کی طرف اشارہ کرتے ہین -

وسط ایشیا مین ابتک یہ رواج ہے کہ جب کوئی جلیل القدر مہمان کسی گائون مین وارد ہوتا ہے تو اظہار تعظیم و تکریم کے لیئے دو چار بھیڑین عین راستہ پر ذبح کر دیجاتی ہین - ہندوستان مین بھی اب تک یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کسی گائون کا مالک آجاتا ہے تو کاشتکار یا زمیندار ایک بکری لیکر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کے لیئے یہ بھینٹ ہے -

آخر زمانہ مین بھی جوگیون اور جینیون نے جس کا عوام پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے قربانی کی سخت مزاحمت کی ہے اس معاملہ مین رامانج سوامی کا جنھون نے رامانندی طریقہ جاری کیا ہے اس مذہب مین گوشت کھانے کی قطعی ممانعت ہے -

اس کے بعد سوامی بلبھ اچارج اُٹھے پھر تو کبیر - نانک - گورکھ ناتھ - جین جگ جیون داس وغیرہ نے گوشت خواری پر ایسا حملہ کیا کہ اُس مین جو کچھ رہی سہی جان تھی وہ بھی نہ رہی - لیکن پھر بھی ہم یہی کہین گے کہ فطرت کوئی شئے ہے - باوصف ان مزاحمتون کے طبعی قربانی کا اب تک نام و نشان باقی ہے اور اُس کے لیئے چند رب النوع یار وحین مقرر ہین -

ہندو کالی - درگا - بھیرون - مری وغیرہ کو حیوانی بھینٹ چڑہاتے ہین اور اس کے لیئے خاص خاص مقامات ہین - بندھیاچل اور دیبی پاٹن وغیرہ مین مشہور ابتک یہ حیوانی خونریزی ہوتی ہے - ان دونون مقامون مین بھینسے بھی چڑہائے جاتے ہین - بنگالہ - پنجاب - دکن وغیرہ مین بھی قربانی گاہین ہین اور کہین تو جانور ذبح کیا جاتا ہے اور کسی مقام پر یونہین چھوڑ دیئے جاتے ہین -

عوام مسلمانون نے بھی ہندوؤن کی تقلید کی ہے اُن کے یہان بھی شیخ سدو کا بکرا - ہنیلے کا مرغ بڑی ارادت کے ساتھ چڑہتا ہے - بعض مقامات مین ارواح خبیثہ کو شور

وغیرہ بھی چڑہاتے ہین - گونڈ - بھیل - بیل کو بل دیتے ہین - ہرچند یہ قربانیان شرعاً جایز نہین ہین مگر ہم بھی ہندؤون اور جوگیون کے متعصبانہ اقوال کو کہا جائے جنہون نے عوام مین پھیل کر قربانی کا راستہ بند کردیا ہی اور انسانی جذبات نے اسکو اس مشرکانہ لباس سے زینت دی ہی ایک چینی مؤرخ نے خوب کہا ہی بدھون نے وہ مذہب نکالا جس نے چھتریون کو بھی بنیا کردیا - فی الواقع اس مذہب سے ہندؤون کی پولیٹکل لایف کا خاتمہ ہی ہوگیا - گو اُنھون نے روحانی ترقی مین اپنا درجہ فلک افلاک پر قایم کیا ہو مگر عام الوالعزمی - حوصلہ مندی - شجاعت ملکی ترقی پر تو صاف اوس گئی

خزان کے ہاتھ سے گلشن مین خار تک نہ رہا ** بہار کیسی نشانِ بہار تک نہ رہا

اگر ہم ویدک دہرم کی تقلید کرنا چاہتے ہین تو ہم کو پھر سابقہ قربانیون پر عود کرنا چاہیئے اور یہ خیال دل سے دور کرنا چاہیئے کہ ہم جانورون کے ہلاک کرنے مین خاطی اور گنہگار ہوتے ہین - میرا خیال ہے کہ جبتک قربانی کا اصول پھر اپنے اصلی مرکز پر نہ آئے گا ہمارا یہ تو ہمانہ ورع ہرگز دور نہ ہوگا اس وقت اکثر تعلیم یافتہ گوشت خواری کی جانب مایل ہین - مگر برادری کے خوف سے دم نہین مار سکتے اگر قربانی کا ویدک اصول پھر جاری کردیا جاوے تو غالباً ہندؤون کی صورتون پر جو اُداسی اور افسردگی چھائی ہوئی ہے جس کو لوگ جوگیانہ ماکولات کا نتیجہ سمجھتے ہین دور ہوجائے اور وہ بھی سفر وحضر کے کام کی ہوجائین - راقم ایک ہندو از لکھنؤ

ہندو شریعت مین گوشت کھانا جائز ہے

سرمور گزٹ جلد ۲

نمبر ۴۳ ۲۳ نومبر ۱۸۹۶ء (نمبر ۴)

اذیت اور رحم

مین نے اس مسئلہ پر جو مذہبی ہیڈنگ قایم کیا تھا تو خیال یہ تھا کہ ہمارا تمدن مذہب کا ایک جزو لاینفک ہی اگر اس کو نظر انداز کردیا جاوے گا تو بحث ادہوری رہ جایگی ورنہ اس سبجکٹ پر جو کچھ لکھنا منظور ہے اُس کا بہت بڑا حصہ مسئلہ وقتت امر اور معقولی شواہد پر مبنی ہے اور اسی لیئے آج مین اُن پلاٹون سے ہٹ کر چند اس مضمون مین بحث کیجائے گی ایک خاص پوائنٹ پر آتا ہون جس کی نسبت ہمیشہ اُن رکیک اور ضعیف دلایل کے ساتھ گفتگو کیگئی ہے

جو انسانی وحیوانی ترکیب اعضا سے متشابہ ہوکر ایک ایسی لچر توجیہ ہے جس سے عامیانہ خیالات مین انسان کا خلقتہ گوشت خوار ہونا ثابت نہین ہوتا۔ ہر چند مین انسان کی حیوانی غذا کے ضمن مین ان جز ئیات پر بھی ایک عمیق نظر ڈالونگا لیکن اسوقت صرف ایک مزمن غلط فہمی کا رفع کرنا مقصود ہے جو ہندؤون مین عموماً اور بعض قومون مین خصوصاً اس تیقن کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے کہ کسی صدمہ کے وقت انسان کو جسقدر الم محسوس ہوتا ہے اُسیقدر جانورون کو بھی محسوس ہوتا ہے جیسا کہ آریہ سماج بھیرٹھ مین بیان ہے کہ۔ اگر ہم کسی آدمی سے کہین کہ ہمکو اپنا تھوڑا سا گوشت کاٹ لینے دیجیئے تو یقیناً وہ ہماری درخواست کو کبھی منظور نہ کرے گا (درین چہ شک) یہی حال سب جانورون کا ہے۔ جس طرح ہمکو اپنے اعضا عزیز ہین اُسی طرح جانورون کو بھی عزیز ہین۔ تم کلامہ۔ درحقیقت یہ ایک لاطایل مقالبہ ہے جو لاز آف نیچر یعنے قانون قدرت کے بالکل منافی ہے جس مین ہم دیکھتے ہین کہ انسان کے ہاتھ سے بالطبع اور بالضرورت حیوانات کو کیسے صدمے پہونچتے ہین طیور کیڑے مکوڑون کو پرُزے پرُزے کر ڈالتے ہین اور خود پرندون کو شکرا۔ باز۔ بلّی یا اور کوئی جانور ٹکڑے کر ڈالتا ہے اور پھر یہ جانور شکاریون کی بندوق کی نذر ہوجاتے ہین یا جال مین پھانس لیئے جاتے ہین۔ علی ہذا پرِ والون اور مچھلیون کی یہی کیفیت ہے۔ غرض اس قدرتی نظام یا قانون سے کوئی محفوظ نہین۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ حیوانات کو انسان کی بہ نسبت کم اذیت معلوم ہوتی ہے تو بظاہر یہ بیرحمی کا عذر بارد سمجھا جائے لیکن جب حیوانات کے لیئے قانون قدرت یہ ہے کہ قوی ضعیف کو مار ڈالتا ہے اور اس کو اپنے غذا کے کام مین لاتا ہے اور پھر انسان کی بہ نسبت اُن مین اس کی بھی بہت کم قابلیت ہے کہ اپنے اجسام کو اورون کی غذا سے بچا سکین تو یہ قول کہ موت کی سکرات ایک ادنے کیڑے اور ایک انسان کو برابر محسوس ہوتی ہے بالکل غلط اور بے قیاسی ہین۔

ہمکو جو درد کی کیفیت معلوم ہوتی ہے تو انسان ہی کے تجربہ سے معلوم ہوتی ہے یعنے تجربہ اور مشاہدہ کی روسے ہمنے دریافت کرلیا ہے کہ انسان کے بعض اعضا کو زیادہ اور بعض کو کم الم محسوس ہوتا ہے اور تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ جسمانی الم کا مبدا دماغ ہے اور اگر کسی عضو کا قطع تعلق دماغ سے کرلیا جائے تو اس عضو سے حس زایل ہوجاتی ہے۔ مثلاً کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہاتھ یا پانٔون کا کوئی پٹھ کسی اُفتاد کی وجہ سے بالکل کٹ جاتا ہے پس اس صورت مین وہ حصہ ہاتھ یا پانٔون کا جو اس پٹھ سے تعلق تام رکھتا تھا بالکل بے حس ہوجاتا ہی

یا مثلاً کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ شدید صدمہ کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی ایسی کچل جاتی ہے
کہ پھر چاہے اس کو کیسا ہی صدمہ پہونچے اُس کا اثر دماغ تک نہین پہونچتا ہے اور اس کا نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ وہ اجزائے بدن جس کو دماغ سے ان اعصاب کے ذریعہ تعلق ہے جو اس ٹوٹی ہڈی
سے آگے ہین فوراً بے حس ہو جاتے ہین - اور چونکہ سب استخواندار حیوانات مین نظام عصبی
ایک ہی قسم کا ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ حیوانات کے دماغ سے بھی اکثر وہی
افعال ہوتے ہین جیسے انسان کے دماغ سے ہوتے ہین لہذا اس امر کے یقین کرنے کی وجہ
موجود ہے کہ انسان اور حیوان دونون مین مبدائے الم دماغ ہی ہے - یہ امر بھی یقینی ہے کہ
الم کا ادراک دماغ کے ایک حصہ سے پیدا ہوتا ہے اور دماغ کے دیگر حصون کو چاہے کیسی ہی تقویت
دی جاوے مگر ان سے درد کبھی نہ محسوس ہوگا - چنانچہ جب کلوروفارم یعنے داروئے بیہوشی
نہ ایجاد ہوئی تھی اُس زمانہ مین جب کسی کی کھوپڑی شق ہو جاتی تھی اور دماغ کے پٹھے باہر نکل آتے
تھے اور ڈاکٹر اُن پٹھون کو اپنے ہاتھ سے نکالکر پھینکدیتا تھا تو اس سارے عمل کی مدت مین
اُس شخص کو ذرا بھی درد نہ معلوم ہوتا تھا اور یہ تو اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ دماغ کے بعض حصون
مین ایسا ورم حاج کرد وغیرہ ہونے سے بڑا درد معلوم ہوتا ہے جہانتک انسان سے متعلق ہے وہان تک
تو کلیہ ہے کہ دماغ جتنا نازک اور کامل الخلقت اور ذکی الحس ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ درد محسوس
کرتا ہے اور اگر یہ کلیہ انسان پر صادق آتا ہے تو انسان دو قسم کے ہوتے ہین نازک مزاج
آدمی جو ذرا سے صدمہ سے بے چین ہو جاتا ہے اور قوی الجثہ جو بڑے بڑے صدمون کو جھیل
جاتا ہے - نازک مزاج آدمی کی علامات یہ ہین کہ اُس کی نگاہ تیز اور تند ہوتی ہے اور اُس کے
چہرہ سے جودت اور ذہانت اور لینت یعنے نرمی نمایان ہوتی ہے اور اس کا سینہ تنگ اور پٹھے
باریک ہوتے ہین - قوی الجثہ آدمی کے خال وخط سے استقلال اور اطمینان ظاہر ہوتا ہے اور اُسکے
ہاتھ پانون زبردست اور توانا ہوتے ہین اور کلام اور نقل وحرکت آسانی سے کرتا ہے - پہلے قسم
کے آدمی طالب علمون اور عالمون مین پائے جاتے ہین - اور دوسری قسم کے کاشتکارون
اور مزدورون مین - یہ دو صورتین تو انتہائی نزاکت اور انتہائی قوت کی ہین مگر بعض آدمیون
مین قوت بدنی اور بعض مین نازک مزاجی زیادہ ہوتی ہے - اب غور طلب یہ امر ہے کہ ان
دونون قسم کے آدمیون کو الم بدرجہ مساوی نہین محسوس ہوتا ہے - ہر ایک ڈاکٹر اپنے
ذاتی تجربہ سے کہدے گا کہ عموماً نازک مزاج آدمی سخت جان آدمی کی بہ نسبت زیادہ ذکی الحس

ہوتا ہے یعنے اُس کو درد بہت معلوم ہوتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ مضبوط آدمیون پر کیسے کیسے سخت جراحی اعمال کیئے گئے ہین اور اُنھون نے منہ سے اُف بھی نہین کی اور اب یہی جواب دیا ہے کہ ہمکو بہت اذیت تو نہین ہوئی۔

وحشی قومون کی نسبت سب سیاحون کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ان سے دردمندی کے آثار و علامات کم ظاہر ہوتی ہین۔ چنانچہ ایک انگریزی اخبار مین ایک مرتبہ ایک نامہ نگار نے یہ واقعہ لکھا تھا کہ جب ابتدا بوٹ پہننے کا رواج نیوزیلینڈ مین ہوا تھا تو وہان کے باشندے اسقدر خوش ہوئے تھے کہ جب ان مین سے کسی شخص کو بوٹ کا جوڑا میسر آتا تھا مگر اُس کے پاؤن مین چھوٹا ہوا تھا تو وہ اپنے پاؤن کی دو تین اُنگلیان بے تکلف کاٹ ڈالتا تھا اور زخمون مین تھوڑا سا لٹن بھر کر اور خون کو اس طرح بند کر کے اپنے زخمی پاؤن مین بوٹ پہن لیتا تھا اس مین شک نہین کہ جتنا نازک اور ذکی الحس دماغ ہوتا ہے اتنا ہی درد اُس کو محسوس ہوتا ہے ورم دماغ کی ابتدا مین جب اُس خون کی مقدار جو دماغ مین دورہ کیا کرتا ہے معمول سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ نہایت ذکی الحس ہو جاتا ہے یہان تک کہ تیز روشنی یا بلند آواز سے مریض کے درد سر ہونے لگتا ہے اور آخری درجہ مین جب دوران خون دماغ مین کم ہوتا ہے تو یہ سب علامتین غائب ہو جاتی ہین اور مریض کو اُس سے کم درد معلوم ہوتا ہے جتنا عالم صحت مین معلوم ہوتا تھا۔

ایک یوروپین ڈاکٹر ایک مضمون مین لکھتا ہے کہ خود میری نگرانی مین ایک پاگل خانہ تھا اُس مین مین نے مشاہدہ کیا کہ فاترالعقل اور مجنون اور مالیخولیا کے مرض مین جو لوگ مبتلا تھے اُن مین سے فیصدی پچاس آدمیون کے بدن مین مختلف درجون کی بے حسی پائی گئی یہ امر قابل غور ہے کہ جو لوگ مرض مالیخولیا مین مبتلا ہوئے ہین اُن کے بدن مین حس کم ہو جاتی ہے اور دوران خون جو دماغ مین ہوا کرتا ہے اس مین بڑا فتور پڑ جاتا ہے۔ مالیخولیا والے کبھی کبھی اپنے بدن کو زخمی کر دیتے ہین مگر اُن کو درد معلوم نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مرض سے ان کی حس باطل ہو جاتی ہے۔

اگرچہ سب استخوان دار حیوانات مین نظام عصبی عموماً ایک ہی قسم کا ہوتا ہے مگر یاد رہے کہ جانورون کا دماغ باعتبار ان کے دیگر اعضاء و جوارح کے انسان کے دماغ سے بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ کہ جن جانورون کا دماغ انسان کی فیض صحبت سے بہت درست ہو جاتا ہے

اور ہمیشہ کام مین آیا کرتا ہے مثلاً جیسے کتا اور گھوڑا ہے۔ اُن کو بہ نسبت جنگلی یا وحشی جانورون کے جو انسان کی صحبت کے خوگردہ اور تعلیم یافتہ نہین ہوتے ہین۔ زیادہ تر اذیت معلوم ہوتی ہے حیوانات کے بابت یہ دیکھنا لازم ہے کہ کن علامات سے ان کی تکلیف اذیت ثابت ہو سکتی ہے ان کا ہاتھ پائون مارنا یا چلانا تو ان کی دردمندی کی علامات ہرگز نہین ہین کیونکہ جنگلی جانورون کا قاعدہ ہے کہ جب قید ہوتے ہین تو ہاتھ پائون مار کر بھاگ جانا چاہتے ہین۔ اور اکثر جانورون کے چلانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ڈر گئے ہین نہ یہ کہ اُن کو اذیت پہونچتی ہے۔ مثلاً جب خرگوش کے گولی لگتی ہے تو وہ کمتر چلاتا ہے۔ جب شکاری کتے اُس کا تعاقب کرتے ہین تو اکثر چلانے لگتا ہے جب جانور جال مین پھانس لیئے جاتے ہین اُسوقت تو یو نہین چلاتے ہین لیکن جب کوئی اُس جال کے قریب جاتا ہے تب چلانے لگتے ہین۔ جب مینڈک دیکھتا ہے کہ ایک چیز سانپ کی طرح رینگتی چلی آتی ہے تو چلانے لگتا ہے اگر مینڈک کو پتھر مارے یا ہنسئے سے اُس کا بدن کاٹ ڈالے تو وہ کمتر آواز نکالتا ہے۔

غالباً حیوانات کی اذیت کی مقدار دریافت کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ جو زخم اُن کے بدن پر لگے ہین وہ اُن کی عادات مین کس درجہ مخل ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کتون اور گھوڑون کو بہ نسبت جنگلی جانورون کے زیادہ اذیت معلوم ہوتی ہے تاہم اکثر مثالون سے ثابت ہوتا ہے کہ کتون اور گھوڑون کو زخم کاری لگتے ہین مگر کوئی علامت ایسی نہین دکھائی دی ہے جس سے معلوم ہو کہ اس کو بڑا درد ہے۔ جی۔ آئی رادل صاحب نے جو مقام اکسفورڈ کے باشندے ہین اپنی ایک کتاب مین بہت سی قوی مثالین اس کی لکھی ہین۔ چنانچہ منجملہ اُن کے ایک مثال درج ذیل ہے۔

ایک گھوڑا مقام آکسفورڈ مین سڑک کے کنارے گھانس کھا رہا تھا کہ ایک گاڑی پھر جانے کی وجہ سے اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اُس کے گھٹنے کی ہڈی چکنا چور ہو گئی اور کھال کے اندر سے باہر نکل آئی۔ چند ہی منٹ کے بعد وہ گھوڑا لنگڑاتا ہوا سڑک کے کنارے آیا اور گھانس چرنے لگا اور درد کی کوئی علامت اُس سے نہین ظاہر ہوئی بجز اس کے کہ زخمی ٹانگ کھڑی رکھتا تھا۔

اسی کتاب مین بہت سی مثالین اپنے مشاہدے کی رو سے لکھی ہین اور ہر ایک شکاری جانتا ہے کہ جب چوہا یا خرگوش آہنی جال مین پکڑ لیا جاتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے

ہاتھ یا پاؤن کو کتر ڈالتا ہے تاکہ جال کے خانہ سے نکلکر بھاگ جائے - اور بعض جانورون کو جب کھانا کم ملتا ہے تو اپنی دمون کو کھا جاتے ہین - دوسرا ثبوت اس امر کا کہ جانورون کو انسان سے کم اذیت معلوم ہوتی ہا ہے یہ ہے کہ زخم کاری لگنے کے بعد جانورون کو اتنا صدمہ نہین معلوم ہوتا ہی جتنا آدمی کو معلوم ہوتا ہے - جب آدمی کو کسی قسم کا زخم لگتا ہے یا ضرب شدید پہونچتی ہے تو چند علامتین ایسی ظاہر ہوتی ہین جن کے مجموع کا نام ڈاکٹرون کی اصطلاح مین صدمہ ہے یعنی اصل سرخی کے بدلے اُس کے چہرہ پر زردی چھا جاتی ہے اور اُس کی جلد پر کچھ رطوبت سی جمی رہتی ہے اور اُس کی آنکھون کا نور جاتا رہتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤن مثل برف کے سرد ہو جاتے ہین اور کان لگا کر سُننے تو اُس کا دل دھڑکتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اکثر اس کی نبض بھی نہین محسوس ہوتی ہے اور ان سب علامات سے ثابت ہوتا ہے کہ نظام عصبی مین خلل عظیم واقع ہوا ہے اور غالباً سب ڈاکٹر اس قول کی تصدیق کرین گے کہ جو لوگ شہرون مین دماغی محنت کیا کرتے ہین اُن کو بہ نسبت اُن اشخاص کے جو دیہات مین کھیتی باڑی کیا کرتے ہین جن کو مشقت دماغی کم کرنی پڑتی ہے بہت زیادہ صدمہ پہونچتا ہے اور جانورون کی تو یہ کیفیت ہے کہ چاہے کیسا ہی ضرر شدید اُن کو پہونچے ویسی زردی علامات جیسی ضرر رسیدہ آدمی مین پائی جاتی ہین ان مین نظر نہین آتین - اب جانورون کے بعد مچھلیون کو دیکھے تو ان کی نسبت اکثر لوگون کو یہ یقین ہے کہ بہت کم اذیت ان کو معلوم ہوتی ہے - ہر ماہی گیر اپنے یا اپنے کسی دوست کی نقل بیان کرتا ہے کہ اُس کی کٹیا مین ایسی مچھلی پھنسی تھی جس کے بدن مین ایک اور کٹیا بھی گھسی ہوئی تھی بعض مچھلیان ایسی سخت جان ہوتی ہین کہ اُن کو مار ڈالنا مشکل ہوتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظام عصبے مین صدمہ کا اثر کم پہونچتا ہے اور ان کے دماغ کا چھوٹا ہونا یہی دلیل ہے کہ ان مین حس اور ادراک کم ہے کیونکہ انسان کے دماغ کو اس کے باقیماندہ جسم سے وہ نسبت ہے جو ایک کو تین ہزار سے ہے -

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

انسان اور حیوان دونون کی جلد ساری بدن سے نازک ہوتی ہے مگر یہ ہمارے خیال مین نہین آتا ہے کہ مچھلیون کے بدن پر جو چھلکے ہوتے ہین وہ بھی ایسے ذکی الحس ہوتے ہین - اب بے استخوان کے جانورون کو دیکھو جیسے گھونگے کیڑے یا پردار کیڑے ہین تو ان مین دماغ ہوتا ہی نہین ہے اور نظام عصبے کے بدلے صرف دو پٹھے ہوتے ہین جو بدن کے ایک سرے سے دوسرے

سرے تک ہوتے ہین - ان چھوٹے چھوٹے جانورون کے ہاتھ پانون کاٹ ڈالیئے مگر اُن کو کچھ خبر نہین ہوتی ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صدمہ کا اثر ان کے جسم پر بہت کم ہوتا ہے اور ان کو درد بھی بہت کم محسوس ہوتا ہے - کیونکہ کیڑے کے بدن کو بیچ مین سے کاٹ ڈالیئے تو اکثر مرتا نہین ہے بلکہ کبھی کبھی اُس کے جسم کے نیچے کا حصہ دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے اور بعض قسم کے کیڑے کے اسفل بدن مین ایک نیا منہ پیدا ہو کر بالکل ایک نیا جانور بن جاتا ہے - پھر ملاحظہ کیجیئے کہ ایک جنس کی دوسری صنف مین گیکڑا وغیرہ داخل ہے اور جب وہ ڈر جاتا ہے تو ایک یا دو عضو کو اپنے بدن سے نکالکر پھینک دیتا ہے - اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ گیکڑے وغیرہ کو درد کم معلوم ہوتا ہے - ماہیر بھی لوگ ایسے کیڑون کا ذکر اس طرح سے کرتے ہین کہ گویا یہ بھی ایسی تیز حس رکھتے ہین جیسی انسان رکھتا ہے -

پر دار کیڑون کا نظام عصبی تمام کیڑون اور گھونگھون سے مشابہ ہوتا ہے اور پر دار کیڑون کے لیئے حس ہونے کے دلایل ایسے قطعی ہین جن کا انکار نہین ہو سکتا ہے - مثلاً بھڑ کو ایسا کچل ڈالے کہ اس کی صورت بگڑ جائے تاہم شکر اور شہد مین وہ اس طرح چمٹ جائے گی کہ گویا اُس کو کچھ بھی نہین ہوا ہے - اور چڑیون کے بدن مین جو کیڑے چمٹ جاتے ہین اور کوئی چڑیا ٹھونگ مار کر ان کے پیٹ مین سوراخ کر دیتی ہے تب بھی وہ اپنی غذا کھائے چلے جاتے ہین اور گبریلے کیڑے کے بدن مین سوئی چبھو دیجیئے تب بھی وہ ادہر اُدہر رینگا کرتا ہے اور کیڑون کو جو اُس کے قریب ہوتے ہین نگل جاتا ہے - پھر پروانہ کو ملاحظہ کیجیئے کہ جب روشنی کے گرد گھومتا ہے تو اُس کے پر اور اُس کا بدن جھلس جاتا ہے - پس غور طلب یہ امر ہے کہ اگر اُس کو زیادہ اذیت معلوم ہوتی تو وہ شمع کے گرد کاہے کو گھوما کرتا اور اُس کی جان ضرور بچ جاتی اب جانورون کا حال سنیئے کہ جب وھیل مچھلی کو توپ مین بم کا گولہ بھر کر مارتے ہین جس مین وہ مادہ بھرا ہوتا ہے جس کا نام **دائنامیٹ** ہے اور وہ گولا اس کمبخت مچھلی کے بدن اندر جاکر پھٹ جاتا ہے اور اُس کے پرزے اُڑا دیتا ہے - نہ تو باوجود ایسے گہرے زخمون کے یہ مچھلی گھنٹون زندہ رہتی ہے لیکن یہ امر ایسا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بادی النظر مین جتنی اذیت معلوم ہوتی ہے نفس الامر مین ویسی اذیت اس کو نہین ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان کو کوئی ضرر شدید پہونچتا ہے تو اُس کے بدن کے پٹھون کے سرے ایسے سُن ہو جاتے ہین کہ دماغ سے جو قوت ہمیشہ آیا کرتی ہے وہ اُن کے ذریعہ سے بدن مین نہین پہونچ سکتی ہے اس لیئے اکثر

ایسا ہوتا ہے کہ جس مقام پر وہ زخم لگا ہے وہ نقطہ سن ہو جاتا ہے اور چند گھنٹون تک یہی کیفیت رہتی ہے اور جب پٹھے اپنا فعل پھر کرنے لگتے ہین تب کہین درد معلوم ہوتا ہے ہر ایک ڈاکٹر اس مسئلہ سے واقف ہوگا اور بہت سی مثالین اس کی موجود ہین کہ پہلے چہرے کے زخمون سے بہت کم اذیت معلوم ہوتی ہے لیکن جب چند گھنٹے گذر گئے ہین تب البتہ درد شدید محسوس ہوتا ہے چنانچہ مسٹر راول نے حکایات ذیل لکھی ہین۔

سیباسٹ پول کے محاصری کے کارخانہ مین ایک فوجی افسر اور کچھ سپاہی گھاٹیون مین تھے کہ ایک بم کا گولہ گر کر پھٹ گیا اور جب وہ گولہ پھٹا اُسوقت افسر اپنا چرٹ سلگا رہا تھا پہلے تو اُس نے اپنے ساتھیون سے چلا کر کہا کہ اُس کی دھمک سے چرٹ میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے پھر اُس نے دیکھا کہ اُس کے قریب ایک سارجن کھڑا تھا وہ اس گولہ کے پھٹنے سے مر گیا۔ اور پھر جب افسر مذکور نے یہ دیکھا کہ میرے ہمراہیون کی نظر خود میرے اوپر جمی ہوئی ہے تو اُس کو خیال آیا کہ آخر یہ لوگ میری طرف غور سے کیون دیکھ رہے ہین۔ پھر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھتا ہے تو واہ واکلائی سے کہنی تک ہاتھ نذار دا اور دوسرے ہاتھ کی تین انگلیان بھی اُس گولے نے اُڑا دی ہین لیکن جبتک اُس کو اس طرف توجہ نہین دلائی گئی نہ تو اُس کو اپنا زخم معلوم ہوتا ہے نہ کچھ درد محسوس ہوا جوش کی حالت مین بھی درد بہت کم معلوم ہوتا ہے جب میدان کارزار خوب گرم ہوتا ہے تو سپاہی کے بدن مین حس کم ہو جاتی ہے۔ یورپ مین جب وہ زمانہ آیا جس کو مورخین کی اصطلاح مین قرن اوسط کہتے ہین تو وہان کے لوگون کو مذہبی جوش اس شدت سے پیدا ہوتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو زخمی کرتے تھے مگر درد کے آثار اُن سے مطلق نہین عیان ہوتے تھے اور اس مین شک نہین ہے کہ جب جانور غصہ مین آکر اپنی جان آزادی سے اور حفاظت کے لیئے لڑنے لگتا ہے تو آدمی کے آلات جنگ سے کیسے کیسے گہرے زخم اُس کے بدن پر لگتے ہین مگر اُس کو درد نہین معلوم ہوتا شاید یہ قول اس قول کے منافی معلوم ہوگا جو سابق مین بیان کیا گیا کہ دماغ جتنا قوی اور ذکی الحس ہوتا ہے اتنا ہی درد معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جوش وخروش کی حالت مین دماغ پر بڑا تعب ہوتا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تعب دماغ کے ایک جزو پر محدود رہتا ہی اور دیگر اجزاء دماغ کے افعال کسیقدر معطل ہو جاتے ہین بہر کیف تکلیف پہونچنے سے حیوانات کو درد کا خیال نہین ہوتا ہے۔ مگر انسان کے لیئے تو یہ مثل مشہور ہی کہ۔

بیم بلا بدتر از بلا

غرض عمدہ وجوہ سے اس امر کا یقین ہوگیا ہے کہ حیوانات کے ورد تو معلوم ہوتا ہے لیکن نہ اُتنا جتنا کہ انسان کو محسوس ہوتا ہے اور وحشیانہ حالت مین لکھوکھا جانورون کو اُن کے دشمنان قوی کیسے سختی سے مار ڈالتے ہین لیکن ان کو بہت ہی کم درد معلوم ہوتا ہے۔

افسوس انہین جوگیانہ خیالات نے ہندؤون کی لُٹیا ڈبوئی ہے۔ خوب یاد رہے کہ ہماری قوم کو **یوگ و دیا** نہین بخشوانے کی یہ ہمارا خیال ہی خیال ہے کہ ہم گوشت نہ کھانے سے آسمان پر تھگلی لگائین گے یا فلک الافلاک پر چڑھ جائین گے (حضور معاف ہم تو اُسی وقت آسمان کے تارے بن سکتے ہین جب مادیات مین ترقی کرین۔ ہمکو اوج عروج جب ہی ہوگا جب ہم دیا کے کیڑے بن جائین گے۔ بندہ نواز۔ ذرا آنکھین کھولیئے زمانے کا ورق اُلٹ گیا جہالت کی گھٹا کھل گئی۔ اب کوئی اس ضعیف الاعتقادیون اور سطحی تقلیدون مین پھنسنے کا نہین۔ اخلاق فطری اور منقولی مذاہب مین جنگ چھڑی ہے کوئی دن یہ مراقیانہ تقوٰی ہی اڑنچھو ہوجائے گا۔ جو حضرات خود اس تنزل کی قوی قوت کی بھدی نظیرین پیش کرتے ہین اگر وہ شیر اور ہاتھی سے گذر کر بنی نوع مین غیر اقوام کا مقابلہ کرین گے تو کھل جائے گا کہ ہم مین وہ ہمت شوکت جرائت ہمیت۔ شجاعت۔ شہامت۔ اخوت اور مروت نہین ہے جو استخوان زار کی **گلگشت کرنے والی قومون مین ہے** یون تعصب اور ہٹ دھرمی اور بات ہے۔

اب آخر مین میرا روی سخن قوم کی طرف ہے آیا ہمکو مدبرانہ۔ حکیمانہ۔ مردانہ دل ودماغ چاہیئے یا جوگیانہ۔ نسوانہ۔ مراقیانہ کی ضرورت ہے۔ بس اسی پر اس کا فیصلہ ہے۔

اوائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا ✚ صلائے عام ہی یاران نکتہ رس کیلیئے

راقم ایک ہندو از لکھنو

منصف مزاج ناظرین۔ آپنے اتنا تو جانچ لیا ہوگا کہ مسلمانون کے گروہ جب ہند مین آنا شروع ہوئے تو اُن کو قربانی کے مسائل اور حلال و حرام حیوانات کے مسایل قصائیون کی دکانین ہندو قصائی۔ گوشت کے انواع واقسام کے کھانے شکاریون کے گروہ۔ ویدانتی گوشت خوارون کی کئی کروڑ مردم شماری ہندوستان مین موجود ملی تھی۔ ان حالات مین اس بدخیالی کی گنجایش

ہرگز نہین ہے کہ اسلام ہی نے ہند کی پاک زمین کو خون آلود کیا تھا اور آپ سمجھ لیئے ہون گے کہ یہی ویدانتی زرفتی ان گنگا۔ جمنا کے سبزہ زارون کو (جس مین بیچارے دھرم پال آج روحانیت ڈھونڈھ رہے ہین) حیوانات کے لہو سے لالہ زار بنائے ہوئے تھے۔

حقیقت مین اگر ویدک دھرم گوشت خواری کی اجازت نہ دیتا تو اُس کو قانون قدرت سے ایک سخت مقابلہ کرنا پڑتا جس کا لازمی نتیجہ خفت اور ناکامی تھا۔

روحانیت کے فدائی برہمچاری دھرم پال۔ جسوقت شیر بھیڑیون کا معصوم بکریون اور غریب گایون کو تیز ناخنون سے دبوچکر کھا جانا دیکھتے ہون گے یا معلوم کرتے ہونگے اور غالباً وہ یقین رکھتے ہون گے کہ ان خونخوار درندون کا اور ان کمزور غریب حیوانات کا خالق حقیقی وہی ایک خدا ہے جس کی بزرگی سب مذہبون نے تسلیم کی ہے۔ تو شک نہین ہے کہ وہ جس طرح ایک مسلمان کو روحانیت سے کوسون دور سمجھتے ہین اُسی طرح خدا کو بھی کسی عزت کا مستحق نہ جانتے ہون گے۔

نرم دل کم اندیش جس طرح ایک حیوان کا دوسرے حیوان کو غذا کر لینا بیرحمی سمجھتے ہین اُس سے کچھ ہی کم درجہ کی بیرحمی یہ بھی ہے کہ گائے کا دودہ جس کو خدا نے اُس کی تھنون کے اندر معصوم بچہ کی پیدایش کے بعد اور اُسی کی پرورش کی خاطر اُتارا تھا انسان نہایت سختی سے چھین لیتا ہے بچہ اپنی مقدور بھر پوری کوشش کرتا ہے کہ دوہنی توڑکر تھنون کو منہ مین دبا لے مگر سخت دل حضرت انسان اُس شیر خوار بچہ کی کب چلنے دیتے ہین اور اپنے نزدیک تھنون کو دودہ سے خالی ہی کر کر چھوڑتے ہین۔ گو مادری محبت بچہ کے ساتھ پھر بھی سلوک کرتی ہے اور اُس کے پیٹ بھرنے کے قابل نہین تو ہونٹ گیلے کر دینے کو کچھ دودہ مل ہی جاتا ہے۔

نرم دل برہمچاری دھرم پال۔ دودہ دُہتے وقت گائے اور اُس کے بچہ کی حسرتناک نگاہین جو کبھی با دیگرے لڑ جاتی ہین وہ کسی طرح بیزبان بکری کی اُن آنسو بھری نگاہون سے کم نہین ہین جو قصائی کی چھُری پر لگی ہوتی ہین۔

پرفزا جنگلون اور قدرت کے جمائے ہوئے بنون سے جس مین ہزارون قسم کے چارے سیکڑون پانی کے چشمے پیدا کیئے گئے ہین۔ بیل کس بیرحمی سے گرفتار

کیئ جاتے ہین کیا ہمارے برہم چاری اسے دیکھکر کچھ متاثر ہون گے اور بوالہوسی سے برابر روحانیت ہی سے پیٹ بھرتے رہین گے پھر وہ گرفتار شدہ بیل بھاری بھاری لڑہیون اور بڑے بڑے ہلون مین جوت دیئے جاتے ہین - بیچارے ہل بھی کھینچتے ہین - کولھو بھی چلاتے ہین - غرض ہر طرح اُن کی بیش بہا زندگی خاک کیجاتی ہے اُن کی غذا اُن کا پانی انسان کے اختیار مین رہتا ہے رات دن قید سخت کی مصیبت کو مع مشقت کے برداشت کرتے ہین.
اگر کوئی برہم چاری اپنے نرم دل کی تسلی کے لیئے باتین بنائے اور یہ کہے کہ تھوڑا سا بھوسہ اور کچھ اناج اُن کی اجرت ہے تو مین فوراً کہون گا کہ اس اُجرت پر اگر بر ضامندی بیلون کو بن سے لایا جاتا تو یقیناً وہ اپنی انمول آزادی کو کسی قیمت پر فروخت نہ کرتے اور بن کی تر و تازہ روح پرور گھاس کو کثیر المقدار بھوسہ اور روزانہ کے دانہ پر ترجیح دیتے مسٹر دھرم پال اس قسم کی زیادتیان بھی آپ کی نظر مین غالباً محض مسلمان ہی کے لیئے نہین بلکہ ہر انسان کو روحانیت کے حاصل کرنے مین بڑی بھاری روک ہوسکتی ہین -
مگر مین افسوس کے ساتھ کہتا ہون کہ آپ نے روحانیت کو ایک دریائی پرند بگلہ جیسا فرض کر لیا ہے حالانکہ روحانیت کوئی دوسری چیز ہے جس کا ادراک اسوقت تک آپ نہین کرسکتے ہین جو لوگ قدرت کے کرشمون پر غور کر چکے ہین وہ اچھی طرح سمجھتے ہین کہ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ دیگر حیوانات پر صرف شرف ظاہری ہی نہین رکھتا بلکہ اُن کی پرورش و پرداخت کا بھی ذمہ دار ہے اور اُن سے ہر قسم کی تمتع حاصل کرنے کا مستحق ہے یہان تک کہ اُن کو تصرف مین لانے کا بھی حق رکھتا ہی -
اگر انسان اور دیگر حیوانات بلا کسی روک ٹوک کے اس دنیا مین آزاد چھوڑ دیئے جاوین اور انسان سے دیگر حیوانات کی نگرانی و پرداخت کی ذمہ داری جدا کرلی جاوے اور تمتع و تصرف کا حق بھی چھین لیا جاوے تو بھی دنیا ایک درندون کا بن ہو جاوے اور وہ حیوان جن کو ہم درندہ نہین کہتے ہین غالباً درندون سے زیادہ خطرناک نظر آنے لگین اگر ایسا ہوتا تو کسی قسم کی ترقی کا وجود محال ہوتا - زراعت کا نام نہوتا - راستے بند ہوجاتے اور انسان بھی دریا کے کنارے کسی درخت پر چڑہکر ہوائے روحانیت کو اپنی غذا بنا تا مین نے غلطی کی انسان کا اُن حالات مین موجود ملنا عنقا سے کہین زیادہ عجیب ہوتا -

جنگلی گایون کے سینگ چھریون سے تیز اور بکریون کے سینگ نشتر سے زیادہ نوکدار ہوتے نظام عالم مین برہمی پیدا ہو جاتی اسی سبب سے اُس صانع حقیقی اور حکیم مطلق نے نوع حیوانات سے انسان کو انتخاب کر کر اشرف المخلوقات بنایا اور دیگر مخلوقات پر اُس کو اختیارات عطا کیئے جس کو وہ مناسب طریقون سے استعمال کرتا ہے۔ فطرت کے زبردست اصولون کو توڑنے کی لاحاصل فکر کا نام اگر روحانیت ہی تو کامیابی کے ساتھ اُس کو کوئی انسان حاصل نہین کر سکتا۔

بلحاظ تفریق اقوام و بلحاظ تفریق مذاہب موجودہ مردم شماری ہند کو تارک اللحم لوگون کی مردم شماری سے کیا نسبت ہے اور گوشت خوارون کی تعداد کسقدر ہے گو اُن کا اعتقاد کچھ ہی کیون ہو لیکن عملاً وہ گوشت خواری سے کتنی رغبت رکھتے ہین کیا اس سے آپ کچھ منشار فطرت دریافت نہین کر سکتے کیا ان سب حالات پر ایک عمیق نظر ڈالنے کے بعد بھی آپ یہ کہہ سکتے کہ گوشت خواری و روحانیت کا اجتماع محال ہے۔

مہرشی سوامی دیانند صاحب کی رائے

گو آریہ لوگ گوشت کی اباحت سے بالکل انکار کرتے ہین لیکن سوامی جی کی ابتدائی رائے منتفراً وہ ہی تھی جس کو مین نے مفصل لکھا ہے وہ نظام عالم کے قایم رہنے کے لیئے گوشت خواری کا مباح ہونا تسلیم فرماتے تھے اور صرف مادہ گاؤ کی قتل کو اُسی عقلی اصول پر کہ اُس سے ملک کو گھی دودھ دہی بچھڑون کا فایدہ ہے جائز نہین سمجھتے تھے آریہ لوگ اُن کی اس معزز رائے کے تسلیم کرنے مین بہت سی توجیہات کرتے ہین مگر مین پبلک کے سامنے تفصیل کے ساتھ سب سامان پیش کرون گا تاکہ وہ باآسانی اس امر کو فیصل کر سکین کہ سوامی جی کی ابتدائی رائے گوشت خواری کے بارہ مین کیا تھی۔

دیکھیے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء بنارس

صفحہ ۳۰۲ (اگر کوئی گوشت نہ کھائے تو جانور چرند وغیرہ جسقدر ہین اُس سے ہزار چند ہو جاوین پھر انسانون کو مارنے لگین اور کھیتون مین غلہ بھی نہونے پاوے پھر سب انسان مرجاوین) صفحہ ۴۵ (صبح و شام گوشت وغیرہ ہوم کرنا لکھا گیا) صفحہ ۱۴۱۔ (گوشت کے پنڈ دینے مین کچھ پاپ نہین ہے) صفحہ ۱۷۱ (یگیہ کے واسطے جو جانورون کا قتل کرتا ہے جائز ہے)

صفحہ ۳۹۹ (پشوؤن کے مارنے مین تھوڑا سا دکھ ہے اور یگھ مین جانداروں اور غیر جانداروں کا نہایت فایدہ ہے) صفحہ ۴۰۲ (گومیدھ مین پشوؤن مین نرون کا مارنا چاہیئے ایک بیل ہزار ہا گائے حاملہ ہوسکتی ہین اس سے نقصان بھی نہین ہے بندھیا گائے کا بھی گومید مارنا لکھا ہے کیونکہ اُس سے دودھ اور بچھڑون کی پیدایش نہین ہوتی۔ اب مروجہ اشاعت ستیارتھ پرکاش مین اصلاح کی گئی مگر لالہ جگناتھ داس صاحب مرادآبادی اپنی نظم و نثر مین ان امور اور دیگر امور پر اعتراضات کی بھرمار کر رہے ہین آریہ سماج کی طرف سے پنڈت لالتا پرشاد صاحب اوپدیشک نے ستیھ پرکاش لکھکر لالہ جگناتھ داس صاحب کے اعتراضات کا جواب دیا ہے ہم اُن کے جوابات سے صرف گوشت خواری کے متعلق جوابات کا انتخاب کرکر معہ اپنی رائے کے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین وہ جواباً کہتے ہین۔

نمبر ۱۔ ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ مین راجہ جے کشن داس صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی نے نوٹس دیدیا تھا (کہ چھاپنے اور ترتیب دینے مین جلدی کی وجہ سے بہت غلطیان ہوگئی ہین امید کہ ناظرین اس اپراد کو معاف کرین گے)
لیکن اس نوٹس سے یہ ہرگز ظاہر نہین ہوتا کہ ورق کے ورق سوامی جی کی رائے کے خلاف تصنیف ہوگئے ہین بلکہ صاف مطلب یہ ہے کہ کی۔ کا۔ کی غلطیان متعلق کتابت بالتقدیم تاخیر مضامین کی غلطیان متعلق ترتیب بوجہ عجلت کے واقع ہوئی ہین وہ معافی کے قابل ہین۔ اس لیئے میری رائے مین یہ عذر بدتر از گناہ ہے۔
نمبر ۲۔ سوامی جی نے ویاکھانون کا دینا بند کرکر بھاشا کا ابھیاس کیا مگر اکاایک مشکل پھر بھی پیش آئی کہ کثرت سفر کی وجہ سے نہ تو خود ایک جگہ رہ سکے نہ ستیارتھ پرکاش کا پروف دیکھ سکے چونکہ ان دنون حالت ابتدائی مین محرر مترجم بلکہ کل درستی کرنیوالے پوپ جی مہاراج تھے۔ یعنے اُن کے ہی خلاف پشتاک اور وہی منتظم اور نگران پھر اُس مین کسی قسم کا امر بھی کر دینا کیا مشکل بات ہے اور کیا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ ایسا ہونا محال ہے۔
میری رائے مین بھی ممکنات کا دایرہ بہت وسیع ہے۔ مگر سوامی جی جیسے پرجوش اور خیرخواہ قوم سے ایسی غفلت شدید کا واقع ہونا قریب قریب محال سے ہے۔ اور انکی عظمت

وقومی خدمت پر سخت بدنما دھبا لگاتا ہے۔ کوئی سلیم عقل قبول نہ کریگی کہ جو شخص مردہ مذہب کو زندہ کرنے کا مشکل کام اپنے ذمہ قبول کر چکا ہو اور پھر ابتدائی تصنیفات مین پروف تک کے دیکھنے کی پروا نہ کرے اور اُنھین مخالفان مذہب کے بھروسہ پر اس کام کے انجام کا امید وار ہے اور بالآخر اپنے پیرؤون سے مہرشی کا خطاب بھی حاصل کرے ہین اس جواب کی بھی کچھ عزت نہین کر سکتا۔

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ راجہ صاحب کی نگرانی ہیچ اور سوامی جی کی غفلت بھی شدید تھی تب بھی قایم ہندو مذہب والے محررون۔ مہتمون سے ایسی خیانت کی جرأت کی بہت کم امید ہو سکتی ہے اگر کسی چور اُچکے کے سپرد بھی کوئی امانت کیجاوے تو گو ایسا کرنا خلاف دانش ہے لیکن پھر وہ مشکل ہی سے خیانت کر سکتا ہی۔

نمبر ۳۔ وید بھاشیہ مین قبل اختتام طبع ستیارتھ پرکاش نوٹس دیدیا کہ شرادھ و قربانی وغیرہ کے مکروہ خیالات اُن کی لاعلمی مین درج کردیئے گئے اور وہ ستیارتھ پرکاش قابل اعتبار نہین ہے اور اُس کو جزاً منسوخ کردیا۔ چنانچہ تین ممولاس آخری اُس مین نہین ہین"

ہماری رائے مین اس نوٹس سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی اشاعت کے بعد سوامی جی نے گوشت خواری کی اباحت کے اعتقاد سے دست برداری کی یہ امر کہ اُن کی لاعلمی مین کوئی حصہ ستیارتھ پرکاش زبردستی اُن کی تصنیف قرار دیدیا گیا قابل تسلیم نہین ہے نہ کتاب کا سلسلہ بیان ایسی رائے قایم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

نمبر ۴۔ سوامی جی گجراتی برہمن تھے جن مین گوشت کھانا سخت ممنوع ہے۔

تعجب ہے یہ کیسا جواب ہے۔ جس طرح سوامی جی نے گجراتی برہمنون کی سیکڑون قدیمی پابندیون سے اختلاف کیا ہے کیا یہ لازمی قیاس ہے کہ گوشت خواری کے ترک مین اُن کا اُن برہمنون سے متفق رہنا ضروری ہے۔ کیا سوامی جی قومی تفریق کے ساتھ مذہبی احکام متعلق کرنا پسند کرتے تھے" کیا اُن کا یہ اعتقاد تھا کہ برہمنون کا وید کوئی اور ہے اور کایستھون کا وید دوسرا ہے" لہذا اگر گوشت خواری جائز ہے تو ہمارا یقین نہین ہے کہ سوامی جی گجراتی برہمن ہونے کے سبب سے اُس کو ناجایز کر دیتے۔

نمبر ۵۔ ۱۸۸۶ء سے پیشتر ۱۸۶۵ء مین سوامی جی گئورکشا و شے مین ویاکھیان دیا کرتے تھے اور اُسی زمانہ مین گورنمنٹ مین گئورکشا کے لیئے میموریل تیار کرا کر لاکھون دستخط کرائے تھے

سوامی صاحب نے پولٹیکل ایجنٹ سے بمقام اجمیر اس بارہ مین گفتگو کی تھی اور گائے کی حفاظت مین امداد چاہی۔

ہماری رائے مین بھی اُن کا ہمیشہ یہ اعتقاد تھا کہ گاؤ مادہ کا ذبح و قربانی جائز نہین ہے کیونکہ گائے کی حفاظت مین وہ زیادہ فواید خیال کرتے تھے مگر اس حجت سے اُن کا عام گوشت خواری کے ترک کا اعتقاد یا ستیارتھ پرکاش مین کسی الحاق کا ثبوت نہین ہوتا۔

منصف مزاج ناظرین۔ سچ بات یہ ہی کہ سوامی جی نے بڑی شد و مد سے مورتی پوجن کے معدوم کرنے مین کوشش کی جو ویدانتی فرقون کا اعلےٰ جزو مذہب تھا سوامی جی نے یہ بھی کوشش کی کہ کم سے کم قدیم ہندو مذہب کا نام باقی رہے گو وہ اپنی اصلی حالت سے بدل کر کچھ ہی کیون نہ ہو جاوے اُنھون نے تاویلات کی کھینچ تان سے بت پرستون کو خدا پرست بنانا چاہا وید کے سیدہے سادہے منترون کی بلیغ تعبیرین کین دیوتاؤن کے نامون کو ایشور کی صفات قرار دیا آگ اور ہوا کی پرستش کی بجائے دخانی جہاز ہوائی جہاز چلائے اس مصروفیت مین گوشت خواری قربانی شرادہ ان جزئیات کا کہان خیال رہ سکتا تھا جب اس کام سے کچھ فرصت پائی تو ادہر بھی تاویلات کا خزانہ خرچ ہونے لگا۔

ہماری رائے مین سچا اور معقول جواب یہ ہو سکتا ہے کہ ۱۸۸۰ء کے بعد سوامی جی نے گوشت خواری کی اباحت کے اعتقاد سے توبہ کی گو عملاً وہ پہلے سے بھی تارک اللحم ہون اور اس سے ہم صرف اتنا ہی فایدہ لینا چاہتے ہین کہ قدیم تعلیم وید کے مطابق سوامی جی کی ابتدائی رائے مین بھی گوشت کھانا مباح تھا۔

مانس بھکشا بھکشن بواد نرنی

ناظرین۔ اس کتاب کو ایک نظر اور دیکھ لیجئے جسے بڑی ہی جانفشانی سے **منشی رگھانند** ممبر آریہ سماج بستی نے تصنیف کیا ہے **پنڈت لالتا پرشاد** نے تقریظ لکھی ہے ہمارے دوست اور وطنی بھائی منشی **سکٹ مل صاحب** بدایونی کے عطیہ سے طبع ہوا ہے اُسکا عنوان (**فیصلہ جواز یا ناجواز گوشت خواری**) مجھے دیکھکر مسرت ہوئی تھی کہ محقق مصنف نے ۱۱۲ صفحون مین سب کچھ لکھا ہوگا فہرست مضامین کتاب دیکھکر اُس مسرت نے اور بھی ترقی کی اور مین نے بہت اشتیاق سے کل کتاب کو پڑھ ڈالا لیکن اُس کے بعد مین نے جو رائے قایم کی ہے اُس کو آزادانہ صاف لفظون مین لکھ دینے سے **آریہ سماجین** پکار اُٹھین گی

کہ ہمارے اُپدیشکون کی تصنیف کے تعصب سے بے وقعتی کرتے ہین لہذا مین اس کتاب کی مختصر سیر آپ کو بھی کرانا چاہتا ہون آپ خود رائے قایم فرماوین کہ ترک لحم کے معتقدون کا بھروسہ کن دلایل پر ہے **گوشت کی پیدایش** - **آریہ محققان کی مذہبی رائین پارسی عیسائی** علمار کی مذہبی رائین ان کو بخوف طوالت مین بالکل چھوڑتا ہون **اسلام مین گوشت خواری** امتناع - اس حصہ کا جب اس کتاب مین اسلام کی گوشت خواری سے بحث کیجاوے گی کچھ ذکر کرون گا - اسوقت منشی پرمانند کی کتاب کا -

باب سوم

(قدرتی قانون کے زبردست ہیم مشاہدون کے ساتھ جو بہت ہی صاف اور ظاہر ہین پیش نظر ہین) ملاحظہ فرمایئے -

مین اُس مصنف کی ہر دلیل کا خلاصہ معہ اپنی رائے کے پیش کرون گا -

خلاصہ ثبوت اول قدرتی - گوشت غلہ کی طرح عموماً خوراک نہین ہے بجز گوشت پر زندگی کا مدار محال ہے ہندوستان کے رہنے والون مین بعض لوگ گوشت نہین کھاتے لہذا گوشت انسان کی قدرتی خوراک نہین ہے -

ہماری رائے کیا منطقی قواعد سے یہ نتیجہ صحیح نکلا - پیاز - شلجم - غلہ کی طرح عام خوراک نہین اور اسپر مدار زندگی کا بھی موقوف نہین ہے بعض لوگ اس کے کھانے سے متنفر بھی ہین تو کیا یہ قدرتی خوراک نہین ہے - خدا عقل دے - اس مزخرفات کو قدرتی دلایل کہتے ہین -

خلاصہ ثبوت دوم قدرتی - گوشت کی دکانون پر اور مرگھٹ پر ذبیحہ اور مردار گوشت پر ہزارون چیل - کوے - گدھ - کتے - بلی - خود بخود بغیر بلائے جمع ہوجاتے ہین لیکن غلہ کے انبار نباتات کے ڈھیر پر جمع نہین ہوتے اس لیئے گوشت اُن کی خوراک اور غلہ انسان کی خوراک ہی -

ہماری رائے - غلہ نباتات کے انبارون پر بلکہ انبار سے قبل درختون ہی مین پرندون کے غول جمع ہو ہوکر اُس کا کھانا شروع کرتے ہین گو پھنون کھٹکٹون سے بھی نہین بھاگتے انسان مہمان ناخواندہ بنکر غلہ کے انبار پر بھی نہین پہونچتا اگر ایسا کرے تو ۳۷۹ تعزیرات ہند کا مرتکب ہو اس لیئے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غلہ بھی انسان کی خوراک نہین ہے چلیئے چھٹی ہوئی اب بدنصیب انسان کا حصہ صرف ہوائے روحانیت ہے - ماشاء اللہ کیا قدرتی

دلایل ہین۔

خلاصہ ثبوت سوم قدرتی۔ جس جنگل مین شیر چیتا گرگ رہتے ہین وہان سے کمزور جانور بھاگ جاتے ہین اور قصابون سے بھی ڈرتے ہین تمام آدمیون سے مانوس ہوتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ قدرتاً انسان گوشت خور نہین ہے۔

ہماری رائے۔ انسان کو درندہ کون سخرہ بتاتا ہے حیوان اپنے مارنے والے سے ڈرتے ہین کھانے والے سے نہین ڈرتے اُن کے علم مین یہ بات نہین ہوتی کہ ذبح کے بعد اُن کو کون ویدانتی عیسائی۔ مسلمان غذا بنائے گا اگر شیر کے پاس بھی مثل انسان کے رسیان۔ زنجیرین ہوتین تو وہ بھی جانورون کو نہ بھاگنے دیتا غرض آریہ لوگ خود ہی غور کرین کہ یہ کیسے قدرتی نیم ہین۔

خلاصہ ثبوت چہارم قدرتی۔ انسان کو کارآمد جانورون پر رحم کرنا چاہیئے اور موذی کو قتل کرنا چاہیئے۔

ہماری رائے۔ دودھ گھی بھی چھوڑنا چاہیئے ہل بھی نہ جتوانا چاہیئے گاڑی بھی نہ چلانا چاہیئے یہ بھی بیرحمیان ہین سبحان اللہ کیسے کیسے نادر ثبوت قدرتی ہین۔ جنکو عقل سے کچھ علاقہ نہین۔

خلاصہ ثبوت پنجم قدرتی۔ گوشت بہت جلد سڑجاتا ہے اُس کی اجزا لطیف نہین ہین گھی عرصہ تک کارآمد رہتا ہے لہذا گوشت قدرتاً انسانی خوراک نہین ہے۔

ہماری رائے۔ اجزالطیف جلد سڑجاتی ہین کثیف الاجزا اشیاء دیر مین سڑتی ہین **انگور کو شکر قند۔ گھویا۔ آلو** سے متقابلہ فرمایئے دیکھیئے کون لطیف ہے اور کون کثیف اور کون جلد سڑتا ہے اور کون دیر مین۔ گھی اپنی دہنیت کی وجہ سے دیرپا ہے اور گوشت لطافت وسریع الانتقال ہونے کے سبب سے جسم کے اندر پہونچکر بہت جلد خون بنجاتا ہے لہذا ان پوچ دلایل کو قدرتی دلایل کہنا سخت ہٹ دھرمی ہے۔

خلاصہ ثبوت ششم قدرتی۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ گوشت سے نفرت رکھتے ہین زبان چٹوری ہے پکا گوشت مزے سے کھاجاتی ہے کچے گوشت کو وہ بھی ناپسند کرتی ہے قصابون کی دُکان پر لاکھون مکھیون کا مجمع دیکھکر گوشت خوار کی آنکھ بھی نفرت سے بند ہوجاتی ہے لہذا گوشت انسان کی قدرتاً خوراک نہین ہے۔

ہماری رائے۔ آپ نے کبھی کھنڈسار کا سیر تو کیا ہوگا مکھیون بّرون کی بھنکار اور چارون کا راب کو کھندلنا دیکھکر شاید ہی آنکھ اس سیر کی برداشت کرے لیکن زبان اُس کو ہڑپ کر جاتی ہے شہد کی موہار پر بھی مکھیون کا مجمع دیکھکر آنکھ کبھی شہد کے کھانے کی اجازت نہین دیتی لیکن زبان خود اختیاری سے اُسے بھی چٹ کرجاتی ہے آپ زبان کو گوشت کھانے کی بھی اجازت دیجیئے سب اعضاء بدن کے کام مختلف ہین ایک کو دوسرے مین شریک نہ کیجیے۔ ہاتھ تو دودھ دہی مین بھی آلودہ ہوکر صاف ہونے کی آرزو رکھتے ہین اور بغیر دھوئے ہوئے چین نہین آتا تھا گوشت ہی سے متنفر نہین ہین کانون کی نہ کہیئے اگر دنیا کا کل کام ان کے سپرد ہوجاوے اور عقل ان کی مددگار نہووے توان کے لیئے اخبارات کی اپریل فول بھی قیامت ہے۔ یہ کسی انسان کی مفصد کھلنے کی خبر سنکر بھی بیقرار ہوجاتے ہین خواہ وہ اُس کے لیئے کتنی ہی کیون نہ مفید ہووے اس جھگڑے کو چھوڑیئے اور مخلوق خدا کو ایسی قدرتی دلایل سے مغالطہ نہ دیجیے

خلاصہ ثبوت ہفتم قدرتی۔ رشی۔ منی لوگ گوشت کو اندھا کرنے والا غصہ بڑہانے والا روحانیت زایل کرنے والا دلکو غیر صاف رکھنے والا کہتے ہین لہذا گوشت انسان کی خوراک نہین۔

ہماری رائے۔ اُن کو کہنے دیجیئے اور پرواہ نہ کیجیئے۔

گوشت تمام اعضائے بدن کو قوت دینے والا اور بینائی کا محافظ۔ غصہ نہین بہادری کا پیدا کرنے والا روحانیت کا (جس کی ترقی صحت قوائے جسمانی پر منحصر ہے) حاصل کر نیوالا ہے اور شرم کیجیئے کہ رشی۔ منی کے اقوال لکھکر آپ قدرتی دلایل کو بدنام کرتے ہین۔

خلاصہ ثبوت ہشتم قدرتی۔ غذا سے رس۔ خون۔ گوشت۔ چربی۔ ہڈی۔ مغز۔ بیج۔ بنتے ہین تغذیہ کے بعد جو جو چیزین بنتی ہین وہ سوائے گوشت کے اور سب بالاتفاق کھانے کے قابل نہین ہین لہذا گوشت بھی قابل خوردنی نہین ہے۔

ہماری رائے۔ حضرت گوشت کھانے والے۔ ہڈی۔ چربی سب کچھ کھا لیتے ہین بالاتفاق کی بھی ایک ہی کہی اگر کوئی آپ کا ارشاد مان بھی لے تو دودھ کی بابت بھی ناقابل خوردن کا فتوے دینا پڑیگا کیونکہ وہ ایک اعلی نتیجہ تغذیہ کا ہے۔

خلاصہ ثبوت نہم قدرتی۔ انسان قدرتاً دیگر حیوانات پر حملہ آور پیدا نہین ہوا ہے لہذا اُس کو گوشت کھانے کی اجازت نہین ہے۔

ہماری رائے۔ معقول۔ انسان چمگادڑ کی طرح درخت پر اوندھا لٹکنے والا پیدا نہین ہوا لہذا قدرتاً اُس کو امرود کھانے کی اجازت نہین ہے ان فلسفی اور قدرتی دلایل کی کہان تک داد دون۔

ثبوت نوہم قدرتی - جانورون کے قیافے بتائے ہین اور چند خود اختیاری کلیات قایم کیئے ہین اور کہتے ہین کہ پکے ہوئے گوشت کو ملایم کرکر شوربہ بناکر گائے بیل کے سامنے رکھا مگر وہ سونگھکر منہ پھیر لیتے ہین اُس کے بعد وہی ٹیپ کا مصرعہ لکھا ہے کہ گوشت انسانی خوراک نہین ہے۔

ہماری رائے - انسان کا قیافہ سب حیوانات سے مختلف ہے اور علم ہے وہ ہر چیز کو غذا بنا سکتا ہے اگر فی الحقیقت گوشت اُس کی غذا نہوتا تو وہ بھی گائے بیل کی طرح گوشت کو سونگھکر مُنہ پھیر لیتا اور ترک لحم پر مجبور ہوتا ایسا ہوتا تو یہ ایک نہایت مضبوط دلیل گوشت خواری کی ترک کرنے کی ہوتی مگر آپ کو اس سے کیا۔ آپ کو تو خود منصف بننا ہے بلا سے کچھ ہو۔

ثبوت یازدہم قدرتی - اس مین نہایت لمبے چوڑے کثرت سے دلایل پیش کی گئی ہین ہم ہر ایک کا خلاصہ معہ اپنی رائے کے پیش کرتے ہین تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین اور غور کرین کہ آریہ سماجون کے مصنفین کا نتیجہ کس قسم کے دلایل پر ہے۔

(۱) گوشت خوار جانورون کے پنجے نوکدار اور دانت خاردار ہوتے ہین۔
(رائے) یہ غلط ہے۔ انسان درندہ نہین ہے اُس کے دانت چپٹے بھی ہین اور نوکدار بھی پنجے سے اُس کو پھاڑنے کی ضرورت نہین یہ کام وہ چاقو چھُری سے لیتا ہے۔

(۲) انسان گوشت خوارون کی طرح پانی نہین پیتا (رائے) انسان نباتات خوار حیوانات کی طرح بھی پانی نہین پیتا۔

(۳) گوشت خوارون کے بچے اندھے پیدا ہوتے ہین اور اُن کو ہمیشہ بہ نسبت دن کے رات کو زیادہ سوجھتا ہے (رائے) یہ درندون کی حالت ہے تاکہ دن مین وہ بنی نوع انسان کو زیادہ گزند نہ پہونچائین اور رات کو اپنا پیٹ بھرلین انسان درندہ نہین ہے۔

(۴) گوشت خوار چھلانگ مار کر چلتے ہین اور نباتات خوار قدم بقدم (رائے) یہ کلیہ بھی غلط ہے۔ ہرن گوشت خوار نہین ہے اور چھلانگ مار کر چلتا ہے۔ انسان ہر طرح کی چلنے کی قدرت رکھتا ہے۔

(۵) گوشت خوارون کا لعاب پتلا ہوتا ہے اور نباتات خوارون کا گاڑھا انسان کا لعاب نباتات خوارون سے مشابہ ہے (رائے) انسان کا لعاب گائے بھینس کے جھاگون سے بھی بدرجہا اہم مختلف ہے (۶) گوشت خوارون کی آواز سخت مہیب اور نباتات خوارون کی نرم و منکسرا و ہوتی ہے لہذا انسان گوشت خوار نہین ہے (رائے) کبھی آپ نے اونٹ کا بلبلانا اور ہاتھی کی چنگھاڑ نہین سنی ہے۔ بہادرون کے نعرون سے بھی رن ہلجاتے ہین اور کچھ بھی ہو آواز کو گوشت خواری سے کیا تعلق ہی (۷) گوشت خوار داؤگھات سگاری مین مشاق ہوتے ہین (رائے) انسان اُنسے بھی زیادہ داؤگھات جانتا ہے یہان تک کہ خود اُن کو دام کید مین گرفتار کرلیتا ہے (۸) گوشت خوار حیوانات بیحیا ہوتے ہین (رائے) شیر سے زیادہ غیرت دار کون جانور ہے اڑیل گھوڑے مار پر مار کھاتے ہین اور عیب نہین چھوڑتے۔ خدا ہی جانے یہ کیسے کلیات ہین جو خود بخود ٹوٹتے چلے جاتے ہین (۹) گوشت خوارون کا منہ بڑا ہوتا ہے اور نباتات خوارونکا چھوٹا ہوتا ہے (رائے) یہ بھی غلطی ہے۔ جے پور کا عجائب خانہ دیکھیے۔ از معلوم نہین کس اسکیل پر آپ مُنہ کو چھوٹا بڑا قایم کرتے ہین (۱۰) گوشت خوار حیوانات کے بچے تھوڑی ہی عمر مین گوشت کھانے لگتے ہین (رائے) گائے۔ بھینس۔ بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی کودنے لگتا ہی دوڑنے لگتا ہے۔ انسان کا بچہ سال بھر کی عمر مین بھی دوڑ نہین سکتا۔ انسان کا بچہ بغیر دانتون کے پیدا ہوتا ہے اور دیگر حیوانات کے بچے مع دانتون کے پیدا ہوتے ہین لہذا انسان نباتات خوار بھی نہین ہے۔ شرم کیجیے یہ دلایل مندرون مین۔ سبھاؤن مین سنانے کے قابل ہون۔ لیکن پبلک کے سامنے پیش کرنے کے قابل نہین ہین۔

(۱۱) گوشت خوار حیوانات مین تعلیم کا اثر بہت ہی کم ہے بلکہ معدوم ہے۔ انسان بخلاف اس کے تعلیم کا سب سے زیادہ خوگر ہے۔

(رائے) کتے بلی کو دیکھیے اُس سے زیادہ تعلیم کو کوئی حیوان قبول نہین کرسکتا ریچھ کو دیکھیے کیسی کیسی حرکات سیکھتا ہے۔ آپ گائے کو بھینس کو بکری کو سوائے موتنے اور گوبر کرنے کے اور کیا سکھا سکتے۔ صدقے ان قدرتی دلایل کے۔

(۱۲) پھر وہی کہ انسان کے دانت خار دار نہین ہین (رائے) سُن لیا انسان

درند نہین ہے۔
(۱۳) براز کا تعفن۔ (رائے) ساہوکارے کی سیر کیجیے اُس کے بعد آپ خود اپنی رائے واپس لین گے۔
(۱۴) گوشت خوار ون کے حمل کی مدت کم اور نباتات خوارون کی زیادہ اور معقول مدت تک ہوتی ہے (رائے) یہ بھی غلطی ہے۔ مدت حمل باہم سب حیوانات کی مختلف ہی۔ بکری۔ گھوڑا۔ گائے۔ بعض ان کی مدت حمل مین خود اختلاف ہے لہذا اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہین ہوتا اگر گوشت خواری کو اس اختلاف مین کچھ دخل ہوتا تو تارک اللحم عورات کی مدت حمل گوشت خوار عورات سے زیادہ ہونا چاہیئے تھی آپ کی اس بے سروپا تحقیقات کی تردید مین مناسب نہین ہے کہ ہم ایک مکمل فہرست جملہ حیوانات کی مدت حمل کی پیش کرین۔
ثبوت دوازدہم قدرتی۔
دودھ خون سے نہین بنتا کیونکہ ویدک شاستر نے خون سے گوشت ہی کا بننا لکھا ہے۔ (رائے) کیا گویا۔ پوری کچوری۔ گھاس۔ ساگ یہ سب گلے سے اُترتے ہی دودھ بن جاتا ہے۔ ویدک شاستر کی نہ کہیئے محققین اُس کی وقعت آپ کی تصنیفات سے کچھ زیادہ نہین کرتے۔
ثبوت سیزدہم چہاردہم پانزدہم شانزدہم ہفتدہم۔ ان سب کا خلاصہ معہ رائے کے ملاحظہ ہو۔
درختون کا کاٹنا جرم نہین ہے (منظور) یگیون مین گوشت کا خرچ مناسب نہین تھا یا مناسب نہین ہے (ہوگا) سرد ملکون مین بھی گوشت خواری نامناسب ہے (کیون) پورانے زمانے مین علاوہ سنیاسیون کے بھی سب لوگون کو گوشت کھانا نامناسب تھا۔ (چہ خوش) ناظرین۔ آپ نے تارک اللحم فرقے کی قدرتی دلایل کی پرتال کر لی اس سامان پر پکار رہے کہ گوشت خواری مہان پاپ ہے۔ پورانے ہندوؤن پر ایک بوچھار ہوتی ہے اسلام پر نوع بہ نوع اعتراضات کیئے جاتے ہین ہمارے محقق برہم چاری گوشت خواری ہی کی بدولت ویدک دہرم مین آئے ہین۔ لیکن یہان اسلام سے زیادہ گوشت خواری پر مٹے ہوئے ہین خود بھی کھاتے ہین دیوتاؤن کو بھی کھلاتے ہین اور مُردون کو بھی چکھاتے ہین۔ خیر برہم چاری جائین اور انکا ویدک دھرم۔

اسلام مین گوشت خواری اور روحانیت کا اجتماع

ناظرین - اسلام سا مقدس اور پاک مذہب جو خدا کے یہان سے اِنَّ الدِّینَ[1]
عِندَ اللّٰہِ الاِسلَامُ کا مستحق ہے کیا فطرت کے خلاف ترک لحم کے کمزور اعتقاد کی تعلیم
دے سکتا تھا کیا بھیڑ بکری کو جو ہزارون برس سے سوائے غذا بنانے کے اور کسی کام مین
آنے کے قابل ثابت نہین ہوئی ہین اسلام انسان کے لیئے حرام کرسکتا تھا ہرگز نہین -
لیکن پھر بھی اسلام نے جو کچھ کیا وہ آپ لوگون سے پوشیدہ نہین ہے بہت سے حیوانات
حرام وحلال کے تمیز سے انسان پر حرام کیئے گئے اور اس امتیاز مین بھی طرح طرح کے فواید مدنظر تھے
حلال حیوانات مین سے بھی جس کسی حیوان کے لحم مین کوئی نقصان طبی تھا اُس کے اظہار مین
اسلام قاصر نہین رہا - اور اگر کوئی دوسرے دنیاوی منافع اُس حیوان کا گوشت ترک کرنے مین تھے
وہ بھی دکھائے - رسول کریم کا ارشاد مبارک لحوم[2] البقر داءٌ وسمنہا دواءٌ ولبنہا
شفاءٌ میرے قول کا شاہد ہے - معہذا اسلام نے گوشت خواری کی اُس طرح ہرگز
رغبت نہین دلائی جس طرح ویدک دہرم اُس کی رغبت دلا رہا ہے - اسلام نے یہ بھی حکم نہین دیا
کہ جو گوشت نہ کھائے وہ مسلمان نہین قرار پاسکتا - گوشت سید الطعام ہے بلحاظ قواعد طبی
غذا انسانی اُس سے بہتر کوئی نہین ہوسکتی اور اگر ثابت ہوجائے کہ حقیقت مین کوئی اُس سے
زیادہ مفید خوش ذائقہ سریع الاستحال کم قیمت غذا موجود ہے (جیسا کہ کبھی ثابت نہین ہوسکتا)
تو ایک مسلمان کو اسلام کبھی مجبور نہین کرتا کہ وہ خواہ مخواہ گوشت کھائے - اسلام نے
گوشت خواری کو واجب نہین کیا ہے نہ منع کیا ہے وہ نہایت سادگی کے ساتھ
گوشت کھانے کی صرف اجازت دیتا ہے اور ایسا ایک سچے مذہب کے واسطے مناسب تھا -
اسلام تمام بنی نوع انسان کے لیئے بلالحاظ قوم وملک کے ایک سچا مذہب ہے خدا کی
دنیا مین بہت سے ملک ایسے ہین جہان سوا گوشت کے بندگان خدا کو دوسری غذا
میسر ہی نہین آسکتی - لہذا ایسے پاک اور ربانی مذہب مین گوشت خواری کا امتناع
اسلام کے عام مذہب قرار دیئے جانے مین بڑی بھاری روک ہی نہین بلکہ بعض بندگان خدا کو

---

[1] خدا کے نزدیک دین یعنی مذہب صرف اسلام ہی ہے -
[2] گائے کا گوشت بیماری ہے گھی اُس کا دوا ہے دودھ اُسکا شفاء ہے -

اُس کے نہ قبول کرنے کا واجبی سبب ہو سکتا تھا۔ اس لیئے مناسب شرائط کے ساتھ اسلام مین گوشت خواری کی اباحت بہت ضروری تھی۔

اسلام کو مذہب کے علاوہ ملک گیری۔ سپہ گری۔ کی بھی تعلیم دینا تھی۔ اُس کو ہر طرح بندگان خدا کا شائستہ بنانا مدنظر تھا۔ اسلام نے جس طرح توحید الٰہی کی تعلیم کی اسی طرح اور ضروری امر بھی بندون کو سکھا دیئے جس طرح ایک فقیر گوشہ نشین اسلام کا مشکور ہے ویسے ہی ایک بادشاہ بھی شکرگذار ہے۔ اس لیئے اسلام حفظ صحت اور قوت بدنی کی تدبیر سے کس طرح غفلت کرسکتا تھا اور ایسی مناسب غذائے انسانی کی امتناع کا کیا موقعہ تھا۔

اہل اسلام مین فقرار اور زہاد کا فرقہ گوشت خواری کا شایق نہین ہے تو اسلام اُن کو گوشت کھانے کے لیئے مجبور نہین کرتا امرار اسلام تارک اللحم اور نوع بنوع اغذیہ لحم استعمال کرتے ہین اسلام اُن کے واسطے ترک لحم کی کوئی ہدایت نہین کرتا بہرحال ایک منصف مزاج محقق کے واسطے گوشت خواری کے بارہ مین اسلام کا اعتدال بہت ہی قدر کے قابل ہے اور جب گوشت خواری کسی طور پر مذموم نہین ہے تو کوئی وجہ عقلی نہین ہو سکتی کہ ایسی اعلیٰ اور عمدہ چیز یعنے مواشی کیون قربانی نہ کیجائے مصنف ماس بھکشا کی طرح اگر کوئی بے شرمی اختیار کر کر لکھدے کہ یہ حدیث نبوی ہے بایع الخمر قاطع الشجر ذابح البقر میری امت سے نہین ہے۔ اسکا علاج نہین ہے لیکن نبی برحق کی یہ ہرگز تعلیم نہین ہے اُسی رسالہ مین ایک جگہ لکھدیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین (جو جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے نواسہ۔ حسین علیہ السلام کے بیٹے۔ اور مسلمانون کے جملہ فرقون کے مسلمہ پیشوا ہین) فرماتے ہین کہ گوشت خواری قرآن مجید مین حضرت ابو بکر وحضرت عمر نے اپنی طرف سے داخل کر دی ہے۔ خدا کی پناہ یہ کیسے اتہام ہین۔ اور آریہ سماجین اس جہل اور بے شرمی پر مباحثہ کا کیون قصد کرتے ہین اگر وہ اسلام کے اصول اور قواعد سے واقف نہین ہین تو واقفیت حاصل کرین اور اُس کے بعد اعتراض کی جرأت کرین۔ ایسی بیہودہ تصنیفات سے پبلک کی نظر مین کیا وقعت ہو سکتی ہے اگر انھین کی طرح کوئی ناواقف چند منٹ کو دھوکے مین آ بھی گیا تو کیا فایدہ۔ بہرحال یہ اسلام کی تعلیم ہرگز نہین ہے۔

پیارے دھرم پال - تم روحانیت کو کس معنے مین استعمال کرتے ہو -

"کیا یہ کوئی آرام دینے والی سرد ہوا ہے جو دنیا کی گرم جوشیون کو ٹھنڈا کر دیتی ہی
کیا یہ کوئی سبک خوشنما پرندہ ہے جسکی پرواز گنگا جمنا کے پر فزا جنگلون مین محدود ہے -
کیا یہ ابخرہ لطیف کا ماحصل ہے جو تغذیہ ظاہری سے حاصل ہوتا ہے - کیا کمزوری بدن
اور اعضاء بدن یا محض گوشت خواری ہی کے ترک کا نام روحانیت ہے - آخر آپ نے
اس کو کیا سمجھ رکھا ہے اور مین سوچ رہا ہون کہ کن وجوہ سے آپ گوشت خواری
و روحانیت کا اجتماع محال تبلاتے ہین - پیارے برہم چاری روحانیت
اُن سب باتون سے کوسون دور ہے وہ نہ ہوا ہے نہ پرندہ ہے نہ بخارات ہین نہ کمزوری بدن ہے
بلکہ روح کا خداوند عالم کی طرف متوجہ کرنا اصلی روحانیت ہے اور یہ بغیر اتباع احکام
خداوندی ناممکن ہے - فاتبعونی یحببکم اللہ دنیا سے بے رغبتی بھی جب ہی ہو سکتی ہی
جبکہ خوف الٰہی نے قلب مین جگہ پائی ہو -

برہم چاری بنکر خلاف منشار فطرت حرکات کا مرتکب ہونا - ہاتھ پاؤن یا دیگر اعضار بدن کا
معطل کر دینا اسلام مین کچھ وقعت نہین رکھتا اور انصافاً روحانیت سے کچھ علاقہ نہین رکھتا -
لا رھبانیت فی الاسلام - ترجمہ اسلام مین رہبانیت نہین ہے یعنے
اسلام رہبانیت کی ہدایت نہین کرتا - لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰی وَلَا اخْتَصٰی
اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِیْ الصِّیَامُ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِیْ الْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ
اِنْتِظَارًا لِلصَّلٰوۃِ (مشکوۃ شریف) ترجمہ جو شخص اپنے آپ کو خصی کرے وہ ہم مین سے
نہین ہے ہماری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے (جس سے تمام خواہشین مردہ ہو جاتی ہین)
اور ہماری امت کا ترہب مساجد مین نماز کے انتظار کے لیئے بیٹھنا ہے -

ناظرین - یہ ہے روحانیت اسلام کی -

گوشت خواری یا عدم گوشت خواری کو روحانیت سے کچھ واسطہ نہین ہے اور حقیقت مین
اگر ابخرہ لطیفہ کا نام روحانیت ہے تو روحانیت کی ترقی کا سب سے بڑا سبب گوشت خواری
ہو سکتی ہے اگر کمزوری بدن کا نام روحانیت ہے تو عدم گوشت خواری سے کچھ روحانی
ترقی مین ضرور مدد ملیگی لیکن آپ نے ہمارے ملک کے بنیون کو جو بالعموم گوشت
نہین کھاتے ہین بہ نسبت برہمن کھتری کا یستھون کے کچھ روحانیت سے مملو پایا ہوگا

بلکہ جس معنے مین مین نے روحانیت کو سمجھا ہے بیٹھون کو ساہوکارون کو باوجود گوشت نہ کھانے کے
مین دنیا داری مین زیادہ مصروف دیکھتا ہون اور محض عدم گوشت خواری ترقی
روحانیت مین اُن کی کچھ مدد نہین کرتے۔ سچا زہد اور روحانیت صرف اسلام ہی مین
موجود ہے اور دیگر مذاہب عالم مین اُس کی کوئی مثال نہین مل سکتی۔ ہمارے رسول کے
جسم مبارک پر کبھی کبھی چٹائی پہ لیٹنے سے نشان بنجاتے تھے پے در پے بھوک کی تکلیف
برداشت فرماتے تھے ٹاٹ کے دوہرے بستر کو چار تہ کر کے بچھانا بھی پسند نہین فرمایا
اسلام کی ترقی کے زمانے مین بھی بوقت وفات شریف زرہ مبارک اُس سردار
دو عالم کی چند سیر جو کی عوض مین رہن تھی۔ کیا اس سے بڑھکر دنیا سے بے رغبتی کا
کوئی دوسرا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اس موقعہ پر حضور پرنور کی زہد سے کسی شخص کی حالت کا
مقابلہ کرنا تو درکنار ذکر بھی کرنا بے ادبی ہے لیکن مین صرف آپ کو یاد دلائے دیتا ہون کہ[۵۱]
سوامی صاحب کا دوشالے اوڑھ اوڑھ کر سونا پان کی گلوریان چبانا
عمدہ کھانے کھانا۔ کہارون سے ہاتھ پاؤن کا دُھلوانا۔ کسل رفع کرنے کو بھنگ
نوش فرمانا گدّون پر مسہریون پر کوٹھیون مین قیام کرنا ۳۵ ہزار روپیہ کا
جمع کر کر مر جانا بھول نہ جایئے۔ کیا ایسے برہم چاری۔ سنیاسی۔ اس
اسلامی زہد کا کوئی مقابلہ کر سکتے ہین اور خلاف فطرت گوشت خواری پر اُن کا
واویلا کچھ معنے رکھتا ہے۔

ناظرین ہمارے برہم چاری جی محض گنگا جمنا کے سبزہ زارون اور عرب کے
ریگستان سے ویدک دھرم اور اسلامی روحانیت کا اندازہ کرنا چاہتے ہین
لیکن ایک روحانیت کے طالب۔ اور حق کے جویا کو جس طرح ایک سبزہ زار کے برگ و بار
صانع حقیقی کی یاد دلاتے ہین اُس سے زیادہ ایک لق و دق ریگستان کے چمکتے ہوئے
ذرات ارزنگ سے خانۂ قدرت کی سیر کرا دیتے ہین بہرحال روشن دل
اور بینا آنکھین ہر جگہ سب کچھ دیکھ سکتی ہین۔ موجودات عالم مین کونسی چیز
عجیب نہین ہے۔

---

۵۱ لالہ جگناتھ داس صاحب کے اعتراضات معہ ستیہ پرکاش مصنفہ لالتا پرشاد آریہ۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ مین جلوہ آشکار
اور پردہ یہ کہ صورت آجتک دیکھی نہین

دھرمپال جی ابھی تمنے اس گنگا جمنا کے سبزہ زارون کی خوفناک ڈراؤنی بابنیان نہین دیکھی ہین جسمین شرک وکفر کے اژدہے فون فون کر رہے ہین یہ ظالم جان کے نہین ایمان کے دشمن ہین بدن کے خون کو نہین ایمان کے نور کو گم کردیتے ہین۔ اس سبزہ زار کا سیاح اگر اسلام کا افسون نہین جانتا تو ان زہریلے اژدہون سے ایمان کو نہین بچا سکتا۔ عرب کا ریگستان حقیقت مین ایک شاہراہ ہے یہان نہ دھوکہ ہے نہ پردہ ہے اس نور کے عالم مین بھٹکنے کا ذکر کیا گمراہون نے راہ پالی اسکی سادگی پہ ہزار فزائین قربان ہین۔ طالب حق آئے اور کھلی آنکھون سب کچھ دیکھ جائے۔ ہر ذرہ کو انا الشمس کا دعوے ہے۔ اور بیجا نہین ہے، اس برقی روشنی نے عالم کو منور کردیا ہے اور یہی روشنی قیامت تک قایم رہے گی۔

دوسرا حصّہ ۲

قرآنی اعتراضات کا جواب

ناظرین آپ کو معلوم ہے اب کیا ہو رہا ہے۔ برہم چاری جی نے مذہب بدل ڈالا، نام بدل ڈالا۔ محمود غازی اور اورنگ زیب پر تبرّا بھی کر لیا۔ لیکن انکی رائے مین اتنا سامان آریہ سماج کی خوش کرنے کو کافی نہین ہے اب بیچارہ باسی مضمحل پھولون کا ایک گلدستہ بنا لایا ہے جس کو ہندؤن عیسائیون نے نکما سمجھکر پھینکدیا تھا اور جان چکے تھے کہ ایسے خانہ ساز گلدستے اسلام کے قدرتی عطر بیز خوشبو کے مقابلہ مین کچھ وقعت نہین رکھتے۔ آج دھرمپال اُن کملائے ہوئے پھولون کو گنگا جمنا کے پانی سے پھر شاداب کرنا چاہتے ہین کسی کی پنکھڑیان گری ہوئی ہین کسیکا رنگ اُڑا ہوا ہے کسی مین رنگ ہے تو بُو نہین بہرحال اول تو وہ پھول ہی کیا تھے اور اب باسی ہو کر اُن مین کچھ بھی نہ رہا مگر نئے آریہ کو اس سے کیا غرض۔ سردست تو وہ توڑ جوڑ کر گلدستہ بنا لائے اور بھرے مندر مین ایک ایک کو سونگھاتے پھرتے ہین۔

(یہ وہی اعتراضات قرآنی ہین) جو لوگ کچھ سمجھ دار ہین وہ تو چپ ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ مال ہی کیا ہے جسپر یہ کچھ ناز ہے۔ مگر بعض ناواقف ہٹ دھرم سونگھتے ہین اور چھینکتے ہین۔ انکا اپنی جہل کے سبب سے خیال ہے کہ شاید اہل اسلام کے معطر دماغ بھی کچھ اس سے متاثر ہون گے لیکن (این محال است وخیال است وجنون) اسلام کی عطریت کے سامنے یہ کھیل تماشہ کیا چیز ہے۔

ناظرین آپ دیکھین گے کہ ان اعتراضات کا شیرازہ کس طرح بکھرے گا مگر اس سیر کے واسطے انصاف بھری نگاہین درکار ہین۔

دھرمپال کا لکچر ترک اسلام

اس مین ۱۱۶ نمبر اعتراضات کے گنائے گئے ہین لیکن لکھ مطبوعہ بار اول و دوم مین نے دونون کو دیکھا ۲۸ نمبر کے اعتراض کا وجود کتاب مین نہین ہے یہ چھوٹی سی غلطی ہے مگر وہ روحانی حیوان بھلا انسان بنکر سہو کا اقرار کیون کرنے لگے کاتب کے سر منڈہی جائے گی۔ رہا دومرتبہ کتاب کے چھپنے پر کاپی۔ پروف کا نہ دیکھنا کوئی نئی بات نہین ہے۔ سوامی جی کی طرف سے بھی یہی جوابدہی ہوئی تھی جسکا مین نے اسی کتاب کے حصہ اول مین تذکرہ کیا ہی۔

(۱) تمام اعتراضون کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن مجید۔ الہامی۔ علمی۔ اخلاقی کتاب نہین ہی

(۲) از نمبر ا لغایۃ نمبر ۲۱ خدائے تعالیٰ کا قرآن پاک سے۔ فریبی۔ جنگجو۔ مفسد۔ ظالم۔ بد۔ گمراہ کنندہ۔ ناپاک۔ مسخرہ۔ جھوٹا۔ پاگل۔ غیر موجود۔ نامنصف۔ احمق۔ مشرک ہونا ثابت کرنا چاہتے ہین۔

(۳) از نمبر ۲۲ لغایۃ ۲۵ تخلیق آدم اور قصہ آدم پر اعتراض ہی۔

(۴) از نمبر ۲۶ لغایۃ ۳۵ (معائش سہو روحانی کے) قیامت کے واقعات پر تعجب ہی۔

(۵) از نمبر ۳۶ لغایۃ ۴۲ بہشت کے سامان پر دل لگی اُڑائی ہی۔

(۶) از نمبر ۴۳ لغایۃ ۴۷ قربانی و گوشت خواری پر آنسو بہاکر حیوانون کی وکالت کی ہی۔ (ناظرین مین نے روحانی حیوان کہنے مین غلطی تو نہین کی۔)

(۷) از نمبر ۴۸ لغایۃ ۱۱۶ چند امور کو خلاف قانون قدرت قرار دیکر تمسخر کیا ہے۔

ناظرین ان اعتراضات کی بابۃ پہلے مین اجمالاً کچھ کہنا چاہتا ہون تاکہ آیندہ نمبروار جوابات کے سلسلہ مین مضامین کی تکرار کی زحمت رفع ہو جاوے۔

(۱) قرآن مجید زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ✽ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اس کتاب الٰہی کا ہر ہر لفظ توحید سے بھرا ہوا ہے۔ وہ پہلی **چیستان** نہین ہی قرآنی توحید سے **بت پرستی نفس پرستی** کا استخراج ممکن نہین ہی وہ نہایت سادہ طور پر اور اعلیٰ طور پر توحید کی تعلیم دیتا ہے۔

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون۔

ترجمہ اے لوگو اپنے اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمکو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگون کو بھی پیدا کیا تاکہ عذاب عقبیٰ سے چھوٹ جاؤ اُسی خدا نے تمہارے لیے زمین سا فرش بنایا اور آسمان سی چھت بنائی اور آسمان سے بارش نازل فرما کر پھل تمہارے کھانے کو نکالے پس ایسے خدا کا شریک مت قرار دو۔ حالانکہ تم جانتے بھی ہو کہ اُسکا شریک ہونا ممکن ہی نہین۔ انصاف والے اندازہ کر سکتے ہین۔ کہ قرآن مجید کسقدر صاف اور سادہ طور پر توحید کو ذہن نشین کراتا ہے روئے زمین کے کل مذاہب اسلام کی توحید سے جھپکتے تھے لیکن آج دھرم پال کی یہ رائے ہے کہ قرآن مجید نے شرک کی تعلیم دی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قرآن مجید ڈنکے کی چوٹ پکار پکار کہ رہا ہے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ ایک ہی سورت اس کی مثل لے آؤ۔ لیکن فصحائے عرب نے باوجود اس کے کہ اسلام کی اشاعت اُن کو شاق تھی قرآن مجید کے اس دعوے کے توڑنے مین کامیابی حاصل نہین کی اور امی رسول کو قائل نہ کر سکے۔

خود قرآن مجید اطلاع عام دیتا ہے کہ یہ آسمانی کتاب خدا کی جانب سے ہی۔

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم

دیانند صاحب فیضی کی غیر منقوط تفسیر کو جو خود قرآن پاک کے بے مثل ہونے کا اپنی تفسیر مین اقرار کرتا ہے پیش کرتے تھے لیکن دہرم پال شکسپیر کی تصنیفات کو آج اُسکا مقابل بناتی ہین جس کی زبان بھی دوسری ہے قرآن پاک از اول تا آخر اعمال حسنہ کی رغبت دلاتا ہی گناہون سے ڈراتا ہے اور طریقہ عبادت۔ طریقہ معاشرت۔ طریقہ حکومت۔ طریقہ اطاعت طریقہ وراثت۔ تصفیہ حقوق کی مکمل تعلیم نہایت شائستگی سے دیتا ہے جسکی پوری تفصیل کی اس مختصر رسالہ مین ضرورت نہین۔ انسان کے پیدا ہونے کے وقت سے مرنے تک کوئی ایسی ضرورت نہین ہے۔ جس کو اس کلام آلہی سے بطریقہ مناسب تعلیم نہ دیا ہو اسپر **نیا آریہ** اُس کو **الھامی نہین اخلاقی** کتاب کہنے پر بھی راضی نہین ہی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمہ آفتاب را چہ گناہ

انجن بنانے کی ترکیب۔ گھڑی کے پرزے ڈھالنے کا قاعدہ۔ تار برقی۔ جہاز رانی۔ ریل روانی کے اصول کا کتاب آلہی مین ڈھونڈھنا۔ ہدایت نامہ ربانی کو کیمسٹری کی کتاب بنا کر

فخر کرنا ایمان والون کا کام نہین ہے - الہام کی غرض ہدایت ہی اور استخراج فنون کیلئے خدا نے انسان کو دماغ سا آلہ عقل سا رہبر عطا کیا ہے - ان جزئیات کے الہام مین تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے مگر بایںہمہ قرآن حمید بعض اہم سے اہم علمی مسائل کیطرف کہین بھی ساکت نہین رہا ہے - والشمس تجری لمستقر لھا ذالک تقدیر العزیز العلیم ترجمہ آفتاب ہے کہ اپنے مستقر (ٹھکانے) پر چل رہا ہے یہ اندازہ خدا کا ہی جو زبردست اور ہر امر سے آگاہ ہے بوقت نزول قرآن مجید علم ہئیت کے اس نازک مسئلہ پر کسکی نظر تھی کہ آفتاب مین مداری حرکت نہین ہے بلکہ محوری حرکت ہے -

علم ہئیت والے اس امر مین کسقدر مختلف تھے لیکن اس الہامی کتاب نے تیرہ سو برس پیشتر ہی اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا تھا - کتاب الٰہی مین اسی طرح اور علوم کی طرف موقعہ بموقعہ اشارات ہین جن کے پیش کرنے کی ہمکو ضرورت نہین -

انا فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون - اس الہام مکمل کو برہم چاری جی جیسے محقق کے علمی کتاب نہ کہنے سے کیا نقصان پہونچ سکتا ہے -

(۲) خدا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ کوئی مسلمان خواہ اسلام کے کسی فرقہ مین کیون نہ داخل ہو - خدا کے فریبی - بیرحم - جنگجو - مفسد - ظالم - بد - گمراہ کنندہ ناپاک - مسخرہ - جھوٹا - پاگل - غیر موجود - نامنصف - احمق - مشرک - ہونے کا اعتقاد نہین رکھتا - حقیقت مین اگر قرآن پاک ایسی تعلیم دیتا ہے تو یہ کہنا بہت مشکل ہی کہ وہ مسلمانون کے واجب الاتباع آسمانی کتاب ہی -

آریہ لوگ قرآن مجید کو ہمارے رسول کریم کی بنائی ہوئی کتاب کہتے ہین - پھر خود ساختہ کتاب مین عام تعلیم اسلام کے خلاف (بقول نئے آریہ کے) خدا کی ذات ستودہ صفات کی بابت ایسی تعلیم داخل کرنا بے انتہا تعجب کے قابل ہی -

ناظرین کیا قرآن مجید (جس کی مسلمان صبح و شام تلاوت کرتے ہین جسکی سورتین بلکہ الفاظ بلکہ حروف تک گنے ہوئے ہین جس کے ہر جزو و کل پر اُن کی نظر ہے جس کی سیکڑون تفسیرین ہو چکی ہین جو اسلام کی تعلیم کا ماخذ ہے) کسی طرح پر بھی ایسی گنجایش رکھتا ہے کہ ویدک دھرم کے حامی جو ابتک ع - بی تو درکنار اپنی سنسکرت بھی نہین جانتے کوئی اعتراض کرکر کامیابی حاصل کرسکین اور بالخصوص بیچارے دھرم پال

جس نے آنکھیں بند کر کر ویدک دہرم قبول کیا ہے اور انہیں آریوں سے کچھ اعتراض بھی مانگ کر لایا ہے کیونکر کامیابی کا مستحق ہو سکتا ہے۔

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیم ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنی یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔

ترجمہ خدا تو وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ غائب اور ظاہر پر ایکطرح آگاہ ہے وہ بڑا رحم والا اور نہایت مہربان ہے وہ ذات پاک وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک سلامتی کا مالک امن کا دینے والا نگہبانی کرنے والا سب پر غالب خود مختار بڑائی والا۔ پاک ہے اللہ مشرکوں کے شرک سے وہ خدا پیدا کرنے والا بے نمونہ بنانے والا سب چیزوں کی تصویر بنانے والا۔ سب اچھے نام اسی کے لیئے ہیں سب چیزیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں اُسی کی پاکی بتلا رہے ہیں اور وہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔

اِن آیات پر غور کرنے سے یہ نتیجہ تو صاف نکلتا ہے کہ مسلمان لوگ ضرور اُن آیات قرآنی کے (جنپر برہم چاری جی کو اعتراض ہے) کوئی دوسرے معنے رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں بلالحاظ اس امر کے کہ وہ معنی کسی حد تک معقول ہوں یا نہوں۔ کیا کوئی مسلمانوں کی مسلمہ معانی کے خلاف دوسرے معنے تجویز کر کر (جنپر مسلمان یقین نہیں رکھتے ہیں) یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ مسلمان خدا میں مذکورہ بالا عیوب کا بذریعہ تعلیم قرآن اعتقاد رکھتے ہیں لہذا اسلام ترک کے قابل ہے" ہرگز نہیں۔

افسوس ہے کہ ویدک دھرم کے بہت سے فرقے وید منتروں کے کچھ معنے بتلاتے ہیں اور سوامی دیانند صاحب اپنے من گڑہت سے کھینچ تان کر کر دوسرے معنے کہہ لیتے ہیں۔ پھر اعتراض کے وقت یہ کہکر الگ ہو جاتے ہیں کہ ہماری تسلیم کے خلاف ہمپر اعتراض نہیں ہونا چاہئے یہاں یہ زبردستی ہے کہ تمام اسلام کے فرقوں کے اعتقاد کے خلاف خدائے عزوجل میں من مانے عیب لگاتے ہیں اور دھرم پال ہٹ دھرمی سے اس اعتقاد کو ہمارے سر

بانا ہے دبتے ہین -

محض بی ۔ اے ہونے یا ماسٹر ہونے سے کوئی قرآن کا عالم نہین ہوسکتا نہ اپنے نام کے ساتھ بخط جلی مولوی چھپوا دینے سے مولوی بن سکتا ہے ۔ قرآن مجید اب تک عربی لٹریچر کی فصاحت کی جانچ کا معیار سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن بر ہم چاری جی ماسٹری کی ونگ مین بغیر پڑھے قرآن دان بننا چاہتے ہین اور یہی نہین اعتراض کی بھی جرأت کرتے ہین ۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

(۳) آدم

ناظرین ۔ آدم کو بحیثیت الموجود مخلوق تو آریہ بھی مانتے ہین ۔ گو اُن کے خیال مین خدائے واحد اُسکا تنہا خالق نہین ہے بلکہ دوسرا خدائے قدیم مادہ بھی شریک ہے اور تیسرے خدا روح کی بھی مداخلت ہے ۔ بہرحال کچھ بھی ہو اس مکمل صورت مین انسان مخلوق ہے خواہ ایک خدا نے اُسے بنایا ہو یا تین خدا نے ۔ آخر سب سے پہلا آدمی (آدم) جو پیدا کیا گیا یا ترتیب دیا گیا اُس کی پیدایش کی ہر صورت عجیب معلوم ہو گی کیونکہ اُس سے پہلے کوئی دوسرے آدمی جسکو ماں باپ بنا سکین موجود نہ تھے اس لیئے انصافاً قرآنی تخلیق آدم پر کوئی گنجایش اعتراض کی نہین ہے مسلمان خدا کو کل مخلوق کا خالق مطلق سمجھتے ہین ۔ وہ ہر شئے کو ہر طور پر پیدا کر سکتا ہے یہ امر کہ خدا نے تخلیق آدم کے لیئے ایک خاص طریقہ اور صورت کیون اختیار کی ہے ۔ ایک بیکار سا خیال ہے جس صورت پر بھی تخلیق ہوتی بدخیال لوگ دوسری صورتین پیش کر کے اپنے دماغ کو تھکا سکتے تھے ۔ لیکن خدا قادر مطلق ہے اور وہ مختار ہے کہ جس کام کو جس وضع سے چاہے کرے ۔ کہیئے اگر وہ دنیا کو ہی نہ پیدا کرتا تو اُس سے جواب طلب کرنے کا کسکو حق تھا ۔

امور مملکت خویش خسروان دانند

(۴) قیامت

اعتراض نمبر ۲۶ لغایت ۳۵ مین جو قیامت کے متعلق ہین بھولا برہم چاری کھ رہا ہے کہ ۔ قیامت کیون آئے گی ۔ نفخ اولے کہان سے شروع ہو گا یہ آواز فوراً تمام روئے زمین پر کیسے پہونچ جائے گی ۔ یک لخت جاندار کیسے تباہ ہو جاینگے یہ واقعات کب ہون گے ۔ کیا پھر خدا بیکار رہے گا ۔ کیا خدا سو رہے گا ۔ فرشتون کی قطار کیون کھڑی کیجائے گی ۔ مُردے کیسے جاگ اُٹھین گے ۔ وزن اعمال سے کیا مراد ہے اس کی کیا ضرورت ہے ۔ پہاڑ اُڑ کر کہان جایئن گے ۔ ستارے گر کر کہان جایئن گے ۔

زمین تو باتین کریگی چاند سورج کیون خاموش رہین گے - ہاتھ پاؤن زبان کی طرح کیونکر بولین گے -

ناظرین - یہ اعتراض ہین یاکوئی دیوانہ بڑ ہانک رہا ہے اس مین شک نہین کہ بیچارے نے عربی زبان مین قرآن نہین پڑہا اور اس بے علمی پر یقین یہ کرلیا کہ دنیا و دین کے سب علوم دماغ کے اندر ہین نہ ان کو کوئی بہکا ہی سکتا ہے نہ دھوکہ دے سکتا ہے جو کچھ سمجھ لیا وہ صحیح ہے - مسلمان مولوی کہا کرین مگر ان کو سمجھنے کی ضرورت ہی کہان ہی -

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ✣ در جہل مرکب ابد الدہر بماند

اُن کی اس تمام دیوانگی کا مختصر جواب ہے **آریون کی پول** کی تفصیل آیندہ آپ کی نظر سے گذرے گی -

(۵) بہشت جنت کے سامان پر کیا کیا تعجب ہین لیکن اگر کسی آدمی کو دنیا مین آنے سے قبل ان چھوٹی چھوٹی چیزون مکانات - عمارات - تالاب - درخت - پتھر - غلہ - مویشی وغیرہ ہی سے اطلاع دیجاتی تو یقیناً وہ اُس سے کہین زیادہ متعجب ہوتا جسقدر کہ نادان برہم چاری کو سامان بہشت پر چکا چوند ہے - آنکھون تو دیکھا نہین ہے ۱۹ نسلم کی دُھن باندہ رکھی ہے - علمار اسلام سے بات کرنے کی قسم کھا چکے - تعجب کیسے نہ ہو - جب آدمی سوجاتا ہے تو جسم تو گوجرانولہ مین پلنگ پر پڑا ہوا ہے مگر وہ کلکتہ کی سیر کررہا ہے کبھی اغذیہ لطیف کھا رہا ہے کبھی لباس فاخرہ تبدیل کررہا ہے - کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہے اور حقیقت مین اُس کے ہاتھ پاؤن آنکھین جو چلنے پھرنے کھانے پینے دیکھنے بھالنے کے آلات ہین وہ گوجرانولہ مین ہین جب آنکھ کھل گئی تو کلکتہ کہان گوجرانولہ کہان -

ناظرین مرنے کے بعد جو حقیقتاً ایک قسم کی **دوامی نوم** سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور جس کے بعد ہمارے اعتقاد کے مطابق پھر یہ دنیا کی ظاہری زندگی نہین ملے گی - ایک خوش اعمال بندے کو جنت کی دوامی عیش کا ملجانا کچھ ناممکن معلوم ہوتا ہے - " ہرگز نہین -

اپنے خیالات پر نئے آریہ کی بچّون کی سی ہٹ اگر **ہٹ دھرمی** نہین ہی تو کیا ہی:

قربانی و گوشت خواری (۶) ہماری کتاب کا حصہ اول آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے - غالباً

اب حیوانات کی نامناسب ہدایت کہ آپ دھرم پال کو ہرگز اجازت نہ دین گے۔

خلاف قانون قدرت امور

گر بجوائنٹ بر سم چارجی - آپ قدرت کے دائرہ کو بس حد تک محدود مانتے ہین۔ کیا ریل کے جہاز کے تار برقی کے فوٹو گراف کے فونوگراف کی ایجاد سے قبل آپ ان سب چیزون کو ممکن الوقوع اور دائرہ قدرت کے اندر موجود سمجھتے تھے آپ نہین ایک دیہاتی ناخواندہ آدمی ممکن الوقوع سمجھ سکتا تھا کیا یہ اصول صحیح ہوگا کہ قدرت کے دائرہ کو ربڑ فرض کرلین اور اُس کی وسعت نادان ناواقف کے لیئے کم اور عاقل کے لیئے زیادہ ہے"۔ ہرگز نہین۔

فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک دین القیمہ ولاکن اکثر الناس لا یعلمون۔

ترجمہ انسان فطرت الٰہی پر پیدا کیا گیا فطرت الٰہی مین تبدیل نہین ہو سکتی یہی مضبوط مذہب ہے لیکن اکثر آدمی نہین جانتے۔

ہزار ون ایجادین جو آیندہ ہونے والی ہین کیا اسوقت آپ اُن کے ممکن یا ناممکن ہونے پر کوئی رائے لگا سکتے ہین اور وہ صحیح بھی ہوگی"۔ ہرگز نہین۔

انسان اپنے خیال کے مطابق ممکنات کو محدود کرلیتا ہے لیکن یہ کوئی صحیح اسکیل ممکنات کے اندازہ کی نہین ہے سیکڑون چیزون کا وجود جو ہمکو ناممکن معلوم ہوتا تھا روز بروز دائرہ ممکنات کو ہم سے وسیع کراتا جاتا ہے۔ اس لیئے آپ بغیر سوچے سمجھے سرامر پر خلاف از قانون قدرت ہونے کا حکم نہ لگا دیجیئے اور جس طرح مچھلیان تالاب کی حدود کو دنیا کی حدود سمجھ لیتی ہین آپ اپنے محدود مشاہدے اور مختصر معلومات سے احاطۂ قدرت کو محدود نہ فرمایئے۔

ابھی اس سے بحث نہین ہے کہ آپ نے ایسے کتنے واقعات کو قرآنی تعلیم قرار دیا ہے جسکا قرآن مجید مین وجود بھی نہین ہے نمبروار جواب مین دکھایا جائے گا۔

کل شیء تعرف باضدادھا

پیارے ناظرین - قرآنی تعلیم کی اصلی خوبیان ظاہر کرنے کے لیئے مین ضروری سمجھتا ہون اختصار کے ساتھ مذکورہ بالا امور کی ویدمین بھی تلاش کرون گو آپ بہت سے

بطور خود رسالون مین وید اور قرآن کا مقابلہ دیکھ چکے ہون گے۔ لیکن یہ بھی مختصر مقابلہ وید کا قرآن مجید سے دیکھنے کے قابل ہے۔

وید کا قرآن مجید سے مقابلہ

(۱) کیا وید الہامی علمی اخلاقی کتاب ہے

یجر وید مترجمہ نونذہ گپت پرشاد صاحب مطبوعہ دہلی ۱۸۹۹ء میری نظر سے گذرا اُسکا ترجمہ پڑھکر بلکہ دیباچہ ہی پڑھکر آپ سمجھ لینگے کہ مترجم مذکور سوامی جی کے معتقد اور اُنکی پوری عظمت کرنیوالے ہین اور کوئی وجہ نہین ہے کہ مین اُن کو آریہ کہنے مین تامل کرون وہ بیل گائے رتھ کی کہانیون سے توحید نکالنے مین کوشان ہین مین صرف اُن کے دیباچہ سے کہین کہین سے کچھ انتخاب کر رہا ہون اُس کو دیکھکر آریہ سماجین یہ نہ پکار اُٹھین کہ یہ آریہ نہین۔ کم سے کم مترجم کی حیثیت سے اُن کی رائے وقعت کے قابل ہے۔

انتخاب دیباچہ

ناظرین - یہ اُس سرو بیاپک - دیالو - سکھ داتا کی کرپا ہے کہ مجھ پاپ آتما کے ہردے کو شردھا دی اس کام کی ہدایت کی کہ یجر وید بھاش کو دیکھون اور دیکھتے دیکھتے ایسا خیال پیدا کردیا کہ لفظون کو سمجھون اس کے لیئے طبیعت کو زور دیا اور مہرشی سوامی دیانند جیو مہاراج کا بھاش دیکھا تو آتما نے تبلایا کہ اپنے محاورہ کے اُردو مین لکھو جس سے اچھی طرح سمجھ سکے جہان تک مجھے معلوم ہوا ہے محاورہ کی واقفیت بغیر اسکا سمجھنا مشکل ہے۔ ذرا سے غور سے بخوبی ثابت ہوگا کہ ہر گیان کے اظہار کو محاورے کی ضرورت ضرور اسی طرح ایشور یہ گیان اُن رشیون نے خلقت کے سمجھانے کے قابل محاورون مین بطور تمثیل بیان فرمایا ہے اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یجر وید کے منتر ایشور کے کہے نہین ہین بلکہ حسب تذکرہ بالا ایشور یہ گیان اُن منترون کے ذریعہ جو تحریر مین آئے ہین ہمارے لیئے اُن رشیون نے ظاہر کیا ہے اسمین محاورہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی سوال کرنا چاہے اور قابل عالم جواب دیتا جائے اُس کو سمجھکر مطالعہ فرمادین۔

ناظرین - یہ مترجم تو صاف کہتے ہین کہ وید رشیون کا کلام ہے اور موجودہ الفاظ وید بو
دہ ایشور سے منسوب بھی نہین کرتا - اب مین اسے کس طرح الہامی کتاب کہدون - وید خود ہی
الہام ہونے کا دعوے نہین کرتا وہ صرف قدیم برہمنون کا دستور العمل ہے -
اور مصنفین کے نام بھی اُس مین موجود ہین آج اس تصنیف کو اُن بیچارون سے
چھین کر خدا کی تصنیف یا الہام قرار دینا میری رائے مین بڑی زیادتی ہے اگر ایک سوداگر
آلات ڈاکٹری بیچتا ہوا اور تھرمامیٹر جراحی کے بکس سے اُس کو ڈاکٹر سمجھکر بڑے بڑے
مرضون کا اُس سے علاج کرانا چاہین تو یہ ہماری غلط فہمی محض ہمکو ہی نہین بلکہ
سوداگر کو بھی شرمندہ کریگی اسی طرح وید سے الہام طلب کرنا خود وید کو بھی شرم دلانا ہی
ماسٹر اتمارام جی آریہ اپنے مضامین مطبوعہ آریہ مسافر میگزین مین وید کو الہامی
ازلی ثابت کرنا چاہتے ہین مین اُن کے مضامین سے چند فقرات مختلف مقامات سے
منتخب کرکر آپ کو دکھاتا ہون -

انتخاب

(وید کسی ملک کے باشندے کی زبان مین نہین ہے - وید کی زبان سے سنسکرت
نکلی ہے اور جب وید نازل ہوا تو اُسوقت روئے زمین پر کوئی زبان نہ تھی -
میرے خیال مین جو الہام کسی زبان کا محتاج ہے وہ الہام کہلانے کا مستحق نہین ہی
ہم لوگ کہتے ہین کہ خدا نے ابتدائی پیدایش پر اُسوقت وید کا پرکاش کیا جبکہ دنیا بھر مین
کوئی زبان تھی ہی نہین بفرض محال دوبارہ الہام دینے کی ضرورت ہوتی تو دوبارہ کیا
وہ اپنی ہی ویدک زبان مین الہام نہین دے سکتا - قرآن کی آیتین راگ مین
نہین گائی جاسکتین - اور اسی راگ کو مکمل فصاحت کہتے ہین چارون وید سُر سے
راگ مین گائے جاسکتے ہین سام وید گویا راگ مجسم ہے -
حضرات - اس بات سے ہم بھی خوش ہوئے کہ ماسٹر صاحب نے سنسکرت کو
پہلی اور اصلی زبان کے مرتبہ سے گرا دیا - یاد رکھیے یہ بھی جعلی اور بنائی ہوئی
زبان ہے -
انصاف کیجیے کیا وید کا ایسی زبان مین نزول جسکو اُسوقت کوئی بھی نہ جانتا تھا بلکہ ابتک
کوئی اُس کی مثل بولنے پر قادر نہین ہے وید کو الہامی بتا دے گا - انسان کو

(بقول ماسٹر صاحب) اُسی زمانہ مین اپنی جُدا زبان سنسکرت بنانا پڑی اگر ویدکا پرکاش انسانون کی ہدایت کو ہوا تھا تو نہایت لازمی تھا کہ وہ انسانی زبان مین ہوتا۔ تاکہ معقول طور پر وہ ہدایت سے فائدہ اُٹھاتے نہ ویدک زبان مین جس کے معانی مین آجتک مفسر ہی ویلا رہے ہین ایک لفظ کے معنے کوئی فتحمند اور کوئی آلہ تار برقی بتاتا ہو ایک پورب کی طرف ہی تو ایک پچھم مین۔

ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

اگر سچ پوچھیئے تو ہدایت تو درکنار یہی ویدک زبان گمراہی کا باعث ہوئی۔ اُسپر ماسٹر صاحب کا یہ اصرار کہ پھر بھی خدا اسی بھان متی زبان مین الہام دیتا جسکو آجتک کوئی نہ سمجھا اور آیندہ بھی سمجھنے کی امید نہین ہے تعجب کے قابل ہے۔

دو ارب سالون کے گذرنے پر بھی ویدک زبان کے الفاظ کی صحیح معانی کی تنقیح نہ ہونا اُس کے کمال کی نہین بلکہ اہمال کی دلیل ہے۔ مخلوق کی ہادی ایسی زبان کیونکر ہو سکتی ہے جس کے الفاظ کے ایسے مختلف معنے ہون جسکا نتیجہ کبھی خدا پرستی اور کبھی شرک ہو۔ ہم اپنے نوکر کو انگریزی زبان مین ہدایت کرین جسکو وہ نہین جانتا اور پھر کسی نافرمانی پر اُس کو سزا دین تو یہ کھلی ناانصافی ہے۔ ویدک دھرم کے فدائیو خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اس وید کا اُردو مکمل ترجمہ کرا دو تاکہ دو ارب کی تعطیل کے بعد کچھ تو پرکاش ہو جاوے یہ کہکر کہ ویدک زبان اُردو مین ترجمہ کے قابل ہے نہین آپ ہدایت کی پرکاش کو بالکل رخصت کیئے دیتے ہین سچ یہ ہے کہ برہمنون نے جان بوجھکر اس کو اس زبان مین بنایا تھا کہ منترون کا مطلب اختیاری رہے اور گھر بیٹھے دولت جمع ہو جاوے ورنہ الہام کو ایسی زبان سے کیا علاقہ۔ نظم مین بہ نسبت نثر کے بناوٹ ہوتی ہے۔ نظم کی خاطر عروضی وزن قافیہ ردیف اور بحر کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے وید کا نظم ہونا بھی اسکو الہام کے مرتبہ سے گرائے دیتا ہے نظم کا تکلف ہدایت نامہ رہ بری کے واسطے کسی طرح مناسب نہین ہے راگ کی دلکش کیفیت کلام کے عیب کو چھپا دیتی ہے۔ بھدی نظم بھی گانے مین اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ویدون کا عیب راگ سے چھپایا گیا ہے یہ کوئی الہام کی دلیل نہین ہے اگر وید خدائے بے عیب کا کلام ہوتا تو راگ سے ترقی دینے کی ضرورت نہ تھی۔ قرآن مجید کو اسی سبب سے مطربانہ نظم سے مشابہ کر کر بھی پڑھنا منع ہے تاکہ کلام الٰہی کی دلکش تاثیرات

راگ کے اثر پر محول نہ کریں اور اُس میں کوئی کمی بھی نہیں ہے جو راگ سے پوری کیجاوے۔
بہرحال یہ وید کے الہامی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔
پیارے ناظرین۔ بیچارے دھرم سناتن کے پیرو کروڑوں برس سے اگنی۔ اندر۔ وایو کو اپنے معمولی معنے میں سمجھکر پوجا کرتے تھے آج سوامی جی اُن کو خدا کی صفات قرار دیتے ہیں وید کے الفاظ کو ربڑ کی طرح کھینچکر کہیں محیط کل کہیں خدائے ناعنا ہی بنانا چاہتے ہیں۔ بتوں سے توحید کا راگ نکال رہے ہیں۔ سوم کے منشی عرق میں بھی بھبکا لگادیا ہے اور ضد ہے کہ چاہے من بھر میں ماشہ بھر ہی نکلے مگر توحید کا عطر نکالکر دم لونگا۔ وید کے بیل گھوڑے۔ رتھ الگ آزردہ ہیں کہ ویدک ریل اور جہاز کے آگے ہماری کیا قدر ہوگی۔ گائے بیچاری اپنی قربانی کی امتناع پر اتنی مشکور نہیں ہے جتنا اُس کو اپنی پرستش کی منسوخی پر افسوس ہے۔ دھرم سناتن والے چلا رہے ہیں کہ سوامی جیو مہاراج رحم کرو ہماری مورتی پوجن کی پوتھی کو توحید کا صحیفہ مت بناؤ۔ یہ من گڑھت توحید چلیگی نہیں اور مورتی پوجن کی قدر بھی مفت میں خاک میں ملے گی مگر یہاں کون سنتا ہے ہیل کی عینکیں چڑھائے ہوئے آریہ جنٹلمین توحید کے ذرات کو اس خاک کے انبار سے چن رہے ہیں۔ برہمن الگ حیرت زدہ ہیں کہ یہ ہمارا مانگ کھانے کا ٹھیکرا وید آج جام جہان نما بنایا جاتا ہے۔ فاضلان آریہ سائینس کی روشنی سے چار قدم آگے ویدک دھرم کا جھنڈا گاڑنا چاہتے ہیں مگر وید کے مترجم مسٹر میکسمولر کی رائے ہے کہ مغربی علوم کی ہوا پہونچتے ہی وید مت کا چراغ گل ہوجاویگا۔
حقیقت میں اتنی اختلافات اور دھرم اسناتن کے کروڑوں برس کی عملی تفسیروں کے بعد مجرد سوامی جی کے موشگافیوں پر وہ ہی وید کو علمی کتاب کہہ سکتا ہے جس نے سوامی جی کو مہرشی بھی مان لیا ہووے ورنہ وید بیچارہ علوم سے بھی کئی منزل دور ہے۔
وید میں محض آگ کا لفظ دیکھکر انجن دھوئیں کش بنائے جاتے ہیں ہنرو تارم (فتحمند) سے تاربرقی بنگئی کوئی لفظ ملجانا چاہیئے پھر ایجاد سوامی جی کا حصہ ہے موجودہ ایجادوں کو کھپانے کی کوشش بہت کی تھی مگر فونوگراف رہگیا اُسوقت ایجاد نہ ہوا تھا ورنہ سوامی جی الہامی ایجادوں میں ایک نمبر اور بڑھا دیتے۔ بھائیو کیا اُستاد اسی طرح شاگرد کو علوم تعلیم کرتا ہے جیسے وید نے کئے ہیں اور وید اسی تعلیم پر علوم کا مخزن بننے کا دعویدار ہے

کیا ابتدائے عالم مین ایسے ہی مضمون مین تعلیم دینا مناسب تھی سچ یہ ہے کہ منصف مزاج اسے علمی کتاب ہرگز نہین کہہ سکتے۔

بابو پیارے لال رئیس بروٹھا سام وید کے مترجم ہین اور وید کے ماننے والون مین سے ہین یہ سوامی جی کی بابت بھی اچھے خیال رکھتے ہین اگر آریہ نہین تو دہرم سناتن کے متبع بھی نہین ہین مین نے ان سے خود بھی مراسلت کی اُن کے دیباچہ سے وید کی بابت اُنکی رائے انتخاب کیجاتی ہے۔

انتخاب دیباچہ

ہندوؤن کے عقیدے مطابق یہ آسمانی کتاب ایشور کا واکھ ہے اس کی زبان ایسی دقیق ذو معنی پیچدار ہے کہ ایک ہی عبارت سے مختلف مطلب کے بیس معنے لگا سکتے ہین اسمین سے عالمون نے علمی اصول اخذ کیئے اور اسمین سے بعض اچاریون نے بت پرستی بلکہ نفس پرستی تک کے معنے دکھائے۔ عام طور سے دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عام دیوتاؤن کی پوجا سے بھری ہے اور سوائے بہنگم فضول بھجنون کے اور کچھ نہین۔ مگر اسکا ایک بڑا معقول جواب یہ ہے کہ چھ شاستر راماین مہا بھارت وغیرہ نہایت عالمانہ کتابین مانی جاتی ہین اُن کے مصنفون نے وید کی بڑی تعریف کی ہے۔ اس لیئے خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی مستند عالمون نے آخر کچھ سمجھکر ہی وید کو بڑا مانا ہوگا۔

بابو صاحب نے بہ حیثیت مترجم جو رائے ظاہر کی ہے اس مین صرف مغالطہ اسقدر ہوا کہ وہ پہلے سے اُس کو آسمانی کتاب سمجھ چکے تھے۔ شاستری کچھ ہی کہتے ہون لیکن منصف مزاجون کو کوئی موقع نہین ہے کہ اس گورکھ دھندے کو آسمانی۔ الہامی کتاب کہہ سکین جو بت پرستی نفس پرستی کا مخزن ہو۔ وہ توحید کا سرچشمہ کیونکر بن سکتا ہے کیا مشق موسیقی (بھجن) مخلوق خدا کو ضلالت سے بچا سکتے ہین کیا کسی طور پر بھی ایسا معمہ دوامی ہدایت نامہ قرار پا سکتا ہے۔ توحید کے سرچشمہ مین نفس پرستی کی کیچڑ کا کیا کام۔

آریہ سماجین خود غور کرین کہ وید کو اخلاقی کتاب کہدینا کتنا بیجا ہے۔ ماسٹر آتما رام صاحب اپنے مضامین مطبوعہ آریہ مسافر میگزین مین گلستان بوستان اخلاق محسنی اور ہر اخلاقی کتاب کو وید کی برابر مرتبہ دینے پر مستعد ہین۔ آپ لوگ یہ نہ سمجھ لین کہ اُنھون نے وید کی عظمت کو کم کر دیا بلکہ ماسٹر صاحب نے یہان یہ بھی نا منصفی سے وید کا مرتبہ بڑھا دیا ہے۔

اخلاقی کتابین اپنی سلاست کے سبب سے عام فہم اور کار آمد ہین - وید معمہ اور پہیلے ہونے کے سبب سے محض نکما ہے - اور اخلاقی کتاب کے خطاب پانے کا بھی مستحق نہین ہے -
وید جابجا ایک تنگ دل اور پُر ہوس دنیا دار کی طرح دولت جمع کرنے کی ہدایت کرتا ہے -
پھر وید کے اکثر ادھیای عورات کے تذکرون سے لبریز ہین کہین اُن کے حسن وجمال کی تصویر کھینچی گئی ہے کہین سیکڑون اولادون کی درخواستین ہین کہین شوق ہم بستری کا اظہار ہے غرض یہ وید انہین خیالات کا مجموعہ ہے کچھ مختصر دیکھ بھی لیجئے - اب اگر آپ لوہے کو سونا کہہ سکتے ہین تو اس کو بھی اخلاقی کتاب کہہ لیجئے ورنہ درستی اخلاق سے اسکو نسبت ہی نہین ہے - ادھیای نمبر ۱۱ منتر ۱۵ - اے استری تیرا اور میرا اس گرہست مین نہایت سکھ کاری کرتب آنند ہے جیسے مجب ماتا اپنی اولاد سے محبت رکھتی ہے ویسی ہی محبت کا برتاؤ ہم تم بھی رکھین -
ناظرین - جورو سے مادری محبت کی درخواست یہ کتنی گھناؤنی تعلیم ہے -
ادھیائی ۱۲ منتر ۹۳ - اے ودوان بواہ موہن پورش کا ان کی بڑی کرشک ایشور کی ترکیب سے پیدا ہوئی اوشدہی جنہین کہ سوم لتا نہایت نفیس ہے زمین پر بہت موجود ہین اُن کی ترکیب سے نہایت نفیس نطفہ بنا اس اپنی استری مین ڈال اتنو کالمیل فی المکحل ہی کرنا باقی ہے -
وید ہوم کے تذکرون سے بھی بھرا ہوا ہے ایک جگہ تو ادھیائی نمبر ۲ منتر ۲۳ مین پرمیشور نے دھمکا دیا ہے کہ جو یگ کو چھوڑتا ہے اُس کو پرمیشور بھی چھوڑتا ہے - یگہ آگ مین اجناس واشیاء کے جلانے کو کہتے ہین - حقیقت مین یہ آگ کی پرستش ہے لیکن آریہ مفسر حفظ صحت کے پیرایہ مین اُس کو ہوا صاف کرنے کی تدبیر بتلاتے ہین - مگر اب تو لاکھون انجن کارخانون مین مختلف کام کر رہے ہین - دھوئین سے کرۂ ہوا کرۂ نار بن رہا ہی اس ترقی کے زمانہ مین تو وید کو بھی پرمیشور کی یگہ نکرنے کے قصور مین آق کرنے کی دھمکی واپس لے لینا چاہیئے
ناظرین - وید کی بہت زیادہ مکروہ اور خلاف قانون قدرت تعلیم **نیوگ** ہے جو ایک بہت عام اور مشہور مسئلہ آریہ ویدک دھرم کا ہے اور جس کو برہم چاری دھرمپال جی اپنے لکچر کے صفحہ ۱۵ پر بیج کرن زنا کہتے ہین ہماری رائے مین یہی نیوگ بذات خود بڑا شرمناک زنا ہے اور ویدک دھرم کی اس اجازتی زنا نے عام زنا کاری کی ضرورت

پلید کی ہے۔ زانی تو عام زنا کے بعد کچھ شرمندہ ہوتا ہے لیکن اس مذہبی زنا کا معتقد
اسٹیج پر کھڑے ہوکر بڑی دلیری سے فخر کر رہا ہے۔ اسکا خوگر اسی عام زناکاری کا
بیج کن کھے لے مگر یہ کسی طرح نہین کہہ سکتا کہ نیوگ خود زنا کے سوا کوئی دوسری چیز ہے۔
خدا آریون کو شریف حیوانات کی برابر ہی غیرت سے حصہ دیدے تاکہ وہ سمجھ لین کہ نیوگ
معمولی زنا سے کتنے درجہ بڑھا ہوا ہے۔ مرد اپنی منکوحہ عورت کو باوجود قائمی رشتہ زن وشوہر کے
اجازت دیتا ہے کہ تو دوسرے قوی مرد سے اولاد پیدا کرا لا اور پھر یہ شوہر بے جوہر
اُس اولاد اور جورو کو بخوشی اپنے سے منسوب کر لیتا ہے اور وہ آہنی مضبوط نکاح
نیوگ کی حرکت پر بھی ٹوٹتا نہین۔ وید نے اس نفس پرستی کو کس انداز سے مذہب کے سانچے
ڈھالا ہے اور اُسپر اخلاقی کتاب بننی کا دعویدار ہے۔ مرد عورت کی ناقابلیت کی صورت مین
طلاق کے سوا اور کوئی مناسب تدبیر نہین ہے۔ بھائیو وید جیسے معلم اخلاق کو
خدا سے نسبت دینا حقیقت مین ایک بڑی گستاخی ہے۔ سوامی جی نے اپنے مقدور بھر
کوشش کی کہ وید کو الہامی کتاب علمی کتاب اخلاقی کتاب بنائین اس مورتی پوجن کے
تالاب کو توحید کا سمندر کر دکھائین مگر نہ ہوسکا۔ اس تالاب کا پانی چند نالیون کے ذریعہ سے
(پران شاستر) پھیل چکا تھا اور عام لوگ اُس کی رنگ وبو اثر کو جان چکے تھے دو ارب
سالون کے بعد ایسی کایا پلٹ محال تھی اور محال ہے۔

(۲) وید اور ویدک دہرم (آریہ دہرم) خدا کی بابت کیا تعلیم دیتا ہے

وید اور ویدک دہرم خدا کی ازلیت مین روح اور مادہ کو بھی
شریک کرتا ہے۔ یقیناً یہ تثلیث عیسائیت کی اُس فرضی
تثلیث سے کہین زیادہ ہے جسکا نا سمجھی سے برہم چاری نے
اپنے لکچر مین تذکرہ کیا ہے۔ پھر یہ توحید اسلامی توحید سے
کیا مقابلہ کرسکتی ہے آریون کے اعتقاد مین ازلیت مین خدا اکیلا
واحد اور یکتا نہین ہے بلکہ آریہ دہرم اپنی غلط خیالی سے خدا کو ایک معمولی کاریگر
لوہار بڑھئی سے کچھ ہی زیادہ مرتبہ دیتا ہے جس طرح لکڑی کا بنانا بڑھئی کا کام نہین بلکہ
وہ موجودہ لکڑی کو سڈول کر کر جوڑ جاڑ کر میز کرسی بناتا ہے اسی طرح خدائے برحق کی بابت
اُسکا اعتقاد ہے کہ وہ مادہ قدیم کو ترتیب دیکر اشیاء کو تیار کر دیتا ہے ویدک دہرم
صرف خالق مجازی خدا کو کہتے ہین۔ خالق حقیقی نہین سمجھتے کیونکہ غیر مخلوق مادہ سے

بنی ہوئی اشیار کی مطلق نسبت خدا کی طرف کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ وید کے دلدادہ آریہ
جزا وسزا مین بھی خدا کو ایک ادنے سے حاکم دیوانی سے کچھ زیادہ نہین سمجھتے۔ کسی گناہ کو
خدا معاف نہین کر سکتا۔ کسی مقررہ ثواب سے زیادہ کچھ انعام نہین دے سکتا جس طرح
ضابطہ دیوانی نے حکام کو مجبور کیا ہے۔ یہان اُس سے بھی کچھ زیادہ آریہ اپنے قانون سے
خدائے قادر کو جکڑنا چاہتے ہین۔

خدا کے محیط کل ہونے کی بابت اُن کا اعتقاد ہے کہ جس طرح کیڑے گولر کے پیٹ مین ہین
وہین پیدا ہوتے ہین وہین مرجاتے ہین اسی طرح مخلوق پرمیشر کے پیٹ مین ہے
وہین پیدا ہوتی ہے اور مرجاتی ہے۔ مجسم اشیار کی باربرداری پر خدا کا جسم سے پاک رہنا
محال ہو جاتا ہے۔ یہ ایسے مشہور اعتقاد آریہ دھرم کے ہین جس کے لیئے سند اور حوالہ کی بھی
ضرورت نہین ہے وید کی اس تعلیم کا صاف وصریح نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا ہر صفت مین
مثلاً ازلیت مین واحد نہین ہے وہ حقیقی خالق بھی نہین ہے وہ **خلاف قانون آریہ**
مجاز بھی نہین ہے وہ محیط کل ہونے کی حالت مین جیسا کہ اُنھون نے مانا ہے
مجسّم بھی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ناظرین۔ اسوقت میرا اصلی مقصود آریہ دہرم پر حملہ نہین ہے مین نے نہایت اختصار کیساتھ
آپ کو دکھایا ہے کہ وہ مورتی پوجن کو چھوڑ کر بھی خدا کی ذات ستودہ صفات کی بابت کتنا
نکروہ اعتقاد رکھتے ہین۔ آریہ دھرم کا خدا کی بابت اقرار دہریون کے انکار سے بہ دشواری
تمیز کیا جا سکتا ہے دونون مین اگر کچھ فرق ہے تو بہت ہی خفیف۔ قدیم ہندو
عجائب پرستی کر کر چند خداؤن کے معتقد تھے اُنھون نے خدا کو فرضی سمجھکر کثرت ووحدت کا
جھگڑا ہی مٹا دیا اور پھر توحید الٰہی کا ادعا ایک عجیب قسم کی دلیری ہے۔

(۳) وید اور تخلیق آدم

وید کی تعلیم کے مطابق مادہ اور روح تو ازلی ہی ہین مخلوق نہین ہین
لہذا انسان کا جسم اور روح دونون قدیم ہو گئے۔ اب محض
اس ترتیب اعضا کے لحاظ سے خدا کو خالق اور انسان کو مخلوق کہنا بھی
فضول سی بات ہے۔ رہا یہ امر کہ سب سے پہلے ترتیب کے بعد انسان سطح آبیا کرہ ہوا سے
کس طرح زمین پر پھینکا گیا ہوگا ہم وید مین کیون تلاش کرین بہر حال اس ترتیب اولے
یا تخلیق اولے کی جو صورت بھی ہوئی ہوگی وہ قرآنی تخلیق آدم سے کہین عجیب ہوگی۔

(۴)
ویداور قیامت

ویداور ویدک دہرم کا خیال ہے کہ چار ارب سالون کے بعد موجودہ دنیا فنا ہوجاتی ہے اور اس کو پرلے کہتے ہین - اب ہم برہم چاری جی سے اُنہین کے بعض سوالات کا جواب مانگتے ہین جو قیامت کی بابت اُنھون نے پیش کیئے ہین پرلی کیون ہوگی اور کہان سے شروع ہوگی ایکدم تمام عالم فنا ہوجاوے گا - کیا پھر خدا ایکار رہے گا - کیا خدا اسور ہے گا - کیا کرے گا - پہاڑ فنا ہوکر کہان جائین گے - ستارے سیارے کیا ہوجائین گے - پرلے کے بعد کل فناشدہ اشیار بالخصوص مردے کیسے جاگ اُٹھین گے - اس کی کیا ضرورت ہے -

ویدک قیامت (پرلے نئے آریہ - اس پرلے پر غور کر کر قیامت سے نہ گھبرایئے یعنے مادہ قدیم کی ساختہ اشیار پر خدائے ترتیب دہندہ کی استقدر دست بُرد نہایت زیادتی معلوم ہوتی ہے -

ہم جو چپ بیٹھین تو کہلائین بڑی + بیٹھین تو توکل ٹھہرے

مسلمان توکل اشیار کو مخلوق اور خدا کو خالق مطلق سمجھتے ہین جسطرح وہ پیدا کرنیکا مختار تھا اسی طرح فنا کرنے کا مستحق ہے - فتفکر و ایا اولی الالباب -

(۵)
وید کی بہشت ودوزخ یعنے دارالجزا

قرآن مجید اعمال نیک وبد کی عوض جنت ودوزخ کا وعدہ وعید کرتا ہے گویا مسلمانون کے اعتقاد کے موافق دنیوی موت کے بعد عقبے مین کو ایک زندگی ملیگی اور بہشت ودوزخ مین اعمال نیک وبد کا بدلہ دیا جاوے گا - اُسپر برہم چاری جی کو بدرجہ غایت تعجب ہے یہانتک کہ اسلام ہی سے دست کش ہوگئے اس بارہ مین وید کی تعلیم ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو اسی دنیا مین ایک دوسری زندگی ملیگی اور اس دوسری زندگی مین وہ نیک اعمال یا بد اعمال کا بدلا پاوے گا - جس کو اواگون یا تناسخ کہتے ہین اور دھرم پال جی نے اپنے لکچر مین بصفحہ ۶۵ اسی تناسخ کو بیخ انصاف یا اگر کاتب کی غلطی ہے تو مینخ انصاف لکھا ہے معاف کیجیئے مینخ کا لفظ اس سزا وجزا کے موقعہ پر بہت موزون ہے یہی تناسخ وید کا بہشت ودوزخ یعنے جزا وسزا ہے اور غالباً ایسی نمایشی اور فرضی سزا کی بدولت آریہ لوگ نیوگ جیسے زنا کے ارتکاب کی جرأت رکھتے ہین - اہل اسلام کی طرف سے بیشمار تصنیفات اس مسئلہ کی تردید مین شایع ہوچکی ہین

مگر ہمارے منصف مزاج نئے آریہ آنکھین بند کر کے انصاف کا نعرہ لگا رہے ہین۔
مجرم کو یہ معلوم نہین کہ کون جرم کی سزا مین آدمی سے کتا بنایا گیا۔ کتے کو یہ خبر نہین
کہ کس میعاد تک یہ سزا بھگتنا پڑے گی اور ہم تو یورپین حکام کے ولایتی کتے دیکھکر
مشکل سے یقین کرین گے کہ ان مین کسی آریہ گنہگار کی روح ہے۔ انکا بچھونا۔ خدمتگار
اور آسایش دیکھکر عقل قبول نہین کرتی کہ بدکرداری کا یہ پھل ہے۔

کام آئین تو کچھ آخر کو خطا ہین آیتن۔

اور اگر حیوانی دنیا کا وجود انسانی بداعمالی پر منحصر یقین کر لیا جاوے تو غالباً نیک اعمالی کی
بدرجہ کمال ترقی پر مویشی عنقا ہو جاوے گی اور زراعت کا کام بند ہو جاویگا بلکہ نظام عالم مین
اشد خرابی واقع ہوگی اور جب آریون کو گھی میسر نہ آئے گا جسکا مذہباً ہوم کرنا ضروری ہے
اور کاشتکارون کی کھیتی تھک جائے گی تو نیک اعمالی ایک پرلے سرے کا گناہ قرار دیجاویگی
پیارے ناظرین۔ ذرا انصاف سے کہین محض تناسخ کی دھمکی نیک اعمال پر مستعد کر سکتی ہے۔
اور اگر تعزیرات ہند کا نفاذ اور برٹش گورنمنٹ کا رعب حکومت مددگار نہ ہو تو تناسخ کے
معتقد کو کسی جرم کرنے مین باک ہو سکتا ہے۔ بیش برین نیست کہ عمر معین گذار کر آدمی سے
بیل گائے ہو جاوین گے تو عیش دوام یعنی دوامی انسان رہنے کی خواہش ہی کس آریہ کو ہے
بیل گائے ہو کر بھی اگر کسی کھاتے پیتے ہندو کے یہان پہونچ گئے تو زندگی بھر سیدھی لوبیان
دانہ بھوسہ اڑائین گے نہین تو ہل جوتین گے گائے بھوسہ کھائیگی دودھ دیگی بچھڑے جینگی پھر
کوئی خدا کا بندہ مسلمان اس ویدک جیل سے نجات دلا دیگا۔
گرو بھوٹ برہم چاری یہ کیا سزا ہے جس کو آپ انصاف پکار رہے ہین ہر سزا سے قبل
ملزم کو چارج شیٹ (فرد قرارداد جرم) سنایا جاتا ہے کہ تم فلان جرم مین ماخوذ کیئے جاتے ہو
فاتر العقل کو سزا نہین دیجاتی ہے اسکا یہی سبب ہے کہ وہ سزا سے متاثر نہین ہوسکتا۔
یہان جب روح کسی قالب حیوانی مین داخل ہوتی ہے تب انسانی عقل بھی چھین لیجاتی ہے کہ اگر
کچھ سمجھنا ہی ہو تو نہ سمجھے اسپر تناسخ کو انصاف کا تمغہ دیا گیا اللہ رے انصاف۔
اصل تناسخ یہ ہے کہ انسانی روح اعمال کی سزا مین حیوانات کی قالب قبول کرتی ہے۔ اور
سزا بھگتنے کے بعد پھر انسانی قالب پا جاتی ہے نیک اعمالی کی عوض رفتہ رفتہ مکتی بھی ملجاتی ہے
لیکن آریہ ویدک دھرم اس فلسفہ کو بھی خود توڑتا ہے کہ بعد مکتی کے پھر روح جسم کی قید کو

خود بخود بلا کسی جرم کے قبول کرلیتی ہے اور بیش بہا آزادی کو خراب کرتی ہے۔ انصاف والو۔ سچ سچ انصاف سے کہنا قدرتی بہشت و دوزخ کے ثواب و عذاب پر تعجب اور اس وید کے ثواب و عذاب تناسخ کو انصاف پکارنا منصفی ہے۔

(۶) وید اور قربانی وگوشت خواری

کتاب ہذا کے حصہ اول مین نہایت وضاحت سے دکھایا گیا ہے کہ عام ویدک دہرم کا اعتقاد اور عمل گوشت خواری و قربانی کے جواز پر ہے مفسران وید کی تحریری تفسیرین اور عملی تفسیرین آپ کو یقین دلا دینگی کہ وید قربانی وگوشت خواری کا حامی ہے۔

(۷) وید اور خلاف قانون قدرت واقعات

وید کا نیوگ اور وید کا تناسخ ہی قانون قدرت کے خلاف ورزی کا کافی ثبوت ہین۔ کچھہ اور پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اعتراضات قرآنی کی مفصل جوابات

با سنگِ طفلان یارب چہ سازد
نازک دلِ من مینا دلِ من

برہم چاری کا لکھر بتلا رہا ہے کہ اس مدعی تحقیق نے جو کچھ لکھا ہے اُس سے اخفاق ہرگز منظور نہین ہے بلکہ خالی تمسخر سے آریہ سماجون کو خوش کیا ہے۔ میری رائے مین ایک مسخرے معترض کے جواب مین تفاسیر واحادیث کی نازک مباحث کا پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک بیمار بیل کا حبِّ مروارید سے علاج کیا جاوے۔

قرآن مجید جس زبان کے لٹریچر کا اعلےٰ معیار ہے اُس سے ہمارے دہرم پال اور آریہ سماجون کی واقفیت جسقدر ہے وہ منصف مزاجون سے مخفی نہین ہے اور ہر شخص بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس فرقہ کا قرآن دان بننا کسقدر مشکل ہے آریہ معترضون نے عربی دان بننے مین بہت جلدی کی وہ ایک لمبے چوڑے سمندر مین تیرنا چاہتے ہین اور شناوری کے فن سے محض نا آشنا ہین۔ حتی الوسع کلّموا النّاس علیٰ قدر عقولھم کے اصول کو ملحوظ رکھکر جوابات مناسب اختصار کے ساتھ پیش کیئے جاوینگے جہانتک ممکن ہوگا دقیق مباحث سے قطع نظر کیجاویگی کیونکہ قرآن پر معترض وہ جماعت ہے جسکو علم قرآن سے کچھ واسطہ نہین ہے

اعتراضات کا خلاصہ جوابات سے پہلے لکہا جاوے گا اور آسانی کے واسطے کہین کہین ایک قسم کے اعتراضات کو بہ ترتیب نمبر ایک جگہ لکہکر ایکہی جواب مفصل دیا جاوے گا۔ جوابات مفصل کے ملاحظہ سے قبل ناظرین کو ہمارے اجمالی جواب پر غور فرمالینا چاہیئے۔

اعتراض نمبر ۱ و ۲ ۔ قرآن کی تعلیم کے مطابق خدا بڑا مکار فریبی ہے (ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ٭) ترجمہ مکر کیا کافرون نے مکر کیا خدا نے اور خدا بہتر ہے مکر کرنے والون سے ۔ آخر مین مکر۔ مکرا۔ مکرو۔ الخ گردان صرفی لکہکر کچہ استدلال ترجمہ پر قایم کرتے ہین۔

جواب نمبر ۱ و ۲ ۔ مکر جس معنے مین اُردو لٹریچر مین مستعمل ہے عربی زبان مین اُس کے معنے اُس سے بالکل مختلف اور دوسرے ہین۔ لفظ مکر کے معنے ہین مخفی تدبیر کرنا۔ باریک تجویز کرنا۔ معنے آیت کے یہ ہین کافرون نے پوشیدہ تدبیر کی اور خدا نے بھی مخفی تدبیر کی اور خدا سب مدبرین سے بہتر ہے لفظ خیر الماکرین بھی صاف پتہ دے رہا ہے کہ ماکر کے معنے فریبی کے نہین ہین۔ مکر کے معنے کچہ بھی ہون لیکن گردان یہ سہی ہو گی آخر دہرم پال نے پیش کردہ ترجمہ کو اس گردان سے کیا قوت دی بلکہ اپنی عربی دانی کی قلعی کہولدی ہماری رائے مین صرفی گردان کے سیکہنے سے قبل لُغت کے فن کی طرف توجہ کرنا چاہیئے اور غالباً اب تو وہ سمجہ لیئے ہون گے کہ قرآن مجید خدائے پاک کو فریبی قرار نہین دیتا۔

اعتراضات نمبر ۳ لغایتہ ۵ ۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ (۳) خدا روحانی بیماری زیادہ کرتا ہے اور پہر عذاب بھی دیتا ہے (۴) خدا بڑا اُلٹا کا ہے (تو پہر زمین پر صلح و امن کون قایم کر سکتا ہے) (۵) خدا لوگون مین دشمنی ڈالدیتا ہے اور قیامت کے دن تک باہمی کینہ پھیلا دیتا ہے۔

جوابات نمبر ۳ لغایتہ ۵ ۔ تمام ذی روح اشیاء مین فعلی قوت خداوند عالم کی عطیہ ہے انسان اپنے ہاتھ کی فعلی قوت کی مدد سے چوری بھی کرتا ہے اور خیرات بھی کرتا ہے اور شاید ایک تنگ خیال آدمی عطیات آلہی کا کفران کر سکے لیکن حقیقت مین اس امر سے کبھی انکار نہین ہو سکتا کہ یہ چوری بھی اُس عطیہ قوت فعلی کا نتیجہ ہے گو انسان کے ہی شرارت نفس سے اُس کا وقوع ہوا ہے۔ آریون کے اعتقاد کے مطابق خدا انسان کے اعمال کی سزا مین

کبھی آدمی سے بھیڑیا بناکر درندگی کی قوت عطا کرتا ہے گویہ درندگی خود انسان ہی کی کرتوت کا نتیجہ سہی لیکن کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے اسکو درندہ کیا ہے جس سے اور بندگان خدا کو اذیت پہونچتی ہے۔

اسی طرح روحانی بیماروں کی بیماری خود انکی ہی بد پرہیزی سے بڑھ رہی ہے اور انھیں کی ضد کی سبب سے ان کی ڈور چھوڑ دی گئی ہے۔ اور وعدہ فراموشوں میں بھی عداوت خود اُن کی بدعملی سے پیدا ہوئی ہے لیکن چونکہ مسبب حقیقی تمام اسباب کا اور خالق اصلی تمام فعلی قوتوں کا خدائے ذوالجلال ہے۔ لہذا خداوند عالم اپنے اظہار جبروت کے واسطے ایسا ارشاد فرماتا ہے اور ایسی نسبت جائز ہے۔ حالانکہ یہ زیادتی مرض روحانی اور عداوت باہمی کی خود انکے ہی اعمالوں کی عوض سزا دی گئی ہے واللہ اشد باسا کے معنے بڑا لڑاکا بھی ٹھیک نہیں ہیں بلکہ خدا سخت لڑائی والا ہی صحیح ترجمہ ہی واشد تنکیلا اور سخت عذاب والا ہے۔ جب ہی تو مفسدوں کو زیر زبر کر کے زمین پر صلح اور امن قایم رکھتا ہی اگر وہ سخت لڑائی والا نہ ہوتا تو منکرین اس کی خدائی بھی چھین لیتے اور دنیا میں غدر ہوجاتا کسی بادشاہ کی فوجی اور جنگی قوت اس کے ملک میں امن و صلح کے قیام کا باعث ہوتی ہی کوئی شہدہ سر نہیں اٹھا سکتا۔ معلوم نہیں کہ برہم چاری کس دلیل سے کہ رہا ہے کہ ایسی زبردست اور سخت لڑائی والے خدا کے ملک میں بے امنی ہوجاویگی۔ ناظرین آپکی رائے میں اشد باسا (سخت لڑائی والا) کا مطلب فساد کرنے والا فساد کو پسند کرنے والا کسی طور پر بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن وید کی لڑائیوں میں بار بار جا بجا خدا کو بلانے سے غالباً یہی خواہش ہی کہ کسی راجہ کی طرف سے خدا کو لڑا کر دنیا کو غارت کرادے۔

اعتراض نمبر ۶ - قرآن کی تعلیم ہے۔ خدا منصف بھی ہے اور توبہ بھی قبول کرلیتا ہی مگر اس سے وہ عادل اور منصف نہیں ہوسکتا۔

جواب نمبر ۶ - فرق اسلام کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ خدا اُن گناہوں کو جنمیں حقوق عباد شامل ہیں معاف نہیں کرے گا۔ ہاں اُن گناہوں کی جو محض خدا کی ہے ناخوشنودی کے سبب سے گناہ ہیں۔

بعد انفعال (توبہ) اور التجا پر معافی ہوسکتی ہے۔ توبہ کی صورت میں بھی خدا کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو اُن کو بھی معاف نہ کرے۔ یہ مرحمت الٰہی کسیطور پر بھی عدل کے

خلاف نہین ہے - بلکہ عین انصاف ہے اگر اس عاجزانہ توبہ کا بدلا معافی نہ قرار دیجاتی تو
حقیقت مین ایک قسم کی ناانصافی ہتی - توبہ کا دروازہ نہ کھولا جاتا تو غالبًا بداعمالی یہانتک
ترقی کرتی کہ عمل صالح کا وجود معدوم ہو جاتا - جو شخص ایک مرتبہ کسی گناہ کا مرتکب ہو جاتا
پھر آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک مشت عمر بھر گناہ کیئے جاتا
ویدک دھرم کے پیرو غور کرین کہ یہ بیچارہ دھرم پال سب کچھ آریون کی اور وید کی
خوشامد مین کر رہا ہے - لیکن وید گوشت خواری کے قصور مین کتا بنائے بغیر ہرگز نہ چھوڑیگا
آریہ ہونے سے اگر کچھ فایدہ ہو سکتا ہے تو صرف اسقدر کہ دس بیس برس نہ سہی تین چار ہی
برس مین کوئی کتے مار اس ویدک جنجال سے نجات کرا دے گا - ویدک دھرم کے اعتقاد کے مطابق
اگر زیادہ دنون بداعمال رہتا تو زیادہ عرصہ تک حیوانی قالب مین رہنا پڑتا - بھائیو"
حقیقت مین یہ سخت درجہ کی ناانصافی ہے کہ سچی توبہ بھی قبول نہین کیجاتی - اور خدائے
تواب الرحیم کی تو غیر منصف ہونے کی کوئی دلیل نہین ہے -

اعتراض نمبر ۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا غفار ہے لیکن قیامت کے دن دوزخی
چلا رہے ہین - توبہ کر رہے ہین - مگر کچھ پروا نہ کیجائے گی - غفاری کہان اڑ جائیگی -

جواب نمبر ۷ - بھولا برہم چاری غفران کو بھی کھیل تماشا سمجھا ہے - اگر کوئی سخی جواد
اپنے دولت بدمعاشون - اچکون - چوٹٹون کو نہ دے تو کیا اس کی سخاوت اور
جود مین کوئی دھبا لگ سکتا ہے = خدا وعدہ کر چکا ہے =
لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت
قال انی تبت الان والذین یموتون وھم کفار - ترجمہ ان لوگون کی توبہ
قبول نہ ہوگی کہ جو عمر بھر گناہ کرین اور مرتے وقت کہین کہ اب توبہ کرتے ہین - اور نہ انکی
جو کفر کی حالت مین مر جائین = وان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ - یعنے خدا
شرک کرنے والون کو بھی کبھی نہ بخشے گا =

ناظرین - برہم چاری مرنے کے بعد دوزخیون سے میدان حشر مین توبہ کرانا چاہتا ہے
(جو دار العمل نہین دار الجزا ہے) جنہون نے زندگی مین دیدہ و دانستہ خدا کے
تاکیدی احکام پر بھی شرک کفر گناہون سے توبہ نہ کی اب مجوزہ سزا بھگت رہے ہین اور
عذاب سے چلا رہے ہین = برہم چاری تناسخ کے ڈھکوسلے کی طرح مغفرت کو بھی

مل لگی جانتے ہین اور چاہتے ہین کہ دوزخیون کو چھٹا لین مگر بھایو غفران کا یہ کوئی موقعہ نہین ہے
ویدک دہرم و یالو خدا اسے قبل از وقت ایک لنگڑے زخمی لاغر ناتوان کُتے کو بھی
رہا نہین کرا سکتا جو زخمون کے درد سے چلا رہا ہے اور فاقہ کشی کی مصیبت سے تنگ آ رہا
خدائے غفور عادل پر جو باقاعدہ وعدہ کے مطابق رحمت ۔ مغفرت ۔ عدل کر رہا ہے
کیا الزام ہے =

اعتراض نمبر ۸ ۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا بدی کو ناپسند کرتا ہے مگر اُس کو بدی کا
پیدا کرنے والا مانا گیا ہے ۔

جواب نمبر ۸ ۔ خیر و شر امر و نہی کا نام ہے جو کام مطابق امر آلہی ہوتے ہین وہ خیر ہین
اور جو خلاف امر ہوتے ہین وہ شر ہین اگر احکام اجازتی و امتناعی کی قید اُٹھا لیجاوے
تو نوعیت دونون قسم کی افعال کی واحد ہے مثلاً جماع جائز ہے اور جماع حرام کے
ارتکاب مین کچھ فرق نہین ہے دونون فعلون مین مرد و عورت کا اتصال ایک ہی قسم کا
فرق صرف امر و نہی کا ہے ایک دو مین اور مآل اندیش عقل بخوبی سمجھہ سکتی ہے کہ خدا کے
خالق شر ماننے مین کوئی قباحت نہین ہے ورنہ یا تو نیکی و بدی کو بھی مادہ اور روح
کی طرح قدیم ماننا پڑے گا یا مخلوق ماننے کی صورت مین دو خداؤن کا اقرار کرنا پڑے گا
ایک خدا نیکی کا خالق ایک بدی کا خالق ہے =

اعتراض نمبر ۹ ۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم سے ہوتا ہے ۔
اس لیئے تمام گناہ گاری بھی خدا کے حکم سے ہوتی ہے ۔ شیطان بیچارہ کو کیون بدنام کیا جاتا ہے

جواب نمبر ۹ ۔ حقیقت مین بغیر حکم آلہی پتہ تک نہین ہل سکتا مگر خدائے پاک
گناہ کرنے کی رغبت نہین دلاتا اور شیطان بھی انسان کو گناہ کرنے پر مجبور نہین کر سکتا
مگر چونکہ وہ بدکرداری کی رغبت دلاتا ہے اس لیئے عالم مین بدنام ہے =
ناظرین ۔ آپکو تعجب ہوگا کہ دہرم پال اس شدومد سے شیطان کی وکالت کیون کر رہے ہین
لیکن ویدک دہرم کی تعلیم کے مطابق گائے بیل گھوڑے سب کچھ انسانی بداعمالی کے
صدقے مین نصیب ہوئے ہین جس مین بڑا حصہ کارگذاری شیطان کا ہے اس اعتقاد کیساتھ
شیطان کی شکر گذاری کچھ بیجا نہین ہے ۔

اعتراض نمبر ۱۰ ۔ قرآن مین خدا جا بجا کہتا ہے کہ ہان ہم گمراہ کرتے ہین

اور جس کو ہم گمراہ کرتے ہین اُس کو کوئی راہ نہیں دکھا سکتا - پھر نبیون کی اور کتابون کی کیا حاجت ہے اور شیطانون پر کیا الزام ہے -

اعتراض نمبر ۱۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا پاکیزگی کو پسند کرتا ہے مگر خدا نے ناپاک دلکو پاک کرنا نہ چاہا بلکہ ناپاکی کو اور بھی زیادہ کر دیا =

اعتراض نمبر ۱۲ - قرآن خدا کو تمام عیوب سے پاک تبلاتا ہے مگر شیطان کا گمراہ کرنیوالا خدا ہی ہے -

جواب نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ - اعتراضات نمبر ۳ لغایت ۵ مین ہم مفصل جواب دے چکے ہین - حقیقت مین انسان اپنی ہی سرکشی سے گمراہ ہو جاتا ہے اور چونکہ تمام فعلی قوتین خدا کی پیدا کی ہوئی ہین لہذا ایسا ارشاد ہوا ہے یہ گمراہی انسان کی سرکشی کی سزا ہے اسی طرح شریر النفس لوگ اپنے دلون کو خود ناپاک کرلیتے ہین اور ناپاکی کو بڑھاتے جاتے ہین اور یہ بھی سزا ہے اُن کے شرارت نفس کی - شیطان کی بھی خودسرکشی و نافرمانی اُس کی گمراہی کا اصل باعث ہے اگر ان آیات کے ساتھ اول و آخر آیات کو ملاکر غور سے دیکھا جاوے تو قرآن مجید خود ان جوابات کو تبلا رہا ہے -

ویدک دہرم خدا سے انسان کو کتا بنوا دیتا ہے گو بظاہر عدل الٰہی پر ایک الزام سا آتا ہے لیکن معتقدان مذہب آریہ سمجھ لیتے ہین کہ تناسخ صرف انسان کی ہی بداعمالی کی سزا ہے ایسی ہی یہ گمراہی اور ناپاکی سب کچھ انسان کی ہی سرکشی کی عوض مین ملتی ہے - خدا پر کچھ الزام نہین ہے -

اعتراض نمبر ۱۳ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا ہنسی مخول کرنے والون کو ناپسند کرتا ہے مگر افسوس ہے خدا مسخرا - مخولیا - ٹھٹول گردانا گیا -

جواب نمبر ۱۳ - دہرم پال یہان پھر عربی دانی کے نئے وجود دعوے نے آپ کو نیچا دکھا دیا - لفظ استہزا کے مختلف معنے ہین - یک بیک پکڑنے کو بھی استہزا کہتے ہین واللہ یستہزئ بِھِم کے معنے ہین - اور اللہ اُن کو یک بیک پکڑے گا - نہ یہ کہ خدا انسے مسخرا پن کریگا شرم کیجیے اور لغت کی کتاب مین دیکھیے -

اعتراض نمبر ۱۴ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا قسم کھانے کو اچھا نہین سمجھتا مگر خدا گھوڑون - درختون کی پے در پے قسمین کھا رہا ہے -

جواب نمبر ۱۴ - ہمارے برہم چاری کے سب اعتراض مستعار ہین مگر نامناسب طوالت کے خیال سے ہمنے اس عاریت کا مفصل کا پتہ نہین دیا - اعتراض نمبر ۱۴ کے جواب ہین کل رسایل جوابی اہل اسلام کی طرف سے شایع ہو چکے ہین - **صولت الہند** مصنفہ منشی اندرمن صفحہ ۱۷۳ و ۱۷۴ دربارہ قسم ہائے قرآن اور اُس کا جواب **ظفر المبین** مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قسم نامہ مولفہ آریہ اسم لامعلوم **ہدایت نامہ** اُسکا جواب مولفہ مولانا ابو رحمت حسن واعظ اور اسکے سوا اور بھی تصانیف ہوئی ہوگی جو میری نظر سے نہین گذری - لیکن نئے آریہ نے نہ مانا اور ایک نمبر اعتراض کا بڑہا دیا مگر افسوس ہے کہ قرآن مین کسی جگہ پر بھی خدا نے قسم کھانے کو منع نہین کیا تمام شرعی عدالتون مین اور ملکی عدالتون مین حلف دیا جاتا ہے - ہان بات بے بات جھوٹی قسم کھانا اچھا نہین ہے - قرآن مجید عربی زبان مین نازل ہوا ہے اور بنی آدم اس الہام کے مخاطب خاص تھے جن کی زبان عربی تھی اُس وقت کے ادیب زینت کلام کے لیے قدرتی اشیاء کی قسمون کو بھی داخل کلام کرتے تھے جن سے اُن اشیاء کی پرعظمت خلقت کا اثر کلام کے ذریعہ سے دلون پر ڈالا جاتا تھا قرآن پاک عربی زبان کے لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ ہے اس لیئے خداوند عالم نے ان قسمون کے سلسلہ مین اپنی مخلوقہ اشیاء کی عظمت کو اپنے الہامی کلام سے دل نشین کیا ہے اور ایک زبان دان شخص اندازہ کر سکتا ہی کہ اس طور پر کلام کے حسن نے کہانتک ترقی پائی - آریہ بیچارے اپنے ہندو بھائیون کی گنگا قسم پر کوئی قیاس نہ کرین قسم ہائے قرآنی کو اعتبار و عدم اعتبار سے کچھ علاقہ نہین ہے ۔

اعتراض نمبر ۱۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا کُن کہنے سے سب کچھ کر سکتا ہے پھر زمین و آسمان بنانے مین چھ دن کیون لگائے گئے ۔

جواب نمبر ۱۵ - توبہ توبہ - **قرآن دان آریہ** نے سمجھ لیا کہ خدائے عز و جل فوجی افسر کی طرح کاف نون پیش کن کی بولی بولکر اشیاء کی حاضری پکارتا ہے - نہین بلکہ یہ مطلب ہے کہ خدا بالفور ارادہ کی اشیاء کو موجود کر دیتا ہے - یہ اُس کے اختیار مین ہے کہ خواہ وہ ایک لمحہ مین اشیاء کے موجود کرنے کا ارادہ کرے یا اُن کو چھ دن مین موجود کرے یا سال بھر مین - بہرحال اُس کو انسانی ساخت کی طرح بسولہ - آری - نہانا - لکڑی درکار نہین ہے - مگر جب وہ چاہتا ہے کہ کوئی چیز ہو جائے (کن) فوراً موجود ہو جاتی ہی اور اسی طرح

خودہی ارادہ سے چھ دن مین زمین و آسمان بنائے ویدک دھرم کے مادہ قدیم کے سوا کہ اُسکا
خلقت اشیاء مین نصف حق ہے کوئی مسلمان تو خدا کو مجبور نہین کر سکتا کہ اُس نے
ایک خاص معینہ وقت تخلیق دنیا مین کیون صرف کیا اور یونہین ہر میعاد کی بابت بخیال معترض
بیجا حجت کر سکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا قدوس ہے مگر قرآن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اُس کی روح ایک عورت کے رحم مین بھی جا سکتی ہے۔ اور خون حیض کھا سکتی ہے الخ

جواب نمبر ۱۶ - فنفخنا فیہا من روحنا کا کیا معقول مطلب سمجھا ہے حضرت۔
خدا فرماتا ہے کہ مریم کے رحم مین ہمنے اپنی روحون مین سے ایک روح پھونکدی۔ مسلمانون کے
اعتقاد کے مطابق جسقدر روحین جملہ حیوانات مین ہین سب خدا کی ہین اور وہی اُنکا مالک ہے
ہان ویدک آریہ دہرم کا معتقد ضرور مشکوک ہو سکتا ہے کہ روح قدیم غیر مخلوق کو جو ویدک دہرم کا
خود ایک خدا ہے۔ خدا نے اپنی ملکیت کیسے قرار دیدیا اور پھر اس سے یہ شبہ بھی ہو سکتا ہے
کہ شاید خدا مین بھی کوئی روح ہوگی اور اُس کو خدا نے اپنے قالب سے جدا کر کے رحم مریم مین
پھونکدیا۔ لیکن قرآن مجید کی آیت کا یہ ہرگز مطلب نہین ہے۔
دہرم پال جی۔ سوامی دیانند صاحب کے یہ فقرے۔ کسیکا جانا اور آنا اُس جگہ ہو سکتا ہے
جہان وہ نہو کیا پرمیشور رحم مین نہین تھا کہ کہین سے آیا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹)
بغور دیکھیے۔ مین آپ کی بیہودہ گوئی کا بھی جو اس اعتراض نمبر ۱۶ مین کی گئی ہے آپ ہی کی
زبان مین جواب دیتا مگر افسوس ہے کہ خدا کے ساتھ کوئی گستاخی کرنا مسلمان کا کام نہین ہے

اعتراض نمبر ۱۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا زمین و آسمان پر سب جگہ حاضر و ناظر ہے۔
مگر عرش کا فرشتون کو اُٹھائے کھڑے رہنا۔ جبرئیل کا خدا کی طرف سے نزول۔ حضرت عیسیٰ کا
آسمان پر اُڑ جانا۔ پیغمبر عربی کا آسمان کی سیر اور خدا سے بات چیت کرنا یہ ایسے ڈھکوسلے ہین
جن سے ثابت نہین ہوتا کہ خدا زمین پر بھی ہے۔

جواب نمبر ۱۷ - معترض کو خود تسلیم ہے کہ قرآن مجید زمین و آسمان پر ہر جگہ خدا کو
حاضر و ناظر بتلا رہا ہے اب وہ دیگر حالات سے جو یہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ خدا محدود و لامکان ہے
اور آسمان ہی پر رہتا ہے صحیح نہین ہے۔ قیامت کے روز عرش کو آٹھ فرشتون کا اُٹھانا
بغرض اظہار جلالت خداوندی ہے۔

جبرئیل کا خدا کی طرف سے نزول ایسا ہی ہے جیسے انبیا علیہم السلام کا نزول منجانب اللہ ہے۔ جناب عیسے کے آسمان پر جانے سے یہ مراد ہے کہ وہ محفوظ کر لیئے گئے۔
ہمارے رسول کریم کا آسمانوں کی سیر کرنا اسواسطے تھا کہ وہ اُن چیزوں کو بھی ملاحظہ کرلیں جو زمین پر نہیں دکھائی دیتیں بہر حال ان تمام حالات سے کوئی امر ایسا ظاہر نہیں ہوتا جسکا یہ نتیجہ ہو کہ خدا زمین پر نہیں ہے۔ اور ان امور کی بابت حضرات امام فخرالدین رازی و امام غزالی وغیرہ علماء متکلمین نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جس کی اس مختصر رسالہ میں درج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۸ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا مشرکوں سے بیزار ہے مگر خدا نے فرشتوں سے آدم کو سجدہ کرایا ایک فرشتے نے شرک کرنے سے انکار کیا اُس کو ملعون کر دیا - اب مشرک کون ہوا خدا یا شیطان۔

جواب نمبر ۱۸ - آدم کے واسطے جس سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا وہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ سجدہ تعظیم تھا شیطان بیچارے کو یہ عذر ہرگز نہ تھا کہ بوجہ شرک کے وہ سجدہ نکرے گا وہ کہتا تھا - انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین - یعنے میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ اُس کی خلقت خاک سے ہے اور میں نار سے مخلوق ہوں اور اسوجہ سے آدم کی تعظیم و تکریم (سجدہ) نکرونگا - لیکن پنڈت آریہ شیطان کی نامناسب حمایت کر کر شرک کی جواب دہی کرانا چاہتا ہے فی نفسہ محض سر جھکانا شرک نہیں ہے جبتک غیر خدا کو خدا سمجھکر ایسا نہ کیا جاوے - اور جبکہ اُس خدا نے خود اس سجدہ تعظیمی کا حکم دیا جو شرک کو نہایت ناپسند کرتا ہے تو کسی دلیل سے اس سجدہ کو تعلیم شرک کہنے کی گنجایش نہیں ہے -

اعتراض نمبر ۱۹ - قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر چند آدمیوں کی خاطر جنہوں نے نوح کا کہنا نہ مانا تمام دنیا کو کیوں ڈبو دیا - دیگر انسانوں اور حیوانوں نے کیا قصور کیا تھا۔

جواب نمبر ۱۹ - قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طوفان نوح میں بیگناہ لوگ غرق کیئے گئے یا وہ تمام دنیا میں آیا تھا بر ہم چاری اور یہ آریہ سماجیں اسقدر بے علمی پر اعتراض کی جرأت کیوں کرتی ہیں اگر طوفان نوح تمام دنیا میں بھی آتا اور اسمیں بیگناہ لوگ بھی

غرق ہوجاتے تو بھی ہمارا بھایا آریہ کس دلیل سے اسے ظلم ثابت کر سکتا ہے۔ کیا آریوں کے لئے بین تمام دنیا کسی معقول وجہ پر فنا کیجاتی ہے اور اگر پرلے ظلم نہیں ہے تو طوفان نوح کیوں ظلم ہوگا۔ گو بیگناہ بھی غرق ہوجاتے جیسا کہ نہیں ہوا سماجین اس امر پر کافی غور کریں۔

اعتراض نمبر ۲۰ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے اکثر لوگوں کے دلوں پر مہر لگادی اور کانوں میں پردے ڈالدیئے تاکہ وہ اُس کی بات کو نہ سمجھ سکیں پھر نبیوں کا بھیجنا سراسر حماقت ہے اور انپر عذاب بھی بیجا ہے چاہیئے کہ خدا خود دوزخ میں پڑے۔

جواب نمبر ۲۰ - جواب نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ دلوں پر مہریں لگانا اور کانوں پر پردے ڈالنا خود اُن کی ہی شقاوت و شرارت کے نتائج ہیں بطور سزا ایسا کچھ کیا جاتا ہے اور عذاب بھی دیا جاوے گا حقیقت میں یہ سب اُنکے ہی اعمال سے ہوتا ہے لیکن چونکہ تمام فعلی موتوں کا خالق حقیقی و اصلی خدا ہے اس لیئے اُس کی طرف بھی ایسی نسبت جائز ہے۔

اعتراض نمبر ۲۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا کے یہاں کسی کی سفارش منظور نہ ہوگی مگر پھر فوراً کہدیا کہ بعضوں کی سفارش خدا منظور کرے گا۔ بھلا سفارش اور گناہ کا کیا تعلق قرآنی خدا ایک مطلق العنان بادشاہ ہے اور خاصہ اورنگ زیبی دربار لگا ہوا ہے۔

جواب نمبر ۲۱ - اس اعتراض میں کوئی خاص بات جواب کے قابل معلوم نہیں ہوتی سفارش اور گناہ کا تعلق بہت ظاہر ہے۔ قرآنی خدا کو خود مختار بادشاہ کہکر کیا نقصان ثابت ہوا۔

ناظرین - ویدک دہرم نے **خدائی حکومت** کو ضرور جمہوری سلطنت سے بھی کم کر دکھایا ہے خدا بغیر مدد مادہ اور روح کے (جو قدامت اور ازلیت میں اُس کی شریک ہیں) حرکت نہیں کر سکتا۔ اور آریہ ویدک دہرم کے خلاف دم نہیں مار سکتا۔ خدا کا کام صرف اسقدر ہے کہ توڑ جوڑ کر کے ذرات اکٹھے کرکے اشیاء ترتیب دے۔ اور عذاب ثواب تو آریوں کی **منصف مزاج روحیں** خود قبول کر لیتی ہیں لیکن حقیقت میں قرآن مجید خدائے واحد کے اصلی جلال و شوکت کو ذہن نشین کرا رہا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہکر ذی اختیار خدا کی خود مختاری کو تمام مخلوق پر ظاہر کر دیا ہے اب آپ انصاف کریں کہ قرآنی تعلیم سے ویدک دہرم کی تعلیم کیا نسبت رکھتی ہے۔

اعتراض نمبر ۲۲ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور اُس مین روح پھونکی یعنے مٹی سے ایک پتلا بنایا گیا اور پھر اس مین جان ڈالی گئی وہ روح کہان سے آئی۔

جواب نمبر ۲۲ - تخلیق آدم کی بابت ہم اپنے اجمالی جواب مین دکھا چکے ہین کہ اسکی سوا بھی جو صورت تخلیق آدم کی ہوتی وہ اس سے بھی عجیب تر ہوتی کیونکہ آدم پہلے آدمی نوع انسان مین سے تھے اور اسپر ہم چاری کو کچھ اعتراض بھی نہین ہے۔ سوال صرف اسقدر ہے کہ روح کہان سے آئی اور اسکے بعد کچھ فلسفہ چھانٹا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ روح کی دستیابی ناممکن تھی۔ اور غرض اصلی یہ معلوم ہوتی ہے روح ویدک دہرم کے اعتقاد کے مطابق غیر مخلوق اور قدیم ہے۔

لیکن اگر روح کو خدا کی طرح قدیم فرض کرلین تو پھر ارواح پر خدا کی ناجایز حکومت کچھ سیواجی کی مرہٹی سے کم نہین ہے ہم بتائے دیتے ہین کہ اُسی مفہوم لفظ کن سے آدم مین جان ڈالی گئی۔

اعتراض نمبر ۲۳ - خدا نے آدم سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔ مگر معلوم نہین ہوتا کہ آدم کی بیوی اُس سے کیونکر پیدا کی گئی۔ خدا نے بائبل مین آدم کی بیوی کا نام بتادیا مگر قرآن مین نام بتانا بھی بھول گیا۔

جواب نمبر ۲۳ - معترض کے اعتراض کی جو وقعت ہے اُسکو منصف مزاج سمجھ لیے ہونگے لیکن حضرت آدم کے ساتھ جو تمسخر کیا ہے (جسکا انتخاب بوجہ غیر مہذب اور فضول ہونیکے ہم نے چھوڑ دیا ہے) اُسکا جواب مہذب زبان اور قلم سے نہین ہو سکتا۔ ہان کوئی پھکڑ ..... سے دے سکتا ہے۔

مطلب صرف یہ ہے کہ زوجہ آدم جنس آدم سے پیدا کی گئی ذکر تخلیق کا ہے نام لکھنے کی کیا ضرورت ہے

اعتراض نمبر ۲۴ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے آدم کو معہ اُس کی بیوی کے بہشت مین رکھدیا خوب کھاؤ پیو مگر اُس درخت کے پاس مت جانا گنہگار ہو جاؤگے۔ قرآن سے انار۔ انگور۔ زیتون۔ کیلے وغیرہ درختون کے نام تو ملتے ہین مگر اُس ممنوع درخت کا نام کہین نہین ملتا اس کے لیئے بھی ہمین بائبل تلاش کرنا پڑیگا۔

جواب نمبر ۲۴ - ایسے تذکرون سے اصلی غرض نصیحت ہے تاکہ لوگ خدا کی نافرمانی نکرین

قرآن مجید خود بتلاتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب۔
یعنے بلاشبہ اُن کے قصون مین سمجھ دارون کے واسطے نصیحت ہے اور جس طرح آدم کو
درخت ممنوع کہکر حکم کیا گیا تھا وہی نقل کیا گیا ہے اس سے زیادہ اُس درخت کی مفصل
ہسٹری کی کوئی ضرورت نہین ہے۔

اعتراض نمبر ۲۵- قرآن کی تعلیم ہے کہ آدم معہ اپنی بیوی کے بہشت سے نکالا گیا
اور زمین پر پھینکا گیا جسکا سر ہے نہ پیر بائبل کے پڑھنے سے ہمین کم از کم بابا آدم کا قصہ
ایک مسلسل کہانی معلوم ہوتی ہے مگر قرآن مین سلسلہ ہی ندارد ہے۔

جواب نمبر ۲۵- قرآن کی اصلی غرض ان تذکرون سے یہ ہے کہ مخلوق صرف اُن نتائج سے
متاثر ہو اور اسی وجہ سے موقعہ بموقعہ ضرورت کے لایق بیان کیا گیا اور جب بائبل نے بہ تفصیل علم
کرا دیا تھا تو اُس قصہ کو قصہ کی حیثیت سے آپ قرآن مین ناحق ڈھونڈھتے ہین دیکھنے والا
اس مین مکمل اور اصلی توحید کو دیکھے جس سے قرآن بھرا ہوا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ ایک دن نرسنگا پھونکا جائے گا۔
تمام جاندار مر جاینگے نہ معلوم یہ کب اور کہان پھونکا جائے گا۔ آواز یک لخت تمام روئے زمین پر
کیسے پہونچے گی اور تمام جاندار یک لخت کیونکر تباہ ہو جاینگے کیا خدا بیکار ہو جائے گا

جواب نمبر ۲۶- ہم اپنے اجمالی جواب کے حصہ ۳ مین جواب دے چکے ہین اور پھر کہتے ہین
کہ ناواقف آریہ کو وید سے پرلے کی حقیقت معلوم کر لینے کے بعد اسکا کافی جواب ملجاوے گا
افسوس ہے کہ آریہ پرلے کو مانتے ہین اور قیامت پر تعجب کرتے ہین۔

اعتراض نمبر ۲۷ یا ۲۸- قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا فرشتون کی قطار کے ساتھ
میدان حشر مین آئے گا اور اُس کے تخت کو آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوئے ہونگے
قرآن کی تعلیم سے فرشتے اور خدا مجسم ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲۷ یا ۲۸- عرش کے آٹھ فرشتون کے اُٹھانے سے مراد اظہار جلالت
خداوندی ہے۔ فرشتون کا صفین باندھکر حاضر ہونا کیا قابل اعتراض ہے۔ ہان
جاء ربک سے مراد ہے جاء امر ربک یعنے جسوقت خدا کا حکم آجائے گا
معلوم نہین تعلیم اسلام کے خلاف قرآن کے معنے گڑھنا اور پھر مسلمانون کو مجبور کرنا کہ
ضرور یہی معنے ہین معترض کو کیا فایدہ دے سکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۹ - قرآن کی تعلیم ہے کہ مُردے جاگ اُٹھین گے یہ عجیب بات ہے کہ گھاس پات کی طرح مُردے زمین سے سر نکالین گے -

جواب نمبر ۲۹ - اگر کوئی شخص اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ سب سے پہلے انسان کا خالق خدا ہے تب خدا کو انسان کے مرنے کے بعد پھر زندہ کر دینا کچھ تعجب کے قابل نہین ہے بہر حال اس انسان کا کم سے کم ایک وجود ذہنی ہمارے دماغ مین اُس کے مرنے کے بعد بھی رہتا ہے یعنے یہ خیال رہتا ہے کہ اس شکل اس نام کا کوئی آدمی کبھی موجود تھا اسکی دوبارہ زندگی اُس پہلی زندگی سے جو پیدایش کے وقت انسان کو دی گئی تھی بہت سہل الوقوع ہے اور بیچارے دہرم پال نے ابھی ویدک دہرم کے پرلے پر غور نہین کیا ہے یعنے ایشور کچھ عرصہ کے بعد مخلوقات کو بلا وجہ فنا کر دیتا ہے یا اپنے آپ مین چھپا لیتا ہے جس کو ہم فنا سمجھتے ہین اور پھر اُس کے بعد بیج کا تج پیدا کر دیتا ہے کیا مُردون کا جاگ اُٹھنا اس عبث فنا و بقا سے بھی کچھ زیادہ تعجب انگیز ہے -

اعتراض نمبر ۳۰ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا ترازو لگا کر بیٹھے گا اور لوگون کے اعمال نیک و بد تولے گا اور بہشتیون کے اعمال نامے داہنے ہاتھ مین اور دوزخیون کے بائین ہاتھ مین معلوم نہین ہوتا کہ خدا کو دوکاندارون کی طرح تکھڑی بٹّے کی کیا ضرورت پڑے گی -

جواب نمبر ۳۰ - دہرم پال آپکے اس خالی تمسخر کا کیا جواب دیا جاوے آپ کیون سمجھے کہ قرآن اعمال چمڑے کے ترازو مین کیا جائے گا اور اسپر سنبری باٹ ڈالا جائیگا خدای عادل انصاف کی ترازو مین اعمال کی جانچ کرے گا آپ ترازو بٹے کے جھگڑے مین نہ پڑیئے - ارشاد باری کا یہ ہی مطلب ہے کہ ہر شخص اپنے ذرہ ذرہ بھر عمل کا بدلا پائے گا - اور خدا خود ہی حساب کرنے کے لیئے کافی ہے - محاورات قرآن کی نحوی ترکیبون پر آپ جیسے معترض کا متوجہ کرنا بالکل غیر ضروری ہے - آپ کو تو مطلب سے ہی مطلب ہی -

اعتراض نمبر ۳۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ قیامت کے دن پہاڑ روئی کی طرح اُڑتے پھرینگے ہمالہ پہاڑ جو کئی سو میل لانبا اور چوڑا ہی اُڑ کر کہان جائے گا -

جواب نمبر ۳۱ - ممکن ہے کہ اُن پہاڑون سے زمین کا نشیب ہموار کیا جاوے لیکن پرلے کے وقت تمام مخلوق جس مین پہاڑ بھی داخل ہین کہان جائیگی ہمارے معترض قدرت الٰہی کو ایک انجن سے ہی کمزور سمجھ لیا ہے جو لاکھون من پتھرون کو کہین سے کہین پہونچا دیتا

اعتراض نمبر ۳۲- قرآن کی تعلیم ہے کہ قیامت کے دن چاند سورج کے ساتھ جا ملیگا۔
مگر دیگر ستیارے جو سورج اور چاند سے بھی بڑے ہین کہان جائین گے اُن سیارون کا
کہین خدا نے ذکر تک نہین کیا۔

جواب نمبر ۳۲- چونکہ چاند سورج مخلوقات کے واسطے زیادہ فایدہ رسان ہین
اسوجہ سے قرآن مجید مین اُن کا مفصل اور مخصوص تذکرہ ہونا کسی طرح اعتراض کے قابل نہین ہے،
مطلب آیت کا نہایت ظاہر ہے یعنے دنیا مین تاریکی پھیل جائے گی اور روشنی کا نظام
بگاڑ جائے گا۔

ناظرین۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دیگر ستیارون کے تذکرہ کی اس موقعہ پر کوئی ضرورت
نہ تھی۔

اعتراض نمبر ۳۳- قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ ستارے گر پڑین گے۔ زمین پر اتنے ستارون کے لئے
کہان جگہ ہوگی اور پھر جب خدا زمین کو بھی لپیٹے گا تو ستارے کہان بھاگین گے۔

جواب نمبر ۳۳- ٹوٹنے کے بعد بڑی چیز بھی چھوٹی چیز مین سما جاتی ہے
اور خاصکر جبکہ سطح زمین کے اوپر حد نظر تک خلا معلوم ہوتا ہے اگر ہمارا معترض کم سے کم
ایک لڑھی (گاڑی) مین بیس گز لانبے درخت کا کڑی تختہ لدائے ہوئے دیکھ لیتے تو
اُن کو معلوم ہو جاتا کہ گاڑی کے عرض وطول سے چوگنا درخت ٹکڑے ہو کر اُسمین کیسے
سما جاتا ہے۔ اپنی تیزی عقل سے دہرم پال نے یہ کیون سمجھ لیا کہ ستارے مکمل صورت مین
گرین گے۔ برین عقل و دانش بباید گریست =
زمین کے لپیٹے جانے سے یہ مراد ہے کہ مدعیان حکومت ظاہری سے زمین خالی کیجائیگی۔

اعتراض نمبر ۳۴- قرآن کی تعلیم ہے قیامت کے دن زمین باتین کرے گی۔
معلوم نہین سورج اور چاند کیون باتین نہ کرین گے ستارے کیون خاموش رہین گے۔

اعتراض نمبر ۳۵- قرآن کی تعلیم ہے کہ قیامت کے دن خدا لوگون کے منھ پر
مہر لگا دیگا اور اُن کے ہاتھ پاؤن وغیرہ بولین گے اور زبان کا کام دین گے۔

جواب نمبر ۳۴ و ۳۵- دہرم پال جی نے زمین کے ناطقہ پر کوئی اعتراض
نہین کیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہین کہ دنیا مین جو ناطقہ انسان کو دیا گیا ہے وہ بھی کچھ کم
تعجب کے قابل نہین ہے اگر ہم روزمرہ بچون کی پیدایش اور رفتہ رفتہ انکے نطق کی ترقی

نہ دیکھ چکے ہوتے تو یقیناً یہ ناطقہ بھی ہمکو حیران کر دیتا جس خدا نے اس عالم مین انسان
ضعیف البنیان کو قوت ناطقہ عطا کی ہے وہ ایک دوسرے عالم مین جو اس سے بالکل
مختلف ہے زمین کو بھی ناطق کر سکتا ہے - سوال صرف اسقدر ہے کہ سورج اور چاند
اور ستارے کیون باتین نہ کرینگے اُس کی کھلی وجہ یہ ہے کہ بندون کے اچھے بُرے اعمال کا
وقوع زمین پر ہوتا ہے نہ چاند سورج مین اور اسی سے اعتراض نمبر ۳۵ کا جواب قیاس کر لیجئے

اعتراض نمبر ۳۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ نیک کام کرو تاکہ ہمیشہ کے لیئے بہشت مین رہو
جہان غم کا نشان نہین - لیکن انسان کبھی بھی ایک حالت پر رہنا پسند نہین کرتا
بنی اسرائیل نے من وسلوے کی عوض پیاز لہسن مانگا - بہشتی لوگون کو بھی دوزخ کی خواہش
کرنا پڑے گی -

جواب نمبر ۳۶ - ناظرین - کیا کوئی امیر رئیس خوشحال آدمی کبھی بھی غریبی کی تمنا کرے
عیش و آرام کے مقابلہ مین ایک منٹ کو بھی تکلیف برداشت کرنا کوئی پسند کر سکتا ہے -
ہمارے معترض کو عقل سے عداوت ہے اُس نے عیش دوام سے ایک قسم کی خوراک کا دوام
کس طرح فرض کر لیا اعتراض کی جو کچھ وقعت ہے وہ ظاہر ہے اور غالباً وہ ویدکے اُس اعتقاد
فلاسفے کی حمایت کر رہا ہے کہ عیش دوام سے ناخوش ہو کر روح مکتی کے بعد
پھر خود بخود جسم کی قید قبول کر لے گی مگر اس عالم مین کوئی رئیس امیر اپنی آزادی و عیش سے
تنگ آ کر جیل خانہ مین قید ہونا ہرگز پسند نہین کر سکتا -

اعتراض نمبر ۳۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ بہشتیون کو شراب کباب ملین گے - بھلا جانورون کا خون
کہان گرے گا یا غیر مذبوح بھون لیئے جاوین گے -

جواب نمبر ۳۷ - قرآن مجید نے خود بتا دیا ہے کہ جنت کی شراب مین نشہ نہ ہوگا -
عربی محاورہ مین ہر پینے کی چیز کو شراب کہتے ہین - جانورون کے خون کے تمسخر کو
آیت سے کچھ تعلق نہین ہے اس لیئے برسم جاری کے اس تردد کا رفع کرنا ہمارا فرض نہین
لیکن اتنا کہے دیتے ہین کہ اگر جانورون کے ذبح کی ٹھہری تو مین خدا سے التجا کرونگا کہ
ایسا خون دہرم پال جی کے پاس دوزخ مین بھجدیا جاوے مگر جنتی جانور ہین
اس لیئے اگر میری درخواست منظور نہ ہوئی تو مجبوری ہے -

اعتراض نمبر ۳۸ لغایت ۴۱ - قرآن کی تعلیم ہے (۳۸) بہشت مین

ریشمی کپڑے پہننے کو ملین گے۔ ریشم کے ساتھ آپ کے سامنے فوراً ریشم کے کپڑون یشمتو کے درختون یکپڑا بننے کی کلون کا نقشہ آسکتا ہے۔ اتنا سامان بہشت مین کہان سے آئے گا اور اتنے ریشمی کپڑے کون بُنیگا خدا بُنے گا یا بہشتیون کو مزدوری کرنا پڑے گی۔ (۳۹) بہشت مین نہرین ہونگی۔ اور بعض لوگ کہتے ہین دودھ شکر کی ہونگی تو بھینسون اور مکھیون کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مفسرون کی رائے ہے کہ کوثر و تسنیم کی نہرون سے ایک مرتبہ پانی پینے کے بعد پھر کبھی پیاس نہ لگیگی۔ پھر نہرون کے رکھنے کا کیا فایدہ۔ اور شہد سے و دودھ سے نہانا بھی کوئی پسند نہ کرے گا (۴۰) بہشتیون کو سونے و چاندی کے کنگن بھی پہنائے جائین گے۔ کیا بڑے بڑے ریفارمر اور علم جو زیور پہننے سے کتراتے ہین عورتون کی طرح کنگن پہنکر پھرا کرین گے۔ سونا چاندی۔ سُنار۔ کوئلے بھٹی کی ضرورت پڑے گی۔ یا خدا خود بنا کر دیگا۔ (۴۱) بہشتیون کو گوری۔ کنواری ہم عمر نوجوان سیاہ آنکھون والی دوشیزہ عورتین ملینگی۔ حاضرین جس مطلب کیواسطے یہ ہونگی وہ آپ خود ہی دیکھ سکتے ہین۔ بر ہماری اس قسم کی باتون کو منہ پر لانا بھی یہان پاپ سمجھتا ہے

جوابات نمبر ۳۸ لغایت ۴۱ - برہم چاری کا سامان بہشت پر تمسخر و تعجب حقیقت مین کسی جواب کے قابل نہین ہے اگر وہ تناسخ کے ڈھکوسلے پر غور کر لے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ انسانی روح کا ہوا یا پانی غذا کے ذریعہ سے کُتیا کے رحم مین جانا اور پھر بجائے انسان کے کُتا بنکر کتیا کے پیٹ سے برآمد ہونا سامان جنت کی فراہمی سے کہین زیادہ عجیب تر ہے جن بندگان خدا نے اس دنیا مین باتباع احکام الٰہی تزہد مین عمر بسر کی ریشمی نفیس کپڑے کو نہین پہنے خوشی نہین کی زیور سے بدن کو زینت نہین دی بازاری عورات کے دلفریب حسن کا نظارہ نہین کیا اور زندگی بھر خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اعمال صالح کیئے اور خدا کو راضی رکھا اگر خدائے عادل بہشت (دار الجزا) مین اُن کو خوبصورت ریشمی لباس اور میٹھا لذیذ سفید پانی (جس مین نشہ نہین اور پینے والے کو بیہوش نہین کرتا) دودھ شہد اور زیورات۔ پاک اور حسین عورتین عنایت فرمائے تو یہ اُس تزہد کا معقول اور مہذب معاوضہ ہے نہ یہ کہ بھان متی کی طرح گدھے کو آدمی اور آدمی کو گدھا بنایا جاوے اور اس تبدیلی کے بعد بھی اُس کو خبر نہ ہو کہ کیا کیا تھا کیا ہو گیا کیا ہو گا۔

برہم چاری نے جاپان کے ریشم کے کارخانہ کی ایک تصویر دکھا کر جنت کو ایک غریب برہمن کے مکان سے
زیادہ تنگ فرض کر لیا ہے اور شہد و دودہ کی کثرت پر بھینسون اور مکھیون کی فکر ہے ۔
حسین عورتون کا ذکر کر کر آنکھین بند کیئے لیتا ہے اور مہان پاپ کے خوف نے اُس کو
اس کہنے کی بھی اجازت نہ دی کہ وہ کس مطلب کو ہونگی ۔ بہشتی زیورات کا پہننا بھی
اُس کو بھلا نہین معلوم ہوتا ہے ۔ اور زیور کی تیاری مین بھی دشواریان نظر آرہی ہین ۔
لیکن اگر یہ سب کچھ ہوگا اور اسی سامان کے ساتھ ہوگا جیسا برہم چاری نے بتایا ہے ۔
ریشم کے کیڑے بھی ہون ۔ بھینسین بھی ہون ۔ مکھیان بھی ہون ۔ زیور بھی گڑھا جاوے
توبھی کیا قباحت ہے اور کونسا امر محال ہے ۔

خدائے قادر مطلق کو جاپانی کارخانہ جاری کیئے بغیر ریشم کی تیاری کیا مشکل ہے اور بھینسون
مکھیون بغیر دودہ شہد کی فراہمی کیا دشوار ہے دنیا کی فنا کے بعد یہ ایک دوسرا عالم ہوگا
جو دنیا سے بالکل مختلف قسم کا ہے وہ صانع حقیقی جس نے اس عالم اسباب مین ان اشیاء کی خلقت
ایک صورت سے کی ہے اس عالم مین کسی دوسری صورت سے بھی کر سکتا ہے ۔

دہرم پال برہم چاری آپ خود مہان پاپ سے بچکر حاضرین کو جو قریب قریب
سب آریہ ہین ان بہشتی عورات کی موجودگی کے مطلب پر متوجہ کر کر ناحق پاپ مین
ڈالتے ہین ان کو چھوڑیئے اور ان کے ماں باپ سے پوچھ لیجیے کہ وہ کس مطلب کو
ہونگے ۔ غالباً وہ کیئے ہوئے کام کو نہ چھپائین گے ۔ اور آپکی شرم بھی ٹوٹ جائیگی اور سمجھ مین آجائے گا
کہ محض اسلام ہی مرد و عورت کے فطری تعلق کو مہان پاپ کہنے کے خلاف نہین ہی بلکہ نوع انسان کی کل افراد
خواہ کسی مذہب کی پابند ہون عملاً اسلام کی ہمزبان ہین عقل سلیم قانون فطرت کی خلاف ورزی
کرنے اور برہم چاری بننے کی بھی ہرگز اجازت نہین دیتی ۔ جنت مین مردون کا زیور پہنے پھر نا
برہمچاری کو انوکھی بات معلوم ہوتی ہی کیونکہ اس دنیا مین مردون کے زیور پہننے کا عام رواج نہین ہے
بعض حصہ ملک مین مثلاً راجون کی عملداری یا مارواڑ وغیرہ مین جہان مرد زیور پہنتے ہین
وہ زیور نہ پہننے کو اتنا ہی معیوب جانتے ہین جسقدر مسلمانون مین زیور کا پہننا معیوب ہے
مالدار ہندو بالعموم گلے مین ہار پہنتے ہین یا توڑا باندہ لیتے ہین یا ہاتھون مین انگوٹھیان
چھلے پہنتے ہین اور جو مالدار ہوکر ایسا نہ کرے اُسے بے وقعتی کی نظر سے دیکھتے ہین جن لوگون
دس بارہ برس کے لڑکون کو زیور پہنانے کا رواج ہے وہ اُس کے ترک کرنے کو کسی طرح

پسند نہین کرتے بہر حال جنت مین صالحین کو عیش دوامی حاصل ہوگا - بلحاظ سکونت ملکی یا پابندی مذہب جو کچھ زیور کے پہننے مین اختلاف ہے یہ جھگڑا بھی نہ ہوگا - اور بہشتیون کا خوشنما زیور اور ان کا نفیس ریشمی لباس پسندیدگی عام کی عزت حاصل کرے گا -

اعتراض نمبر ۴۲ - قرآن کی تعلیم ہے کہ بہشتیون کو لڑکے بھی ملین گے جو بغیر داڑھی مونچھ کے نوجوان ہون گے سمجھ مین نہین آتا کہ لڑکون کی وہان کیا ضرورت ہی لڑکے کسکو ملین گے آدمیون کو یا عورتون کو انصاف تو یہ ہے کہ جب ایک آدمی کو بہت سی حورین ملین گی تو ایک ایک عورت کو بہت سے نوجوان لڑکے ملنے چاہئین مگر قرآن مین اسکا ٹھیک حال نہین ملتا اس کے بعد گوشت خواری پر آنسو بہا کر اسلام کی بیرحمی ثابت کی ہے -

اعتراض نمبر ۴۳ - مین قربانی کے مسئلہ پر اعتراض کیا ہے -

جواب نمبر ۴۲ و ۴۳ - وہ لڑکے خود انہین بہشتیون کے ہون گے جو نابالغی مین مر گئے تھے یا ان کے دل بہلانے کے لیئے جنت مین پیدا ہون گے بہر حال برہم چاری کے تمسخر کی کوئی گنجایش نہین ہے اور وہ اپنے نیوگ پر قیاس کر کر بہشتی عورات کو دس دس خاوند دلوانے کی ناحق کوشش کرتے ہین -

ناظرین بقیہ حصہ نمبر ۴۲ اور کل اعتراض نمبر ۴۳ کے جواب مین اس رسالہ کا حصہ اول ملاحظہ فرما چکے ہین اور گوشت خواری کے جواز سے انکار کی گنجایش نہین ہے اور اسی بنا پر اسلامی قربانی پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا -

اعتراض نمبر ۴۴ - قرآن کی تعلیم ہے کہ مُردار - سور - اور خون - حرام ہین مُردار اسے کہتے ہین کہ جس مین اب روح نہین ہے - کیا خدا کا نام لینے سے اگر ایک جانور ذبح کیا جاوے تو وہ مُردار یا خالی از روح نہو جائے گا - اگر خون حرام ہے تو پھر گوشت کیون حلال ہو گیا وہ بھی تو خون ہی سے بنتا ہے - گوشت خون کا منجمد شدہ ہی سور کیون حرام ہے کیا اس لیئے کہ وہ گندگی کھاتا ہے اگر یہ ہی سبب ہے تو مرغے مرغیان اور بکریان بھی حرام ہونا چاہئیں جو گندہ خور ہین مجھے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ سور کیون حرام کیا جاوے اور دوسرے جانورون کو کیون حلال سمجھا جاوے -

جواب نمبر ۴۴ - دہرم پال میتتہ کا ترجمہ آپنے مُردار کیا ہے اور مُردار کی تعریف یہ کی ہے کہ جس مین اب روح نہین ہے یہ تعریف صحیح نہین ہے بلکہ میتتہ

(مُردار) اُس مُردہ جانور کو کہتے ہین جو بغیر شرعی ذبح کے مرا ہو۔
لغت کی کتابین دیکھیئے اور خود اختیاری تعریفات پر منطق نہ بگھاریئے ۔ وہ خون حرام ہے جو ذبح کے وقت گلے سے نکلتا ہے اور خون سے یہی مراد ہے استحالہ کے بعد ہر چیز کی کیفیت بدل جاتی ہے ورنہ دودہ بھی خون سے بنتا ہے اُسے آپ کس دلیل سے جائز کرینگے اور آلو۔ تربوز کی کاشت مین کتنی کھڈی صرف ہوتی ہے اگر استحالہ کیفیت کوئی چیز نہین ہے تو آپ آلو تربوز نہین بلکہ کھڈی کھاتے ہین بہرحال کوئی قرینہ عقلی نہین ہے کہ گوشت پر آپ خون کا حکم لگادین اور ہمنے گوشت خواری کی بحث مین بھی اسکا تذکرہ کیا ہے انصاف سے دیکھیئے آپ کا فلسفہ چل نہین سکتا اب یہ اعتراض باقی رہ گیا کہ سُور کیون حرام ہے مفسرین نے تمام حیوانات کی حرمت کے وجوہ تبلائے ہین اور وہ اکثر طبی اصول پر مبنی ہین ممکن ہے اُس کے سوا کوئی اور وجوہ بھی ہون جو خدائے حکیم کے علم مین ہین لیکن رسالہ اعجاز القرآن مطبوعہ حیدرآباد مین قابل مؤلف نے بصفحہ ۳ درباب حرمت لحم خنزیر حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

حال کے ڈاکٹرون کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ اس جانور کے خون مین ایسی باریک کیڑے ہوتے ہین جو خوردبین سے بمشکل نظر آتے ہین اور جو ایسے سخت جان ہوتے ہین کہ گوشت کے معمولی پکائے جانے پر بھی زندہ رہتے ہین اور انسان کے جسم مین داخل ہونے پر اکثر بیماریون کے مورث ہوتے ہین اس سے اس تحریم کی حکمت بخوبی سمجھ مین آسکتی ہے اور چونکہ منجملہ حرام جانورون کے سُوّر کا گوشت بہت زیادہ مضر صحت ہے اس وجہ سے یہ تخصیص اس کے تذکرہ کی وجہ بھی ظاہر ہے۔

اعتراض نمبر ۵۴ ۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خون حرام ہے یہان تک کہ اگر اُسکا ایک قطرہ کپڑے پر لگ جائے تو ناپاک ہوجاتا ہے۔ تو کیا منجمد خون یعنے گوشت کھانے سے جسم و روح دونون ناپاک نہین ہونگے۔

جواب نمبر ۵۴ ۔ اب آپ جسم کو لنکلاٹ کا تھان بنانا چاہتے ہین اور روح کے (سفید اون والی بھیڑ کی طرح) خون سے رنگ جانے سے متردد ہین ۔ لیکن مین گذارش کرچکا ہون کہ آیت شریف مین جہان خون کا ذکر ہے اُس سے مراد دم مسفوح ہے اور تغذیہ کے بعد جب خون بنجاتا ہے تو وہ غذا سے بالکل

مختلف الکیفیت ہوتا ہے حالانکہ تیار غذا سے ہی ہوا ہے اسی طرح گوشت بھی خون کے حکم مین داخل نہین ہوسکتا اس سے قطع نظر کرکے بھی جسم انسانی جو خود گوشت سے مرکب ہی اُس کو گوشت اور خون کیونکر ناپاک کر سکتے ہین - اور روح جیسی جوہر لطیف کو کپڑے سے کیا نسبت ہے لیکن دہرم پال نے تو جانورون کی حمایت کی قسم کھائی ہے اور اُن کو انسان اشرف المخلوقات کے حقوق پر مطلق نظر نہین ہے -

اعتراض نمبر ۴۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خانہ کعبہ مین خون مت گراؤ - کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اس گھر مین تو خون بہانا منع کیا جاوے اور دوسری جگہون پر جائز سمجھا جاوے اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا محدود المکان ہے -

اعتراض نمبر ۴۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ احرام کے دنون مین شکار کھیلنا اور کسی جانور کا مارنا حرام ہے مگر خدا ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہی - وہ جوگی جو کبھی بھی جانورون کا خون گرا کر زمین کو ناپاک نہین کرتا وہ ہمیشہ ہی احرام مین رہتا ہی اور اس لیئے ایک عربی حاجی سے زیادہ عزت کا مستحق ہے -

جواب نمبر ۴۶ و ۴۷ اگر ہمارا برہمچاری کل کو کہنے لگا کہ مساجد مین تو دنیاداری کا حساب کتاب کرنا کھانا پینا ناجائز اور آداب مساجد کے خلاف ہے لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق خدا حاضر ناظر ہر جگہ موجود ہے اور ہر مقام خدا کا گھر ہے اس لیئے کہین بھی کھانا پینا درست نہین ہے یا آداب مساجد سے قطع نظر ہونا چاہیئے مگر ایک منصف مزاج باسانی سمجھ سکتا ہے کہ جو مقامات عبادت کے لیئے مخصوص ہین وہان دنیاداری کے کام قطعاً ممنوع ہونے سے نہ تو یہ غرض ہوسکتی ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر ناظر نہین ہے اور نہ یہ نتیجہ ہی نکل سکتا ہے کہ دنیاداری کے کام قطعاً ممنوع ہین ان مقامات کی عبادت کیساتھ تخصیص دنیاداری کی کسی امر کی اباحت کی منافی نہین ہوسکتی - خانہ کعبہ مین خون نہ گراؤ یعنے شکار وغیرہ نہ کھیلو اس امتناع سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ چونکہ یہ برا فعل ہے اس لیئے خدا نے بیت اللہ مین امتناع کر دیا اور تمام دنیا مین اس برے کام کی اجازت دیدی لیکن نادان برہمچاری صاف مطلب کو چھوڑتا ہی یعنے گو کہ یہ فعل بالکل مباح اور جائز ہے جیسے کہ ہمنے بالعموم تمام دنیا مین اُس کے کرنے کی اجازت دی ہے مگر اس مخصوص عبادت گاہ مین صرف عبادت ہی ہونا چاہیئے

دنیاداری کے کام نہ ہونا چاہئیں اس لیئے شکار وغیرہ مت کھیلو۔ احرام کے دنون مین
یعنے عبادت کی حالت مین شکار وغیرہ کی ممانعت سے پھر وہی راگ گایا جاتا ہے
جس کی ہم مفصل تردید کر چکے ہین۔ لیکن معترض چوک گیا ایک نمبر اعتراض کا اور بڑہ جاتا
احرام کے دنون مین اپنی عورتون کے پاس جانا بھی ممنوع ہے۔ تھوڑا ہے
کہ برہم چاری نے یہ اصرار نہ کیا کہ سب مسلمانون کو برہم چاری ہو جانا چاہیئے کیونکہ مجامعت
بوجہ اس کے کہ احرام کی حالت مین ممنوع اور مقبوح ہے اس لیئے ایک پکی حاجی کو
جو عربی حاجی سے زیادہ عزت کا مستحق ہے عمر بھر اس فعل کا مرتکب نہ ہونا چاہئے
تب تو آفت آجاتی اور اسلامی مردم شماری کا سلسلہ ہی منقطع ہو جاتا۔
ناظرین۔ آپ انصاف فرمائین کہ خانہ کعبہ یا احرام کی حالت مین شکار وغیرہ کی ممانعت سے
کسی طرح پر بھی یہ نتیجہ نہین نکل سکتا ہے کہ خدا حاضر ناظر نہین ہے یا قرآن
ذبح حیوانات کا مخالف ہے۔

اعتراض نمبر ۴۸ لغایت ۵۳۔ موسےٰ کی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور پھر
اژدہا بنکر دیگر جادوگرون کے سانپون کو کھا جانا پھر لاٹھی بنجانا۔ موسے کا اس لاٹھی سے
سمندر پھاڑکر بارہ راستے بنا دینا اور اپنے لشکر کا لیجانا اور فرعون کے لشکر کے اترنے پر
سمندر کا ملجانا اور موسے کا ڈنڈا مار کر پتھر سے بارہ چشمون کا نکال دینا۔ ان امور کو
خلاف قانون قدرت قرار دیکر مضحکہ اُڑایا ہے اور لا معلوم مفسرون کے حوالہ پر
اپنی مسخرگی کو بہت ترقی دی ہے۔
جب بنی اسرائیل خدا کی باتون کو بھول گئے تو خدا نے پہاڑ اُٹھا کر کہا کہ یا تو میری
باتون کو مانلو ورنہ پہاڑ تمہارے سر پر گرتا ہے۔ حضرت سلیمان اور اُن کے لشکر کا
ایک میدان سے گذرنا اور چیونٹیون کی بات چیت کا سمجھ لینا۔ ہُدہُد کا قصہ اور
حضرت سلیمان کا جانورون کی بولی سمجھنا ان امور کا نہایت تعجب کے ساتھ تمسخر کیا ہی
اور لا معلوم فرضی مفسرین کے تذکرہ سے اپنے تمسخر مین مدد لی ہے۔

جواب نمبر ۴۸ لغایت ۵۳۔ ان اعتراضون مین یہ ثابت کرنیکی کوشش کیگئی ہے
کہ قرآن مجید قانون قدرت کے خلاف باتون کا یقین دلاتا ہے برہم چاری اپنی محدود عقل سے
قدرت کے وسیع دائرہ کو محدود کرنا چاہتا ہے ہمنے اپنے اجمالی جواب کے ضمن ۷ مین مختصر سا جواب دیدیا ہے

جس سے معترض کا یہ خیالی قلعہ بالکل منہدم ہوسکتا ہے۔ حقیقت مین اگر کوئی منصف مزاج آدمی غور کرے تو ہر امر جو واقع ہوجاتا ہے مطابق قانون قدرت ہے۔ بالعموم گائے کی جیب اُس کے منہ مین ہوتی ہے اور چارون پالون پیٹ کے نیچے جوڑے ہوئے ہوتے ہین اور گائے کی یہ بدنی ترکیب بالکل قانون قدرت کے مطابق ہے لیکن کبھی کبھی ایسی گائین بھی دیکھی جاتی ہین جن کی جیب گردن یا پشت کے کسی حصہ پر برآمد ہوتی ہے اور علاوہ اُن چار پیرون کے ایک چھوٹا سا پیر جسم کے کسی بالائی حصہ پر برآمد ہوتا ہے گو ایسی شاذ صورتین گائے کی معمولی ترکیب بدنی کے خلاف معلوم ہوتی ہین۔ لیکن کسی طرح نہین کہا جا سکتا کہ قانون قدرت کے خلاف ہین اسی طرح عجائب خالون ہین چند عجیب الخلقت جانور موجود ہین جو اپنی جنس سے مختلف صورت رکھتے ہین مگر اس سے اُن کی پیدائش خلاف قانون قدرت نہین قرار پا سکتی ہے دنیا کی خاتمہ کے وقت تک عقل سلیم اجازت نہ دیگی کہ دایرہ قدرت کی وسعت کو کسی حدود سے محدود کرلیا جاوے معلوم نہین ہے کہ آیندہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ قانون قدرت ہرگز ذمہ دار نہین ہے کہ گذشتہ یا موجودہ یا آیندہ واقع ہونے والے امور کے اسباب پر ہر عقل کو اطلاع دیدے دیہاتی بیچارے ریل جیسی پُرانی ایجاد کی بھی اسباب کو نہین سمجھ سکتے اور اگر اُن سے سوال کیا جاوے تو سوائے اپنے مشاہدے کے اور کوئی دلیل ریل کی ممکن الوقوع ہونے پر نہ دے سکین گے۔

کیا لامی ٹکسانپ بنجانا محض اس بنا پر ہم غلط کہدین کہ ہمنے آنکھون سے اس واقعہ کو نہین دیکھا کیا حضرت سلیمان کا چیونٹیون کی بات چیت یا اور جانورون کی بولی سمجھنا اس اصول پر محال مان لین کہ ڈارون صاحب نہ سیکھ سکے لیکن یہ کافی دلیلین ان امور کے بطلان کی نہین ہین کسی شخص کے پاس کوئی دلیل بھی ایسی نہین ہے کہ وہ ان امور کو ناممکن الوقوع کہہ سکے ہان البتہ اگر وہ مسلمان نہین ہے تو جس طرح وہ اُنکے یقین کرنے پر مجبور نہین کیا جا سکتا اُسی طرح اُن کو ناممکن کہنے کا بھی حق نہین رکھتا اور مسلمانون کے واسطے تو کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ چند ممکن الوقوع واقعات کو جو ان کی الھامی کتاب کے ذریعہ سے اُن کو بتائے گئے ہین صحیح نہ مانین۔

معترض نے ساری کوشش اُن کے خلاف قانون قدرت ثابت کرنے مین کی ہے

جو ہرگز ٹھیک نہین ہے لیکن اگر وہ مطابق قانون قدرت مان لی جاوین جیسا کہ ہم
ثابت کر چکے ہین تو وہ کسی حجت سے اُن کا عدم وقوع ثابت نہین کر سکتا۔
اگر آریہ خدا کو خالق تسلیم کرتے ہین اور خدا کے حکم سے ایک روح جسم قبول کرنے کی خاطر
غذا یا پانی ہوا کے ذریعہ سے رحم مین داخل ہو جاتی ہے (ترجمہ اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ
تو کیا وجہ ہے کہ یہ یقین نہ کیا جاوے کہ ایک لکڑی مین بھی روح داخل ہو سکتی ہے۔
جب سب جانورون مین ایک قسم کی ایسی قوت موجود ہے جس سے وہ اپنا مطلب
دوسرے جانورون کو سمجھاتے ہین اور اُن کا خود سمجھتے ہین۔ تو بالکل ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ
اپنے انبیاء کو الہام کے ذریعہ سے جانورون کے اُس مطلب پر آگاہی دی۔
انبیاء علیہ السلام کی دعاؤن سے چند غیر معمولی امور کا ظاہر ہونا اُن کی نبوت کی ایک قسم کی
تصدیق ہے اس لیئے معجزہ کہا جاتا ہے اور قدرت کے "قانون کی وسعت کو اگر کوئی آریہ
دیکھنا چاہے تو پرلے اور تناسخ کو ہی دیکھ لے کہ دنیا کی فنا اور پھر اُس کا ظہور۔ روح انسانی کا
متعدد جسم قبول کرنا کتنا فہم سے بعید ہے۔
معترض نے اپنے مزخرفات مین ذہنی مفسرین پر حوالہ دیا ہے جن کا نام نشان کسی بو ہے
چھپایا ہے ہمکو ضرورت بھی نہین ہے کہ ہم اُس کی اس مسخرگی کی لفظاً تردید کرین
چونکہ بنیاد اُس کی اعتراضون کے اس امر پر ہے کہ یہ امور خلاف قانون قدرت ہین
لھذا محض اسقدر ثابت کر دینا کہ وہ دایرہ قدرت کے اندر موجود ہین اُس کی بدخیالی
رفع کرنے کو کافی ہے۔
اعتراض نمبر ۵۴ - قرآن کی تعلیم ہے کہ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی اور
اُن کے تخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیتی تھی۔ ممکن ہے کہ کوئی اہل قرآن
یہان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ قرآن سائنس کا گھر ہے یورپ والون نے
تو اب بیلون بنایا ہے مگر قرآن مین پہلے سے موجود ہے۔
سلیمان بیلون پر اُڑا کرتے تھے۔ شاید قرآن مین ریل اور تار برقی بھی نکل آوے۔
مگر سلیمان کا ہوا کو حکماً چلانا بہت ہی عجیب ہے ہوا کیونکر اُن کے حکم کو سنتے ہوگے۔
جواب نمبر ۵۴ - برہم چاری۔ قرآن مجید الہامی کتاب ہے یہ آریون کا وید نہین ہے
اُس کو کیمسٹری کی کتاب بنانا حقیقت مین اُس کی عزت گھٹانا ہے آپ نے سمجھا ہوگا

کہ جس طرح سوامی جی لنے وید مین لفظ تروتارم (فتحمند) دیکھکر ویدک تار برقی ایجاد کر دی شاید قرآن مین سے ریل اور تار برقی نکل آوے لیکن یہ رکیک تاویلات سوامی جی کا حصہ ہین وید کو مبارک رہین۔

قرآن شریف الہام مکمل ہے اُس کو اس کھینچ تان کی بالکل ضرورت نہین ہے
ع انچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من است ۔

ہان اتنا تو خود آپ کے دماغ نے تسلیم کر لیا ہے کہ بیلون پر یا مثل اُس کے کسی دوسری صورت سے تخت سلیمان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ ہوا کے ذریعہ سے پہونچنا ممکن تھا سوال صرف اسقدر ہے کہ ہوا کا حکماً چلانا عجیب ہے اور ہوا کیونکر انکی حکم کو سُنتی ہوگی۔

آیت کا مطلب تو بہت صاف ہے کہ حسب مرضی آلہی ہوا پر حضرت سلیمان کو کامل اختیار تھا خواہ بذریعہ بیلون جیساکہ آپ کہ رہے ہین یا دوسرے ذرایع سے وہ ہوا سے اپنی رائے کی مطابق کام لیتے تھے نہ یہ کہ ہوا کی کان تھے اور وہ سرگوشیون پر کام کرتے تھے۔

اعتراض نمبر ۵۵ ۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا کی وحی محض پیغمبرون ہی کے پاس نہین آئی بلکہ وہ شہد کی مکھیون کے پاس بھی آئی چنانچہ مکھیون کا شہد جمع کرنا اور گھر بنانا اسی وحی کے مطابق ہے۔ اس لحاظ سے تو پھر چڑیون وغیرہ کے گھونسلے اور کاریگر درگیے سب کام وحی کے مطابق ہین جبرئیل کس کس کے پاس پہونچتا ہوگا مگر یہ انکی شکل کیون نہین دیکھ سکتے۔

جواب نمبر ۵۵ ۔ حقیقت مین فطرتی الہام خدا کی طرف سے سب حیوانات کو دیا گیا ہے جس سے اُن کا کام چلتا ہے اور وہ اُن کی طبیعت مین ڈالدیا گیا ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا الہام ایک دوسری قسم کا الہام ہے جس کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کو اختیاری امور مین ہدایت ملتی ہے۔ مثلاً فطری الہام نے انسان کو تعلیم کیا ہے کہ کھانے پینے کا فعل مُنہ کے ذریعہ سے ہوگا جس سے ایک دن کا نوزائیدہ بچہ بھی خبردار ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے الہام سے اُسی انسان کو ہدایت کی گئی کہ وہ چوری کا مال نہ کھائے حرام اشیاء نہ کھائے۔ مضر اشیاء نہ کھائے۔ ورنہ مُنہ کا فعل تو عام تھا اور بغیر اس آخر الذکر الہام کے اختیاری افعال مین ہدایت ناممکن تھی۔ منصف مزاج

سمجھ سکتے ہین کہ حیوانات - مجنون - کم عمر نادان بچے - تکالیف شرعیہ سے مستثنے کیئے گئے ہین
کیونکہ وہ اختیاری افعال مین ہدایت حاصل کرنے کی قابلیت ہی نہین رکھتے ۔
اس لیئے شہد کی مکھیون کا الہام آلہی سے مستفید ہونا کچھ تمسخر کے قابل نہین ہے۔
اعتراض نمبر ۵۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ ابابیلون نے کنکریان مارکر ہاتھیون اور
آدمیون کا کھلیان کردیا - اور تمام فوج کو غارت کردیا - کجا ہاتھی کجا ابابیل -
جواب نمبر ۵۶ - لفظ ابابیل جمع ہے ابالہ کی جسکے معنے جماعت یا گروہ کے ہین
کمافی الصّراح صاحب تفسیر کبیر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے -
ناظرین - یہ ایک قسم کے دریائی پرندون کے غول تھے جنھون نے بحکم آلہی فوج مخالف پر
کنکر برسانا شروع کردیئے اور اس طرح انکو مغلوب کردیا - دہرم پال نے لفظ ابابیل سے
اُس چڑیا کو سمجھ لیا جسکو عرفاً ہندوستان مین ابابیل کہتے ہین - قرآن مجید پر
اعتراض کرنے مین قرآن کے الفاظ سے آگے نہ بڑہنا چاہیئے اور مفسرین کی ذاتی رایون کو
قرآن قرار دیدینا بھی صحیح نہین ہے نزول سورہ فیل کے وقت نصف صدی سے بھی
کم زمانہ گذرا تھا کہ جب یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا تھا اکثر لوگ اُس کے دیکھنے والے بھی
موجود ہون گے اور تواتر کے ساتھ ملک مین مشہور تھا اگر یہ واقعہ غلط ہوتا تو مخالفین اسلام
واقعہ کے بطلان مین ہرگز سکوت اختیار نہ کرتے - لیکن آج بلاکسی دلیل کے نیئے آریہ کا اُس کو
گپ کہدینا - گپ سے زیادہ وقعت نہین رکھتا -
اعتراض نمبر ۵۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے منکرین کو معتقد بنانے کے لیئے ایک
اونٹنی پیدا کی نادان لوگ گپ ہانکتے ہین کہ اونٹنی پتھر سے پیدا ہوئی اور پیدا ہوتے ہی
بچہ دیا - مفسرین کہتے ہین کہ بچہ ڈر کر پہاڑ کی طرف بھاگا - چلا گیا اور آسمان کی طرف
اُڑ گیا -
جواب نمبر ۵۷ - معترض کو خود تسلیم ہے کہ قرآن مجید تو اتنا ہی بتلاتا ہے کہ حضرت
صالح نبی کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اگر کوئی نادان نادانون کی گپون کو مانے تو اُسکا قرآن
جواب دہ نہین ہے اگر کسی مفسر کا نام بتاکر اُس کی رائے پیش کیجاوے تب ہم غور کرسکتے ہین
اور جواب دے سکتے ہین اسوقت قرآنی اعتراضات کا جواب دینا ہمارا فرض ہے
لامعلوم مفسرین کی رایون کی تحقیقات کی ضرورت نہین ہے -

اعتراض نمبر ۵۸ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو انکی گستاخی کی سبب بجلی سے ہلاک کر دیا - مفسر کہتے ہیں کہ حضرت موسے یہ دیکھکر بہت ڈرے چنانچہ خدا نے اُن سب کو پھر زندہ کر دیا بجلی سے ہلاک ہو جانا اور پھر زندہ ہو جانا چہ معنے دارد -

جواب نمبر ۵۸ - اس نمبر مین قرآن مجید کی آیت پر کوئی اعتراض نہین کیا ہے اور مفسرین کی رائے پر بھی کہ ہلاکت کے بعد پھر زندگی عطا کی گئی ہے کچھ اعتراض نہین ہے حجت صرف اسقدر ہے کہ بجلی کے مہلوک کا پھر زندہ ہونا محال ہے - سوہم پرکے پر نے آریہ کو پھر توجہ دلاتے ہین تمام دنیا فنا ہو کر پھر پیدا کیجاوے گی اور اُسی حالت مین یعنے بڈھے جوان بچے سب اپنی پہلی عمر اور صورت پر زندہ کیئے جائین گے اس زندگی پر غور کر کے اپنے تعجب کو رفع کرنا چاہیئے -

اعتراض نمبر ۵۹ - قرآن کی تعلیم ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلکر بھوکے مرنے لگے تو خدا نے اُنپر من وسلوے نازل کیا - مفسر کہتے ہین کہ سلوے ایک قسم کی چڑیان ہوتی ہین جو گھاس پر بیٹھنے کے بعد خود بخود بھنکر گر پڑتی ہین -

جواب نمبر ۵۹ - اس نمبر مین بھی قرآن پر کوئی اعتراض نہین ہے - صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل جنگلون مین پرندون کے شکار سے بسر کرتے رہے اور خدا نے کثرت سے پرند اُن کی ہی پرورش کی خاطر بھیجدیئے تھے اب مجہول الاسم مفسرین کی رائے کی تنقیح وتفتیش کی کوئی ضرورت باقی نہین رہی -

اعتراض نمبر ۶۰ - قرآن کی تعلیم ہے کہ جب بنی اسرائیل کو دھوپ نے ستایا تو خدا نے اُنپر بادل بھیجدیا اور وہ سائبان کا کام دینے لگا - بعض لوگ یہان تک گستاخی کرتے ہین کہ وہ بادل اُن کے سرون پر ساتھ ساتھ چلا کرتا تھا -

جواب نمبر ۶۰ - خدا نے اس آیت مین بنی اسرائیل کو اپنی نعمتون کا احسان جتلایا ہے کہ ہمنے تمپر بادلون کا سایہ کیا - بات تو سیدھی سی ہے اب جو کوئی کہے کہ بادل بنی اسرائیل کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اُسکا جواب اُسی سے پوچھیئے قرآن مجید نے کوئی ایسی اطلاع نہین دی ہے -

اعتراض نمبر ۶۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ جب ایک مقتول کا قاتل نہین ملتا تھا تو خدا نے حکم دیا کہ گائے کو ذبح کر کر اُس کا ایک ٹکڑا مقتول کے مارو مقتول زندہ ہو کر

خود اپنے قاتل کا نام بتائے گا - چنانچہ خدا کے ساتھ بہت رد و بدل کے بعد گائے کے رنگ - عمر - قد کا فیصلہ ہوا اور گائے ذبح کی گئی ہے - مفسر کہتے ہین کہ گائی کی دم لیکر مقتول کے ماری گئی مقتول فوراً زندہ ہوگیا - دیکھیے گائے کی دم مین مردہ کو زندہ کر دینے کی طاقت ہے -

جواب نمبر ۶۱ - اعتراض نمبر ۵۸ مین برہم چاری کو دوبارہ زندگی مین حجت نہین تھی بلکہ ضمناً تسلیم تھا - عذر صرف یہ تھا کہ بجلی کا مہلوک زندہ نہین ہوسکتا -
یہ مقتول بجلی کا مہلوک نہ تھا اس لیئے غالباً اُس کی زندگی کی بابت اُنکو کچھ تعجب نہین ہے اور اگر ہو تو پرلے کے بعد کی دوبارہ زندگی کا فوٹو پھر دکھایا جائے - رہا یہ امر کہ مقتول کے زندہ کرنے مین خداوند عالم نے گائے کو ذبح کرایا یہ ہمکو بھی تسلیم ہے کہ فی نفسہ گائے کے ٹکڑہ مین مردہ زندہ کر دینے کی قوت نہین ہے خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کیا اور گائے کیون ذبح کرائی اس کی مصلحت علم الٰہی مین ہے - لیکن غالباً بنی اسرائیل ذبیحہ گاؤ کے مخالف تھے اور اس ذریعہ سے اُن کو باور کرایا گیا کہ گائے کے ذبح خلاف مرضی الٰہی نہین ہے - فرضی مفسرین کی جواب دہی ہمارے ذمہ نہین ہے مگر دہرم پال کے اس فقرہ سے **دیکھیے گائے کی دم مین مردہ کو زندہ کر دینے کی طاقت ہے** - گاؤ پرستی کی بو ضرور آتی ہے -

اعتراض نمبر ۶۲ - قران کی تعلیم ہے کہ خدا نے فرعون کے لوگون پر ٹڈی - مینڈک چیچڑی وغیرہ کا عذاب نازل کیا اور گھرون کو طوفان مین غرق کر دیا - مفسر کہتے ہین کہ فرعون کے گھرون مین پانی بھر گیا مگر اسرائیلیون کے گھر باوجودیکہ نیچے تھے بالکل خشک رہے اور پھر دریائے نیل کا پانی خون کر دیا - جب فرعونی پیتے تو خون ہوجاتا اور جب اسرائیلی پیتے تب ویسے کا ویسا ہی پانی رہتا افسوس ہے مفسرون کی روشن دماغی پر -

جواب نمبر ۶۲ - **صد افسوس** ہے ہٹ دہرم معترض کی بد دماغی پر کہ قرآن کا معترض بنکر مفسرین کی روشن دماغی پر اعتراض کرتا ہے - قرآن کی آیت کا مطلب تو نہایت صاف ہے - مفسرین کا نام و نشان معلوم نہین کس مصلحت سے چھپایا ہے -

ناظرین - ہم کہاں کہاں تلاش کریں کہ کسی مفسر کی کیا رائے ہے اور کس مواد پر مبنی ہے اور اگر ذاتی رائے ہے تو کس حد تک قابل پابندی ہے۔

اعتراض نمبر ۶۳ - قرآن کی تعلیم ہے کہ موسٰے کوہ طور پر خدا سے باتیں کرنے میں مشغول تھے تو بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کی پرستش شروع کر دی جو کہ سونے چاندی کے زیورات کو ڈھال کر بنایا گیا تھا اور وہ گائے کی طرح بولا کرتا تھا۔ تعجب ہے کہ دھات سے بنا ہوا بچھڑا گائے کی طرح بولے مگر کچھ تو خدا نے اور کچھ مفسرین نے اُس کو حل کر دیا ہے یعنے بنی اسرائیل کے دریائے نیل سے عبور کرتے وقت جبرائیل آگے آگے گھوڑے پر سوار تھے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خاک سامری نے اپنے بنائے ہوئے بچھڑے کے منہ میں ڈالدی وہ فوراً بولنے لگا اور بنی اسرائیل نے اُسے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں گائے کی پوجا تمام روئے زمین پر تھی۔

جواب نمبر ۶۳ - ناظرین - دھات کا بنا ہوا بچھڑا گائے کی طرح بھاں بھاں کرتا تھا۔ اور قرآن مجید نے خود تبلا دیا ہے اولا یرون الا یرجع الیھم قولا۔ کہ کم سمجھی سے وہ اسپر بھی غور نکرتے تھے کہ وہ بچھڑا اُنکی کسی بات کا جواب نہ دیتا تھا۔ یقیناً اُس بچھڑے کا بولنا ایسا ہی تھا جیسے فرانس کی بنی ہوئی گوڑیاں بولتی ہیں۔ **فونوگراف** کی ایجاد نے تو ثابت کر دیا ہے کہ اگر وہ گائے کی طرح نہیں آدمی کی طرح بولتا ہوتا تو بھی جائے تعجب نہ تھی لیکن معترض کے چھوٹے سے دماغ نے اُس تعجب کا بھی مقابلہ نہیں کیا اور تبدیل مذہب پر مجبور کر دیا۔ سامری نے خود اپنی شعبدہ بازی کا یقین دلانے کے لیئے گوسالہ میں مٹی ڈالنے کا مضمون تراشا تھا جس کی کچھ اصلیت نہ تھی۔ آخر کار اُس نے خود بھی تسلیم کر لیا کہ میں نے یہ حرکت باقتضار طبیعت کی تھی گر بجوئٹ برہم چاری کے گاؤ پرستی کی شوق اور منصف مزاجی کا اس فقرہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ **معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں گائے کی پوجا تمام روئے زمین پر تھی۔** آنچہ در دل است بر زبان آید۔ بہر حال قرآن مجید کسی الزام کا سزاوار نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۶۴ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے ابراہیم کو کہا کہ اپنا بیٹا میرے نام پر ذبح کرو وہ ذبح کرنے لگے مگر چھری نے کاٹ نہ کی اور خدا نے ایک دنبہ بدست جبرئیل

بہشت سے بھیجدیا اور کہا کہ اے ابراہیم تو بڑا دلیر ہے - لے اس مینڈھے کو اپنے بیٹے کی عوض
ذبح کر - اس کے بعد لامعلوم الاسم مفسر ان سے کچھ مذاق کیا ہے جسکے لکھنے کی کچھ ضرورت
نہین ہے -

جواب نمبر ۶۴ - ہم آیت کا ترجمہ کرتے ہین -
(حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین تجھکو
ذبح کرون گا تیری کیا مرضی ہے بیٹے نے کہا تجھکو جو حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کر
انشاء اللہ تعالےٰ مین اپنے آپ کو مستقل ثابت کرونگا پس جب دونون مستعد ثابت ہوئے
اور بیٹے کو زمین پر گرایا تو ہمنے ابراہیم کو اطلاع دی کہ تو نے اپنا خواب سچا کردیا ہم
نیکون کو ایسا ہی بدلا دیتے ہین - یہ ایک ظاہری آزمایش تھی اور ہمنے ایک بڑا ذبیحہ
بدلے مین دیا -) یہ اسقدر صاف و صریح واقعہ ہے جس مین کسی تاویل کے ساتھ
جواب دینے کی ضرورت نہین ہے - تانبے کی گردن یا چھری کا مُتھرا ہونا قرآن مین
مذکور نہین ہے رہا یہ امر کہ خدا نے بڑا ذبیحہ بدلے مین دیا یا دُنبہ بھیجدیا سو کل اشیاء
دنیا مین خدا کی بھیجی ہوئی ہین - تفاسیر کا پتہ (اگر کوئی ہون) معترض کے
ذہن مین ہے - چونکہ قرآن مجید کے ارشاد مین کوئی گجلک نہین ہے اس لیئے
ہمکو آگے بڑہنے کی ضرورت نہین ہے - لیکن بر ہم جاری کی قرآن دانی سے
منصف مزاج اُس کی تفسیر ذاتی کو بھی اندازہ کر سکتے ہین -

اعتراض نمبر ۶۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا کے پیغمبر ابراہیم کو آگ مین ڈال د
آگ بالکل سرد ہوگئی - چارون طرف پھول کھل پڑے اور پانی کے چشمے جاری ہ
اگر قرآنی خدا کوئی ایسی کرامات دکھا سکتا ہے تو چاہیے کہ آجکل کے اہل اسلام
ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ مین پھینکیا جاوے اگر گلزار ہو جاوے تو ہم سمجھ
قرآنی معجزے سب سچ ہین -

جواب نمبر ۶۵ - قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِي
اس آیت مین کس لفظ کا ترجمہ ہے چارون طرف پھول کھل پڑے اور پانی کے چ
جاری ہو گئے - صاف ترجمہ تو یہ ہے کہ ہمنے آگ سے کہدیا کہ اے آگ تو ابراہیم
ٹھنڈی اور سلامتی پہونچانے والی ہو جا - آگ کو انسان اپنی غلطی تو تو بیچ ر ذرا ٹھ

لھذا آگ کا ٹھنڈا ہو جانا محال نہین ہے۔ کن ذریعون سے ٹھنڈی ہوئی ہو گی۔
اسکو تو قرآن مجید نے بتلایا نہین ہے لیکن متعدد صورتین ہو سکتی ہین۔ مثلاً بارش کا ہونا وغیرہ
خدائے قادر مطلق جس نے آگ کو پیدا کیا ہے بغیر مدد اسباب ظاہری کی بھی سرد کر سکتا تھا
بہر حال یہ تو معترض کا اعتراض ہی نہین ہے اور آگ سے چلدون طرف پھول کھل رہینگے
قرآن مجید نے تعلیم ہرگز نہین دی۔

اعتراض نمبر ۶۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ موسے ایک خدا رسیدہ شخص سے ملنے گیا
پتہ یہ کہ جہان بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر پانی مین چلی جاوے وہان پر وہ شخص ملیگا
بہت جد وجہد کے بعد موسے ایک جگہ پہونچے جہان مچھلی زندہ ہو کر پانی مین چلی گئی
مین پوچھتا ہون کہ بھنی ہوئی مچھلی کیسے زندہ ہو گئی۔

جواب نمبر ۶۶ - معترض کا اعتراض صرف اسقدر ہے کہ بھنی ہوئی مچھلی کیسے
زندہ ہو گئی لیکن آیت شریف مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے کہ جسکے معنے بھنی ہوئی مچھلی
یا مُردہ مچھلی کے ہون = فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ فی البحر
سربًا۔ پھر جب وہ دونون (موسے اور اُن کا خادم) دریاؤن کے سنگم پر پہونچے
تب مچھلی سرنگ بناکر دریا مین پہونچ گئی۔ پھر کچھ اس سے بعد کہا گیا ہی واتخذ
سبیلہ فی البحر عجبًا یعنے مچھلی عجیب راستہ سے دریا مین پہونچگئی خشکی سے رینگ کر
مچھلی کا دریا مین پہونچنا غور کے قابل تھا اسپر توجہ دلائی گئی۔ اگر حقیقت مین بھنی ہوئی مچھلی
دریا مین گئی ہوتی تو اسپر تعجب کے ساتھ متوجہ کیا جاتا۔

ہمارے معترض نے شاید مچھلی کا بھنا ہونا اس سے قیاس کر لیا ہو کہ (قال لفتاہ
اتنا غدائنا۔ موسے نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا لاؤ۔ قال ارایت
اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت۔ خادم نے کہا کہ موسے تمنے دیکھا
جب ہم پتھر کے قریب پہونچے تھے تو مین مچھلی کو بھول گیا تھا اور پھر وہی کہ سرنگ بناکر
دریا مین پہونچگئی اور مین اُسکا ذکر کرنا بھول گیا تھا) کہ غذا کے مانگنے پر مچھلی کا ذکر
خادم نے کیا شاید پکی ہوئی مچھلی بطور ناشتہ ساتھ ہو گی لیکن ایسا نہین ہے بلکہ
جب موسے چلنے سے ٹھہر گئے اور بات چیت شروع کی تو خادم کو بھی بھولی ہوئی بات
یاد آئی یعنے مچھلی کا بھی ذکر کیا۔ بر ہم چاری کے سوال کا یہ جواب ہی کہ مچھلی بھنی ہوئی

نہین تھی بلکہ زندہ تھی اور بحکم الٰہی موسے کے ساتھ تھی۔ اگر بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہوکر دریا مین پہونچی تب بھی ہم نے آریہ کو پرلے پر توجہ دلاکر اُسکا تعجب رفع کردیتے۔

اعتراض نمبر ۶۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ حضرت عیسےٰ مٹی کے کھلونے بناکر اُن مین روح ڈالدیتا تھا اور اُن کو اُڑا دیا کرتا تھا۔

اعتراض نمبر ۶۸ - قرآن کی تعلیم ہے کہ حضرت عیسےٰ مُردون کو زندہ کردیتے تھے۔

جواب نمبر ۶۷ و ۶۸ - یہ عیسےٰ علیہ السّلام کے معجزات ہین جو خدا کی طرف سے انہین عطا کیے گئے تھے۔ آیات پر غور کیجیے فیکون طیرًا باذن اللہ تو وہ خدا کے حکم سے اُڑنے ہوتے جانور ہوجاوین واحی الموتی باذن اللہ - اور مُردے زندہ کرتا ہون اللہ کے حکم سے - یہ سب کچھ بامر الٰہی ہوتا تھا اور اسمین کسی قسم کے شک کا موقعہ نہین ہے۔ کہ خداوند عالم خالق حقیقی ہے اور اس کی صفت خلق کے مقابلہ مین یہ امور محال نہین ہین جیسا کہ ہم اوپر تفصیل کرچکے ہین - دسرم پال کو مُردے زندہ کرنے کی نسخہ کی تلاش ہے لیکن ہماری رائے مین اول اُسکو اپنی دماغ کا علاج کرنا چاہیے - عیسےٰ علیہ السّلام تو صاف صاف کہتے تھے کہ مین یہ نشانیان اپنی رب کی طرف لیکر آیا ہون انی قد جئتکم بایۃٍ من ربکم کوئی منتر یا نسخہ نہ تھا۔

اعتراض نمبر ۶۹ - قرآن کی تعلیم ہے کہ یہودیون نے حضرت عیسےٰ کو نہین مارا بلکہ اُن کو خدا نے آسمان پر بُلالیا اور عیسےٰ کے ایک دشمن کی شکل اُسکے مشابہ کردی لوگون نے اُسے مار ڈالا معلوم نہین آسمانون پر جانے مین چالیس پچاس میل اوپر جاکر سانس کیسے لیتے رہے۔ یہ بائبل کی نقل کی گئی اور اسی کی تقلید مین اُنھون نے اپنے پیغمبر کو بھی بُراق پر چڑھایا ساتون آسمانون کی سیر کرادی اور آدم عیسےٰ موسےٰ کو ابراہیم کی خدا سے باتین کرادی ہین -

جواب نمبر ۶۹ - بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزًا حکیمًا -
خدا نے اپنی طرف عیسےٰ کو اُٹھالیا اور خدا زبردست حکمت والا ہے۔
ہم نے آریہ کو پھر خبردار کرتے ہین کہ جو شخص وید کی تعلیم کے مطابق پرلے کا اعتقاد رکھتا ہو یعنے یہ یقین کرتا ہو کہ خدا تمام دنیا کو اپنے آپ مین چھپالے گا

اُس کو یہ کہنے کا حق نہین ہے کہ عیسٰے علیہ السّلام کو کس طور پر خدا نے اپنی طرف اُٹھا لیا اور چھپا لیا۔ جس طرح پرلے مین تمام دنیا کو اپنی طرف اُٹھا لیگا اور چھپا لیگا۔

اور حقیقت مین یہ خدا کی نشانیان ہین جو اُس نے اپنے رسولون کے مقابلہ مین ظاہر کی ہین خدا کی وسیع قدرت کسی امر کو ناممکن کہنے کی اجازت نہین دیتی ہو بعض امور مخصوص وقت پر ظاہر ہوتے ہین اور بالعموم نہین ہوا کرتے۔ لیکن اس سے بھی ہمکو کوئی حق نہین ہے کہ اُن کو محال کہدین۔ اور زبردست خدا کی حکمتون کا انکار کرین۔

اعتراض نمبر ۰۷۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے ایک شخص کو قیامت کا یقین دلانے کے لیئے مار دیا اور سَو سال کے بعد زندہ کر کے پوچھا کہ تو کتنی سال مردہ رہا کہا ایک دن یا اس سے بھی کم۔ خدا نے کہا نہین تو سَو سال تک مُردہ رہا اور پھر اُس کے گدہے کی بوسیدہ ہڈیون کو بھی زندہ کیا اور لطف یہ کہ سَو سال تک اُس کا کھانا بھی نہ سڑا۔ معلوم ہوتا ہے اُس شخص نے خواب دیکھا ہو۔

جواب نمبر ۰۷۔ خدائے ذوالجلال نے صاف صاف ایک واقعہ سنا کر اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے آخر آیت اس موقعہ کی یہ ہے۔

فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شی قدیرؕ پھر جب اُسپر ظاہر ہوا تب بولا مین خوب جانتا ہون کہ خدا ہر بات پر قدرت رکھتا ہے ہمارے خیال مین اس مین کچھ بھی شبہ نہین ہے اور اُس قادر مطلق کا یہ ایک آسان کام ہے۔

ویدک دہرم کے معتقد "اگر ایک انسان مرنے کے بعد سَو برس حیوانی قالب مین رہ کے پھر انسانی قالب پا جائے اور اُسوقت اُس کو اس تناسخ کی اطلاع دیجائے تو غالباً وہ بھی سَو برس کی حیوانی مدت کو ایک ہی دن کہیگا۔ جیسے ابر کے دن مین سونے سے اُٹھکر دن کی کوت نہین پڑتی۔ مرنے کے بعد زندہ کر دینا یا ازاول ہی ازل بغیر مرنے کے) ذی روح پیدا کرنا ایک ہی سا ہے اور اس مخصوص صفت خلاقی مین اختلاف کی گنجایش نہین ہے۔ اب جو خدا سٹرک ہیٹھ

جسم کو زندگی کی تر و تازگی بخش سکتا ہے اُس کو کھانے پینے کی اشیاء کو سڑنے سے
محفوظ کر کر تر و تازہ رکھنا کیا دشوار ہے - برہم چاری جی - خواب خرگوش سے
جاگ پڑیئے اور بہکی بہکی باتیں نہ کیجئے -

اعتراض نمبر ۱۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ ابراہیم نے خدا سے پوچھا اے خدا تو کیونکر
قیامت کو مردے زندہ کرے گا - خدا نے کہا کیا تجھے اس میں شک ہے - ابراہیم نے کہا
شک تو نہیں ہے مگر میرا دل کچھ مطمئن نہیں ہے - خدا نے کہا اچھا چار پرندے لے کر
ٹکڑے ٹکڑے کر کے چار پہاڑوں پر رکھدے اور پھر اُن کو بلا وہ تیری طرف بھاگتے آئینگے
حضرت ابراہیم کو تو اس معجزے سے تسکین مل گئی مگر میرا قرآن پر سے ایمان ٹوٹ گیا

جواب نمبر ۱۷ - معترض نے ہٹ دھرمی کو یہاں بھی نہیں چھوڑا ہم سمجھ لیتے
کہ شاید کم علمی سے اُس کو دھوکہ ہوا لیکن فصرھن الیک کا ذکر ہی نہ کیا اور
اسی پر جواب منحصر ہے - اصل الفاظ آیت حسب ذیل ہیں -

اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تومن
قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن
الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل من ھن جزأ ثم ادعھن یاتینک
سعیا و اعلم ان اللہ عزیز حکیم ؕ ترجمہ - جب ابراہیم نے کہا کہ پروردگار میں
دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا (قیامت کے دن قبروں سے
مُردوں کو کیسے بلائے گا) خدا نے کہا کیا تجھکو اسکا یقین نہیں ہے - ابراہیم نے کہا
یقین تو ہے لیکن میں اپنے دل کا اطمینان مزید چاہتا ہوں خدا نے کہا چار پرندے لے اور
پھر اُن کو اپنے ساتھ مانوس کرو پھر پہاڑوں پر اُن چاروں جانوروں کو
متفرق کر کر چھوڑ دو پھر اُن کو اپنے پاس بُلاؤ تو تو دیکھیگا کہ وہ دوڑتے ہوئے
تیرے پاس چلے آئیں گے اور تو جان لے کہ خدا تو بہت ہی زبردست حکمت والا ہے
کسقدر صاف مطلب ہے کہ جانوروں کو مانوس کر کے اگر پہاڑوں پر چھوڑے گا
تو وہ ضرور تیرے بلانے پر تیرے پاس آجاینگے لہذا خدا جو پروردگار عالم ہے
اور بندوں کی ہمیشہ پرورش کرتا ہے اگر قیامت کے دن بندوں کو بُلائے گا
تو اُن کا قبروں سے نکلکر اُس کے پاس چلا آنا کیا دشوار ہے - ثم اجعل علیٰ کل

حبل من هنّ جزءً کا یہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ اُن کی گردن کاٹ کر پہاڑون پر ڈالو بلکہ یہ ہی غرض ہے کہ کل چار جانورون کے مجموعہ کا جزو یعنے ایک ایک متفرق پرند پہاڑون پر چھوڑ دو۔ فصرھنّ الیاتٔ جس کو معترض نے نظر انداز کیا ہے اسپر دال ہے ورنہ اُن کو اپنے آپ سے مانوس کرنے اور ہلا لینے سے کیا غرض۔ اب لاپتہ مفسرین کے نلے ہنگام شکایت قرآنی معترض کو کیا فایدہ دے سکتی ہے۔ برہم چاری کا بودا ایمان قرآن پر سے ٹوٹ گیا تو ٹوٹ جائے لیکن **قرآن کی راسخ تعلیم کا سلسلۂ ہدایت قیامت تک نہ ٹوٹے گا۔**

اعتراض نمبر ۷۲ - قرآن کی تعلیم ہے کہ ہفتہ والے دن مچھلی پکڑنے والون کو خدا نے سوار بندر بنا دیا پوچھنا چاہیے کہ آدمیون کے بندر اور سوار کس طرح بن گئے کیا اُن کی دُم بھی نکل آئی۔

جواب نمبر ۷۲ - آیت شریف یہ ہے فلمّا عتوا عن ما نھُوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃً خاسئین - ترجمہ پھر جب بڑہنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہمنے حکم کیا کہ پھٹکارے ہو بندر ہو جاؤ۔ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر مین اس سے یہ بھی مراد لیگئی ہی کہ اُن کے قلب مسخ کر دیئے گئے تھے یا نافرمانیون کے سبب سے وہ قردۃً کے لفظ سے پکارے گئے جس طرح احمق کو عرف عام مین گدہا کہہ دیتے ہین اور مفسرین کے بلحاظ ظاہری معنے کی یہ بھی رائے ہے کہ زیادہ مچھلی کھانے سے مادّہ جذام نے زور پکڑا اور اُنکی شکل وصورت متورم ہو کر پہنسیان نکلکر بندرون وسوٗرون کی مثل ہوگئے اور اسی مرض مین مرگئے زیدٌ اسدٌ سے یہ مطلب نہین ہوتا ہے کہ زید بالکل شیر کی طرح کان اور دم بھی رکھتا ہے محض شجاعت کی مشابہت سے ایسا کہا جاتا ہے اسی طرح اُن معذب لوگون کے مجذوم مجذوم چہرے ہی اُن کے بندر کہے جانے کے لیئے کافی تھے برہم چاری کو تناسخ کے **عجائب خانہ** کے (جس کو اُس نے تیخ الصاف کہا ہے) سیر کرانا چاہتا ہون دیکھیے وید روزمرہ بداعمالی کی سزا مین آدمیون کو **بندر۔ سوٗر۔ کتا۔ گدہا** بناتا ہے۔ کھر۔ دُم۔ سب کچھ لگا دیتا ہے اور یہ اُس کے بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔ اس اعتقاد کا معتقد کس مُنہ سے قرآن مجید کی صاف اور کُھلی ہوئی تعلیم پر تمسخر کر سکتا ہے۔

اعتراض نمبر ۷۳ - قرآن کی تعلیم ہے کہ چند فٹ لمبی چوڑی کشتی مین نوح نے

روئے زمین کے تمام چرند پرند۔ درند وغیرہ ایک ایک جوڑا معہ اُن کی خوراک کے رکھ لیا۔ اور باقی تمام مخلوقات تباہ ہو گئی۔ یہ کتنی بڑی گپ ہی۔

جواب نمبر ۷۳۔ یہ ہم جاری پہلے ہی غلط فہمی کی بنا پر پھر غلطی کرتا ہے اور اُس نے خود بخود باور کر لیا ہے کہ طوفان نوح تمام دنیا مین آیا حالانکہ جس آیت پر اعتراض کیا جاتا ہے اُس کے قریب ہی موجود ہے ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون یعنے اے نوح تو مجھسے (خدا سے) ان ظالمون کے واسطے نہ کہنا ان کو تو ڈوبنا ہے۔ گویا غرق وہی لوگ کیئے گئے تھے جو گمراہ اور سرکش تھے نہ تمام دنیا۔ اس لیئے تمام دنیا کے جانورون کو کشتی مین سوار کرانیکی کیا ضرورت تھی صرف انہین جانورون سے مطلب تھا جو حضرت نوح کے قریب تھے یا کاشتکاری وغیرہ ضرورتون کے لیئے کار آمد تھے۔

اعتراض نمبر ۷۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ایک عورت سے بغیر مرد کے لڑکا پیدا ہو سکتا ہی حضرت عیسیٰ اور مریم کا قصہ اسکا شاہد ہی۔ اہل قرآن حضرت عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا تسلیم نہین کرتے۔ اُس کو بغیر باپ سے پیدا شدہ مانتے ہین۔ اس بات سے قانون قدرت پر دہبّا اور مریم پر الزام لگتا ہی۔

جواب نمبر ۷۴۔ ہم آپ کو سمجھا چکے ہین قانون قدرت کو ادراک انسانی محدود نہین کر سکتا جو باتین روزمرّہ معمولاً ہوتی ہین انہین پر انحصار قدرت کا صحیح نہین ہے۔ بالعموم انسان آنکھون والا پیدا ہوتا ہے لیکن ایک نوزائیدہ بچہ خود مین نے دیکھا کہ اُس کی بھوؤن کے نیچے رخسارون تک کوئی نشان بھی آنکھون کا نہ تھا اب اس بچہ کو عجیب الخلقت تو کہہ سکتے ہین مگر خلاف قانون قدرت نہین کہہ سکتے۔ شک نہین ہے کہ بالعموم مرد و عورت کا نطفہ ملکر حمل قایم ہوتا ہے لیکن اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مرد و عورت کا نطفہ تو ملتا ہے مگر حمل قایم نہین ہوتا۔ عیسےٰ علیہ السّلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کی نبوت کا ایک معجزہ ہے اب اگر حقیقت مین وہ بے باپ کے پیدا ہوئے تو یہ بھی قانون قدرت کے اندر موجود سمجھنا چاہیے کیونکہ جو چیز ظاہر ہو جاتی ہے وہ قانون قدرت کے خلاف نہین ہوتی۔ گو اُس کے اظہار سے قبل عقل انسانی نے اُس کی موجودگی کا ادراک نہ کیا ہو۔ اب صرف

یہ معلوم کرنا باقی ہی کہ عیسٰے علیہ السّلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے یا نہین سو خود انجیل مقدس نے عیسٰے علیہ السلام کی عین پیدایش کے بعد ایسا ظاہر کیا اور اُس کی تردید نہین ہوسکی کئی ہزار برس کے بعد اس واقعہ کی تردید کا کوئی وقت نہین ہے اور اس کے علاوہ دنیا کا پہلا آدمی - آدم یا جو کوئی بھی ہو بغیر مان اور باپ کے پیدا کیا گیا جس سے کوئی مذہب انکار نہین کرسکتا پھر اگر عیسٰے علیہ السّلام مان سے صرف بغیر باپ کے پیدا کئے گئے تو انکار کا کیا موقعہ ہے اُن کی پیدایش پیدایش آدم سے عجیب تر نہین ہی -

اعتراض نمبر ۷۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ جب لوط کی قوم نے حضرت لوط کی نصیحت سے روگردانی کی تو خدا نے شہرون کو اُٹھا کر اُلٹا کرکے پھینکدیا اور پھر اوپر سے پتھرون کا مینہ برسایا (اس کے بعد لا معلوم مفسرین کا تذکرہ کیا ہی -)

جواب نمبر ۷۵ - ناظرین - دیکھیے معترض نے پھر دہاندلی کی - (خدا نے شہرون کو اُٹھا کر اُلٹا کرکے پھینکدیا) کس لفظ کا ترجمہ ہے جعلنا عالیہا سافلہا یعنے مکانات کی بالائی عمارتون کو نیچا کردیا - جب مکان ڈہائے جاتے ہین تو بالعموم چھتین - اور اونچی اونچی دیوارین زمین پر آپڑتی ہین - نہ یہ کہ مکانات بنے بنائے بٹے پٹائے اوندہے کر دئیے گئے - برہم چاری نے اگر طوفان کی حالت مین مکانات کی گرا پڑی پر غور کیا ہوتا تو پبلک کے سامنے اُلٹے معنے کہکر شرمندہ نہوتا -

مفسرین ہمارے معترض کے ہمراہ رہتے ہین نام و نشان چھپا یا گیا ہی - ہم بھی اُس کا پردہ فاش کرنا نہین چاہتے - پھر دیکھا جائے گا -

اعتراض نمبر ۷۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے شعیب اور صالح پیغمبرون کی قوم کو چیخ مار کر تباہ کر دیا - کیا اب یہ چیخین بند ہوگئین -

جواب نمبر ۷۶ - یہ زندہ جھوٹ ہے - قرآن مین خدا کی چیخ مارنے کا کہین ذکر نہین ہے، آیت کے الفاظ یہ ہین فاخذت الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جاثمین ط یعنے ظالمون کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا پھر صبح کو اپنے گھرون مین اوندہے پڑے رہ گئے - مضمون آیت بھی نہایت صاف ہی کہ ایک سخت آواز سے کافرون کے دل - دماغ پھٹ گئے اور وہ گھرون مین مر کر رہ گئے اور یہ آواز غالبًا بادل کی گرج کی قسم سے ہوگی -

انصاف والو- اس نے علم برہم چاری سے پوچھو تو سہی کہ خدا کا چیخ مارنا کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اور آیت شریف مین کوئی مضمون بھی ایسا ہے جو ہمارے روزمرہ کے مشاہدے کے خلاف ہو- کیا اب آتش فشان پہاڑون کے پھٹنے کی آوازین اور بادل کی گرج انسان کی ہلاکت کا باعث نہین ہو سکتین۔

اعتراض نمبر ۷۷- قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے مٹھی بھر کنکریان مار کر فوج مخالف اسلام کو بھگا دیا- حاضرین- کیا بھلا خدا بھی کنکریان اور روڑے مارا کرتا ہے۔

جواب نمبر ۷۷- پہلی آیت کے الفاظ و معنے پر غور کیجیے- ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی- ترجمہ اور تو نے (کنکریان) نہین پھینکی تھین بلکہ خدا نے پھینکی تھین- اعتراض یہ ہی کہ خدا نے خود کس طرح کنکریان پھینکین لیکن آیت شریف سے خود اسکا جواب ملتا ہی کہ اے رسول جو تو نے کنکریان مارین- حقیقت مین یہ ہمارا مارنا ہے کیونکہ ہمارے حکم سے یا ہماری دی ہوئی طاقت سے ایسا کیا گیا- مین پہلے بتلا آیا ہون کہ چونکہ فعلی قوتین انسان کو خدا نے عطا کی ہین- اس لیئے انسان جو کچھ کرتا ہے وہ خدا کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہی گویا خدا نے ہی کیا اور اس آیت شریف مین تو صراحت سے کہدیا گیا کہ تیرا کنکریان پھینکنا ہمارا ہی پھینکنا ہی- اب اس تمسخر کی گنجایش نہین ہے کہ خدا نے ہاتھ نکالکر مٹھی بھر کیسے کنکریان ماری ہونگی آیت شریف مین کنکریون کی مقدار بھی اور یہ کہ محض وہی ہلاکت کے واسطے کافی ہو گیئی تھین مذکور نہین ہے۔

اعتراض نمبر ۷۸- قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے ہزارون فرشتے اہل اسلام کی خاطر لڑنے کے لیئے بھیجنے کا وعدہ کیا- مگر افسوس کہ وہ آسمانی مدد مفقود الخبر ہے مسلمان تمام دنیا کے ملکون سے بالخصوص ہندوستان سے سلطنت کھو بیٹھے مگر فرشتون نے کچھ مدد نہ کی۔

جواب نمبر ۷۸- آیت شریف یہ ہے- اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین- جس وقت فریاد کرتے تھے تم اپنے رب سے پس قبول کر لیا گیا یہ کہ مین (خدا) تمہارے واسطے ہزار فرشتون کی مدد پیچھے پیچھے بھیجون گا- اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ وید کی تعلیم کی مطابق جس طرح خدا ہر راجہ مہاراجہ کی مدد مین لڑنے کو تیار رہتا ہی اسی طرح ہر مسلمان والئی ملک کی اردلی مین ایک ہزار فرشتون کی فوج رہے گی خواہ وہ فرائض اسلام کی ادا مین کتنا ہی سست ہو

اسی سورۂ انفال شریف کے شروع مین اُسوقت کے مسلمانون کا نمونہ دکھا کر بتلا دیا گیا ہے کہ کس قسم کے مسلمان فرشتون کی کمک کے مستحق تھے۔

(انتخاب سورۂ انفال) اگر تم ایمان والے ہو تو اپنے آپس کے معاملات کی صفائی کرو اور پھر خدا و رسول کی اطاعت کرو۔ مسلمان وہی ہین کہ خدا کو یاد کر کر اُن کے دل ڈر جاتے ہین اور جب خدا کی نشانیان اُن کو سنائی جاتی ہین تو اُن کا ایمان اُس سے اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین۔ وہ لوگ نمازین پڑہتے ہین یعنے مراسم عبودیت ادا کرتے ہین اور جو کچھ رزق خدا لنے عطا کیا ہے اُس کو (شکر کے ساتھ) خرچ کرتے ہین۔ یہ ہی لوگ سچے اور پکے مسلمان ہین۔ خدا کے نزدیک اُن لوگون کے واسطے بڑے بڑے رتبے ہین۔ اور بخشش ہی اور رزق با کرامت ہی۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُس خاص امداد کے آجکل کے مسلمان کہانتک مستحق ہین اور وعدہ بھی عام نہ تھا اسلام کی فتوحات خود بتلا رہی ہین کہ ایک امی رسول اور اُس کے چند پیرؤن لنے باوجود غریبی۔ محتاجی۔ اور رشتہ دارون کی سخت مخالفت کی جو کچھ کر دکھایا وہ بغیر امداد غیبی کے انسانی طاقت سے ممکن نہین ہے غیر مذہب مورخین کی تصنیفات مین بھی اُن جان نثاران اسلام کی مبارک کامیابیان تعجب کے ساتھ ذکر کی گئی ہین۔ مین اسوقت اور اِن اوراق مین اسلامی تاریخ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا موقعہ نہین سمجھتا۔ بہر حال ہماری سستیون غفلتون بداعمالیون سے جو نتائج پیدا ہوئے ہین اُس سے قرآن مجید کی راسخ تعلیم مین کوئی فرق نہین آتا۔ قرآن پاک لنے ہمارے لیئے طریقۂ عبادت۔ طرز معاشرت۔ قانون معاملت سب کچھ تعلیم کیا ہے جب ہم اُسپر عمل نہ کرین اور انعام الٰہی سے محروم رہین تو قرآن شریف پر کیا الزام ہے۔

اعتراض نمبر ۷۹۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ ذوالقرنین لنے مغرب مین جا کر دیکھا کہ سورج ایک دلدل مین غروب ہوتا ہے مگر ذوالقرنینی دلدل کا جہاز رانون کو تاہنوز پتہ نہین ملا۔

جواب نمبر ۷۹۔ معترض کو آیت کے ان الفاظ پر اعتراض ہی۔ وجدھا

تغرب فی عین حمئۃ یعنے جب ذوالقرنین مغربی حد پر پہونچا تو اُس نے گمان کیا
کہ آفتاب سمندر کی دلدل مین ڈوب رہا ہی۔ وَجَدَ افعال قلوب مین سے ہے۔
افعال قلوب اُن افعال کو کہتے ہین جو خیال و دل سے علاقہ رکھتے ہین لہذا مطلب یہ ہی
کہ جب ذوالقرنین نے آفتاب کے غروب ہونے پر توجہ کی تو اُس کو ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب
سمندر کی دلدل مین ڈوب رہا ہے درحقیقت سمندر کے کنارہ پر دیکھنے والیکو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
قرآن مجید نے ایک نادر طرز مین غروب آفتاب کے کرشمہ پر مخلوق کو توجہ دلائی ہے۔
نادان برہمچاری صرف و نحو تک سے ناواقف ہے۔ اور قرآن مجید کی معترضانہ
سیر بھی کرنا چاہتا ہے وہ جغرافیہ دان بنکر اُس دَلدَل کی تلاش کرنے لگا
جسکو خود اپنی ہی بدعقلی سے سورج کے رہنے کی جگہ سمجھ لیا ہی۔ حالانکہ قرآن کریم
ہرگز یہ تعلیم نہین دیتا کہ سورج دلدل مین چھپ جاتا ہی بلکہ ذوالقرنین کے اُس خیال کو
ظاہر کیا ہے جو غروب آفتاب کا تماشہ دیکھکر اُس کے ذہن مین پیدا ہوا تھا۔

اعتراض نمبر ۸۰ - قرآن کی تعلیم ہے کہ ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو پہاڑ
اور سمندر کے بیچ مین قید کر دیا اور یہ عجیب الخلقت آدمی قیامت کو وہان سے نکلینگے
افسوس کی بات ہے کہ یورپ والون کو یاجوج ماجوج کہین نہ ملے۔

جواب نمبر ۸۰ - آیت شریف کے الفاظ اور ترجمہ پر پہلے غور کرنے کی ضرورت ہے
ثُمَّ اَتبع سَبَباً حتّیٰ اذا بلغ بین السّدین وَجَدَ من دونہما قوماً
لا یکادون یفقہون قولاً ۰ قالوا یا ذا القرنین اِنَّ یاجوج وماجوج
مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجاً علیٰ ان تجعل بیننا
وبینہم سدّاً ۰ قال ما مکّنّی فیہ ربّی خیرٌ فاعینونی بقوّۃ
اجعل بینکم وبینہم ردماً ۰ اٰتونی زبر الحدید ۰ حتّیٰ اذا ساوی
بین الصدفین قال انفخوا ۰ حتّیٰ اذا جعلہ ناراً قال اٰتونی
اُفرغ علیہ قطراً ۰ فما استطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا
لہ نقباً۔ ترجمہ پھر ذوالقرنین ایک اور رستہ پر چلا جب وہ پہاڑون کے درمیان
(ایک درّہ) مین پہونچا جس کے ورلی طرف ایک قوم آباد تھی جس کی زبان
بالکل مختلف قسم کی تھی اور سمجھ مین نہین آتی تھی۔ اُنھون نے کہا کہ اے ذوالقرنین

یاجوج ماجوج لوٹ مار کرتے ہین اگر تو ہمارے اور اُن کے درمیان ایک روک قایم کر دے تو ہم
ایک منقول ٹکس دیا کرین گے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ جو کچھ ہمکو خدا نے دے رکھا ہے
وہی قابل شکر ہی مجھکو مالی ٹکس کی ضرورت نہین ہے پس تم اس معاملہ مین میرے ہاتھ پاؤن سے
مدد کرو تب مین تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط دیوار قایم کر سکتا ہون۔
تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ چنانچہ اُنہون نے لوہے کے ٹکڑے دونون پہاڑون کی
چوٹیون تک بھر دیئے پھر حکم دیا گیا کہ آگ سے پھونکو یہان تک کہ اُنھون نے اُسکو
آگ کی طرح سرخ کر دیا۔ پھر اُن سے کہا گیا کہ اب وہ گلا ہوا تانبا لے آؤ اُسپر ڈالون گا تاکہ
وہ یاجوج ماجوج اس دیوار پر چڑھ بھی نہ سکین اور سوراخ بھی نہ کر سکین۔

قرآن مجید نے ذوالقرنین کی سیاحت اور اُس کی کارنمایان دکھا کر نصیحت کی ہی۔
اور یہ کہا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج ایک لوٹیری قوم کا دیوار بنا کر ذوالقرنین نے انتظام کر دیا
جس قوم نے شکایت کی تھی وہ کوئی نئی زبان بولتے تھے اور یاجوج ماجوج غالباً
اُنہین لوگون کے الفاظ ہین۔ اکثر وحشی لوٹیری قومین دنیا مین اب بھی موجود ہین
غالباً انہین مین سے کوئی یاجوج ماجوج قوم ہوگی یا زمانہ کے انقلاب نے اب اُن کو
مہذب بنا دیا ہو یا خدا نے امن قایم کرنے کے لیے اُن کو ہلاک کر دیا ہو۔ قرآن مجید کو
اس قوم کی نشان دہی کا کرنا اصل مقصود نہ تھا بلکہ دنیا کی نصیحت کے لیے اجمالاً
ذوالقرنین کا سفرنامہ بتانا تھا۔ اگر دنیا مین لوٹیری قومین پیدا نہ ہوئی ہوتین یا اب
موجود نہ ہون تب کہا جا سکتا تھا کہ قرآن کی تعلیم غلط ہے۔ محض اس سبب سے
کہ یورپ والے نہین سمجھ سکے کہ کونسی قوم یاجوج ماجوج ہے۔ قرآن پر کیا الزام آتا ہے
دیوار کا حسب تصریح آیت کے بننا بالکل ممکن ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ شاید سکندری
چین کی دیوار ہے یا کوئی دوسری دیوار پہاڑی سلسلون کے اندر چھپا ہی پا نہین اور نہ ہی
ہمکو تلاش کرنا کسی طرح ضروری نہین ہے۔ ہم یورپ کے سیاحون کی سیاحت پر
ایسا یقین نہین رکھتے کہ تمام موجودات عالم کو اُنھون نے دیکھ لیا ہے۔ اُنھون نے
خود ابھی اپنی سیاحت کو محدود نہین کیا ہے اور روز بروز ترقی کر رہے ہین
اگر بقول نئے آریہ یہ واقعہ سچ نہوتا تو قرآن مجید مین اس کے درج کرنے سے کیا فائدہ تھا
قیامت کے قریب زمانہ مین فتنہ و فساد کی ترقی ہوگی۔ اور فسادی قومین پیدا ہونگی

اور قیامت کے دن تو مُردے تک قبروں سے نکلیں گے پھر یاجوج ماجوج کے نکلنے پر کیا تعجب ہے۔ مفسرین کی ذاتی رایوں سے (اگر کوئی ہوں) ہم بحث کرنا نہیں چاہتے آریہ لوگ قرآن پر اعتراض کرتے ہیں اور اُسی کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔

اعتراض نمبر ۸۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ آسمان بغیر ستونوں کے چوکی پہرے کی آرام پیدا کیے گئے اور جب کوئی شیطان چپ چاپ اوپر جاکر فرشتوں کی بات سننے لگتا ہے تو اُس کے ستارے توڑ کر مارے جاتے ہیں اور شیطان اس آتش بازی سے ڈر کر بھاگ آتا ہے۔ بیشک اگر شیطان اپنی شیطانی سے باز نہ آیا تو ایک دن آسمان ستاروں سے خالی ہو جاوے گا۔ اس کے بعد لامعلوم مفسرین کی ذاتی رائیں لکھکر تمسخر کیا ہے۔

جواب نمبر ۸۱ - اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَۃِ الْکَوَاکِبِ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّارِدٍ۔ یعنے ہمنے اس دنیا کے اسمان کو ستاروں سے مزین کیا ہے اور انہیں ستاروں کے ذریعہ سے متمرد شیطانوں سے محافظت کا بھی بند و بست کیا ہے گویا روحانی عالم میں شیطانوں کی پہونچ بھی ان ستاروں کی تاثیروں سے روکی گئی ہے فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ ٥ (بس اُن کو چمکتا ہوا شعلہ لوٹا ل دیتا ہے) آیت شریف میں ستارے توڑ کر مارے جانے کا ذکر تک نہیں ہے لیکن بہم جاری بے علمی و افترا پردازی میں کچھ نفع سمجھتا ہے اور باز نہیں آتا۔ مفسرین کی آڑ (بغیر نام و نشان بتائے) سفتری معترض کی شرمندگی کو کم نہیں کر سکتی۔

اعتراض نمبر ۸۲ - قرآن کی تعلیم ہے کہ روزے کے دنوں میں اُسوقت تک کھانا جائز ہے جبتک کہ صبح کی سفیدی اتنی نمودار ہو جاوے کہ سفید دھاگے کو سیاہ دھاگے تمیز کیا جا سکے اس کے بعد تمام دن منہ بند رکھنا چاہیئے آدھی رات کو اُٹھکر کھانا کتنا خلاف قانون قدرت ہے۔ عرب میں تو یہ قانون چل گیا مگر خدا کو یہ نہ سوجھا کہ زمین کے شمالی اور جنوبی قطب کے رہنے والے کس طرح روزہ رکھا کریں گے کیا چھ ماہ تک اُن کو بھوکا مرنا پڑے گا۔ کتنی ادہوری تعلیم ہے۔

جواب نمبر ۸۲ - معترض کی لیاقت سکا اندازہ اس ترجمہ سے بھی ہو سکتا ہے (سفید دہاگے کو سیاہ دہاگے سے تمیز کیا جا سکے) وکلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ یعنے تم اُسوقت تک کھانا پینا کرو

جبتک صبح کے وقت کا سفید ڈورا (دہاری) سیاہ ڈورے (دہاری) سی ظاہر نہو
یہ صبح ہونے کا نقشہ دکھایا گیا ہی یعنے طلوع آفتاب سے قبل ایک سیاہ خط آسمان پر
ظاہر ہوتا ہے اور اُسی سیاہی سے اُس خط کا متوازی ایک سفید خط پیدا ہو جاتا ہے
اور یہ قدرتی پہچان ہے رات کے ختم ہو جانے کی۔ مگر معترض کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
اُس نے مسلمان بنکر بھی کبھی روزہ نہیں رکھا۔ قرآن نے کہاں واجب کیا ہے
کہ آدھی رات کو اُٹھکر کھاؤ لعنۃ اللہ علی الکاذبین بہت سے مسلمان رمضان میں
ایک ہی وقت شام کو کھاتے ہیں اور پھر رات کو نہیں کھاتے۔
برہم چاری۔ اس دماغ پر قانون قدرت کا بار بار رٹنا اچھا نہیں ہے۔ کیا چوکا کر کر
دن میں ایک دفعہ کھانا اس قانون قدرت کے کسی سیکشن میں لازم قرار دیا گیا ہی
اور باقی انگریزوں کا گیارہ بجے رات کے۔ اور عموماً مسلمان روسار کا ایک ایک بجے
رات کے کھانا کھانا یہ اسی قانون کے کسی دفعہ میں ممنوع لکھا ہی۔ اوقات طعام پر بھی
اگر آریہ قانون قدرت پکڑے گا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام دنیا کو اُس سے خلاف ورزی
کرنا پڑے گی۔
قطب شمالی و قطب جنوبی کے رہنے والوں کا سال ہی ایک دن (چھ ماہ) ایک رات
(چھ ماہ) میں ختم ہو جاتا ہے وہاں رمضان ہی کہاں ہوتا ہے فمن شہد منکم الشہر
فلیصمہ یعنے جو شخص اس (رمضان کے) مہینہ میں گھر پر موجود ہو اُس کو روزہ رکھنا چاہئے
سو وہاں نہ تو ہلال ماہ رمضان کی رویت ہوتی ہی نہ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں
اس لیئے اُن لوگوں پر روزہ رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ روزے قرآن مجید میں ایاما
معدودات سے تعبیر کیئے گئے۔ اور وہاں کے ۳۰ تیس دن یہاں کے ۳۰ تیس برس یا
۱۰۸۰۰ دن کی برابر ہو سکتے ہیں اسی رکوع میں ارشاد الٰہی ہی کہ یرید اللہ بکم الیسر
ولا یرید بکم العسر یعنے (اس روزہ کے حکم میں بھی) خدا نے تمہاری آسانی کا
ارادہ کیا ہے تمکو مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ اس سے بھی یہ نتیجہ نکلتا ہے
کہ وہاں کے باشندوں پر روزے رکھنا واجب نہیں ہیں۔ قرآن کی تعلیم
نہایت کامل ہے ادھوری نہیں ہے ہاں برہم چاری کی اپنی سمجھ ناقص ہے۔
اعتراض نمبر ۸۳۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے آسمان کو بالوں کے بل سے بنایا

اور خدا کو ذرا بھی تکان نہ ہوئی مین پوچھتا ہون کہ ہاتھ کے ساتھ آسمان بنانیکی کیا ضرورت
کن کا لفظ کہدینا کافی تھا - وہ کن کا لفظ کیون بھول گیا -

جواب نمبر ۸۳ - معترض نے بایدٍ کے لفظ پر بے علمی سے پھر ٹھوکر کھائی قرآنی
لٹریچر پر وہ اعتراض کی جرائت کرتا ہے عربی زبان سے بھی ناواقف ہی اور فہم
بے نصیب ہے لغت عرب مین لفظ ید کے چند معنے ہین آیت شریف مین ید کے معنی
قوت کے ہین گویا خدا نے آسمانون کو اپنی ہی قوت سے بنایا اُس کو کسی قلی مزدور
مادہ کی مدد کی حاجت نہین ہے - اور چونکہ قرآن مجید خدا کو جسم سے پاک تعلیم کرتا ہے
لہذا ہاتھون کے بل کی گرہنت کیسے چلے گی اب دوسری بات کہ کُن کہکر کیون نہ
ہم بتلا چکے ہین کہ خدا کو کاف نون پیش کن کہنے کی ضرورت نہین ہے ہان مفہوم کن لیا
کسی چیز کا ہوجانا جب اُس کو منظور ہوتا ہے فوراً وہ چیز موجود ہوجاتی ہے - چنانچہ
آسمان بھی اسی طرح جب اُس نے ارادہ کیا موجود ہوئے - جواب نمبر ۱۵ مین بھی
اس کی توضیح کی گئی ہے -

اعتراض نمبر ۸۴ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے زمین پر پہاڑ اس لیئے رکھے ہین
کہ وہ آدمیون کے بوجہ سے ہل نہ جاوے افسوس ہے کہ پھر بھی زمین کی سر دردی
دفعہ ہوئی اور برابر گھوم رہی ہے اور اکثر بار ہی سر درد کے کانپ اُٹھتی ہے -

جواب نمبر ۸۴ - دہرم پال اپنے اعتراض کے حوالہ مین سپارہ ۱۷ سورہ انبیاء
آیت ۳۱ بتلاتا ہے لیکن تمام سورت بھر مین اس قسم کا کوئی مضمون نہین ہے
معترض نے صرف حضرت سعدیؒ کا شعر سُن لیا ہے اور اسی بناء پر ایک نمبر اعتراض
بڑھا دیا ہے ؎ زمین از تب ولرزہ آمد ستوہ * فروکوفت بر دامنش میخ کوہ
اُس کے اعتراض کے الفاظ اس امر کی پوری شہادت دیتے ہین کہ اعتراض کا ماخذ
یہی شعر ہے - قرآن مجید کے چودہوین پارہ سورہ النحل مین ہے والقیٰ فی الارض
رواسی ان تمید بکم یعنے زمین مین پہاڑ ڈالے گئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے
لیئے غیر منتظم حرکت کرے - ممکن ہو کہ برہم جلدی کی اس آیت سے غرض ہو لیکن
آیت شریف کا مطلب بہت صاف ہے کہ پہاڑون کے وزن سے زمین کی
حرکت غیر منتظم کی روک کی گئی ہے تاکہ تم کو اس حرکت سے نقصان نہ پہونچے افسوس کہ

مدعی قرآن دانی کا ذرا بھی غور سے کام نہین لیتا اور اس الہام الٰہی پر جاہلانہ اعتراض کر کر شرمندگی
اٹھاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۸۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا زمین و آسمان کو تھام رہا ہے ایسا نہو کہ
اپنی اپنی جگہ سے ادہر ادہر سٹ جاوین افسوس خدا کی قدرت کتنی کمزور ہے کہ زمین بنا کر اسے
تھامنا پڑا پھر مفسرین کا ذکر چھیڑ کر تمسخر کیا ہے۔

جواب نمبر ۸۵ - آیت شریف جسکا حوالہ دیا گیا ہے غور کے قابل ہے۔ ان اللہ
یمسک السموات والارض ان تزولا و لئن زالتا ان امسکھما من احد
من بعدہ انہ کان حلیما غفورا ط ترجمہ اللہ نے آسمانون اور زمینون کو
تھام رکھا ہے تاکہ وہ اپنی جگہ سے نہ ٹل سکین۔ اور اگر وہ ٹلجاوین تب اُن کو کون تھام سکیگا
خدا حلیم ہے اور بخشنے والا ہے۔

ناظرین - دیکھیے خدائے برحق نے کس خوبی سے زمین و آسمان کی خلقت کا مخلوق پر
احسان جتلایا ہے کہ ہمنے اپنی قدرت سے زمین و آسمان کو اپنی جگہون پر قایم کر رکھا ہے
اور قدرتی طور پر ایک ہوا سے بھرا ہوا خلا پیدا کر دیا ہے جو کسی طور پر ان کو اپنی مقررہ
جگہ سے دوسری جگہ نہین پہونچنے دیتا اور اگر خدا ایسا انتظام نہ کر دیتا تو انسانی طاقت سے
اسکا انتظام محال تھا۔

بھلا ان صاف معانی و مطلب مین معترض مسخرے کی بکواس کی کہان گنجایش ہے اگر
خدا نے آسمان و زمین کی روک تھام نہین کی ہے تو کس نے کی ہے کوئی نہایت بد عقل
اور بے علم بھی اس آیت سے خدا کے ہاتھ پاؤن نہین لگا سکتا ہے اور افسوس ہے
کہ ہٹ دہرم معترض ان آیات کو ترک اسلام کا سبب قرار دیتا ہے۔

مفسرین کی اوٹ مین اول ٹپانگ لمبیان ہانک رہا ہے کبھی یہودیون سے عیسے
علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہلواتا ہے کہین زمین و آسمان کے تڑخنے کا انتظام کرتا ہے
ہم اُس کی اس بڑبڑ کا کیا جواب دین اور اُس کی مافی الضمیر تفاسیر کو کیونکر مطالعہ کرین اگر
مفسرین کی کوئی ذاتی رائین ہون بھی تو اُس کے ہم جوابدہ نہین ہین نہ قرآن مجید
قابل الزام ہے۔

اعتراض نمبر ۸۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے مختلف کام انجام دینے کے لیئے

فرشتے مقرر کیئے ہین۔ ان فرشتون کے پر ہوتے ہین بعضون کے دو۔ دو۔ اور بعضون کے
تین۔ تین۔ اور بعضون کے چار۔ چار اور بعض کے اس سے بھی زیادہ۔ مفسرون نے
جبریل کے چھ سو پر بیان کیئے ہین نادان لوگ تو جبریل کے پرون کو مشرق مغرب مین
پہونچاتے ہین اور ہاروت ماروت دو فرشتے بابل کے کنوئے مین مقید بتلائے جاتے ہین
مین ان عجیب الخلقت پردار جانورون کی ہستی کو تسلیم نہین کرتا۔

جواب نمبر ۸۶: تمام مذاہب (باستثنار لامذہبون کے) اس امر کو تسلیم کرتے ہین
کہ دنیا کا سب کام خدا چلا رہا ہے مگر کسی نے خدا کو ان ظاہری آنکھون سے دیکھا نہین ہے
ہان اُس کی قدرت کے عملی نتائج اس کے وجود کا محض اقرار ہی نہین لیتے ہین بلکہ یقین کامل
دلا دیتے ہین فرشتون کی جسمیت اور اُن کی خدمات حقیقت مین نظر نہین آتین بکیا
محض اس امر سے کوئی اہل مذہب اور بالخصوص ہمارے آریہ اُن کے وجود کا کور انکار کرسکتے ہین
کیا ہوا کی جسمیت نظر آتی ہے (گو بدن انسان کے اور اعضار ہوا کا چلنا ضرور محسوس کرتے ہین
اسکو بھی چھوڑیئے روح کو دیکھیئے آریون نے تو اس جوہر لطیف کے وجود کا اس قدر
مبالغہ کے ساتھ یقین کیا ہے کہ اُس کے وجود کو ازلی اور قدیم تسلیم کرلیا۔ لیکن
اگر اس موجود اور قدیم بالذات روح کے دیدار کا کوئی اشتیاق ظاہر کرے تو خالص طور پر
اُس کا مشاہدہ محال ہے جوہر اور عرض کا جھگڑا لگا کر اگر بولتے جاندار کو دکھا دیا
تو بھی چھٹی نہو گی کیونکہ مین اُس روح کو دیکھنا چاہونگا جو جسم کی قید سے مکتی حاصل کرچکی ہو
یا ابھی تک قید جسم اُس نے قبول ہی نہ کی ہو۔ اچھوتی روح ہو۔ آخر کار معترض کو
یہ کہتے بنے گی کہ روح کا اس طور پر مشاہدہ کرانا ناممکن ہے اور اس کے ساتھ ہی
اس بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ بیشک بعض ایسی اشیار کا موجود بالذات ہونا بھی
ممکن ہے جن کو ظاہری آنکھین نہین دیکھ سکتی ہین۔ اس وجہ سے محض نظر نہ آنیکی
سبب سے فرشتون کے جنون کے وجود سے بھی مین اپنے معترض گریجوائٹ
برہم چاری اور سب آریون کو منکر نہونے دونگا۔ قریب قریب اکثر پورانے مذہب
اُن کو مانتے چلے آئے ہین اور مان رہے ہین لہذا ایسی ممکن الوجود مخلوق (فرشتون اور جنون
کی موجودگی کی قرآن مجید نے اگر شہادت دی تو منصف مزاجون کو یہ زیبا نہین ہے
کہ اب ضد سے انکار کر بیٹھین بلکہ یہ الہامی شہادت اُنکے وجود کی ایک پکی دلیل ہے۔

یہ مخلوق نورانی جسم رکھتی ہے اور جس طرح اور مخلوق کو خدا نے پر عنایت کیئے ہین اگر انکے پر ہین تو بھی عقل انسانی کو اسکے اقرار مین کوئی عذر نہین ہوسکتا بعض مسلمان پر و ن سے مراد تو بین لیتے ہین۔ کچھہ ہی ہو لیکن اگر کوئی شخص انصاف رکھتا ہے تو اُسکو فرشتون کی ہستی سے انکار کی کوئی گنجایش نہین ہے برہم چاری اگر کھُلی آنکھون انسان کے ہی وجود کا انکار کر دے تب کوئی اُن کا کیا کرلیگا یون تو ہر دماغ آزاد ہی اگر غلطی کرنے پر کوئی سزا مل سکتی ہی تو صرف شرمندگی مگر یہان اس کی کوئی پروا نہین آنکھین بند کر کر آریہ ہوے ہین۔ یہ تو قرآن کی باتین ہین جو برہم چاری نے سنائی ہین اب کچھ مفسرین اور نادانون کی کہانیان کہہ رہی ہین مفسرین کا نام تو بتلاتے نہین لیکن غالباً اپنے اُستاد نادانون ہی کو مفسر بھی کہہ رہے ہین۔ بہر حال قرآن مجید جبرائیل کے پرون کو دنیا کے مشرق مغرب پہونچانے کی اور ہاروت ماروت کی ملکیئن کی تعلیم نہین دیتا۔

اعتراض نمبر ۸۷۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا دوزخ سے قیامت کے دن پوچھیگا کہ تو نے آدمی پتھر کھا کر سیر ہو گی۔ دوزخ اور مانگے گی خدا خاموش ہو جائے گا جواب نہ دیگا جو سراسر تہذیب کے خلاف ہے۔ مگر مفسر لوگ جواب دیتے ہین کہ خدا اپنے دونون پانون دوزخ مین ڈالکر جہنم کو سیر کر دے گا۔ افسوس ایسی گستاخانہ تعلیم پر۔

جواب ۸۷۔ یوم نقول لجہنم ھل امتلئت وتقول ھل من مزید

ترجمہ۔ جب قیامت کے دن ہم دوزخ سے پوچھین گے کہ تو بھر گئی تو اسکا جواب ہوگا کہ کیا کچھ اس سے زیادہ اور بھی موجود ہے یعنے اُسکے لینے کو بھی موجود ہون۔ ناظرین یہ ہین قرآن کے الفاظ جس سے قیامت کے دن کی دوزخ کی گرمیان دکھائی گئی ہین کہ وہ کافرین کے لینے کے واسطے مستعد ہو گی اور منتظر ہو گی۔

برہم چاری۔ اب فرضی مفسرین کی تعلیم کو گستاخانہ کہکر اور خدا پرست بنکر افسوس کر رہا ہے بھلا ہنو۔ اہل اسلام خدا کو جسم سے پاک سمجھتے ہین اُس کے پانون نہین ہین۔ اگر کہین قدم کا لفظ دیکھکر پانون سمجھ لیا ہو تو اچھی طرح جان لو۔ قدم عربی زبان مین اُس مواد کو بھی کہتے ہین جو کسی کام کے لیئے پہلے سے تیار ہو دوزخ مین قدم ڈالنے سے

یہ مطلب ہے کہ دوزخ مین مجوزہ کافرین مرتبین وغیرہ اور ڈالے جاوین گے یہان تک کہ کوئی باقی نہ بچے گا۔

اعتراض نمبر ۸۸۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا دوزخ کو آدمیون۔ جنون۔ اور پتھرون سے بھرے گا۔ معلوم نہین کہ جن کون ہونگے۔ بھلا پتھرون نے کیا گناہ کیا کہ ان کو دوزخ مین ڈالا جاویگا۔

جواب نمبر ۸۸۔ سوال کے دو ٹکڑے ہین (۱) جن کون ہین۔ (۲) پتھر بے گناہ دوزخ مین کیون ڈالے جاوین گے۔ جواب نمبر ۸۶ مین ہمنے جو کچھ لکھا ہے اُس سے مخلوق جن کو یہ ہم بہاری جان چکا ہے مگر وہ ابھی تک تو حیوانات کی وکالت کرتا تھا اب اُس کا نرم دل پتھرون پر بھی پگھلتا ہے۔

ناظرین۔ پتھرون کو آگ مین ڈالنا۔ پانی مین ڈالنا۔ باغ مین رکھنا سب یکسان ہے۔ اب ہمارے معترض کی اس جاہلانہ حمایت سے اگر مورتی پوجن کی بو نہین آتی ہے تو کیا ہے۔ لیکن ہمین طوطا پڑھانا پڑا ہے۔ بتاین گے اور ضرور بتائین گے عام اس سے کہ سوال کسی حد تک معقول ہے یا نہین۔ پتھرون کے آگ مین ڈالنے سے زیادہ تر مورتی پوجن کی تذلیل کرنا پیش نظر ہوگی تاکہ مورتی پوجن والے سمجھ جائین کہ ہمارے مصنوعی معبودون کا یہ مرتبہ ہے۔ کلام الٰہی نے پتھرون کے آگ مین ڈالنے کا یہ ہی سبب خود بھی ارشاد فرمایا ہے

اعتراض ۸۹۔ قرآن کی تعلیم ہے خدا کو خوب قرض دو وہ دُگنا واپس کردے گا۔ افسوس ہے کہ خدا سود کو قرآن مین حرام ٹھہرادے اور خود دوگنے سود پر قرض لے۔

جواب نمبر ۸۹۔ اس بھدے اور بھونڈے اعتراض پر برہم چاری کو کیا کچھہ نازہی دونون آیتین جنکا حوالہ دیا گیا ہم مضمون ہین ہم پہلے حوالہ کی آیت کو لکھکر ناظرین سے پوچھتے ہین کہ کیا اس قسم کی آیات ترک اسلام کا معقول سبب ہوسکتی ہین مَن ذَا الَّذِی يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ اَجْرٌ كَرِيمٌ = جو شخص خدا کو خوشدلی سے قرض دیتا ہے پس خدا اُس مال کو اُس شخص کے واسطے دوگنا کردیگا اور ثواب باکرامت بھی دیگا اور اسی سورۃ مین دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ترجمہ اور اللہ تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے کو دوست نہین رکھتا۔ اور اُن لوگون کو بھی دوست نہین رکھتا جو خود بخل کرتے ہین

اور دوسرے لوگون کو بخل کرنے کی ہدایت کرتے ہین ۔

دوسرے حوالہ کی آیت مین اتنا اور زیادہ ہے کہ خیرات دینے والے اور خیرات دینے والیان اور خدا کو قرض حسن دینے والے ان کو اُس مال سے دونا دیا جاوے گا معہ ثواب باکرامت کے خداوند عالم نے نہایت نفیس طرز سے بندون کو مصارف خیر کی طرف توجہ دلائی ہے اور بخیلون کو الچیون کو سود خوارون کو شرمندہ کیا ہے ۔

قرآن مجید قرض کے استعارہ سے مسلمانون کو سمجہا رہا ہے کہ تم خدا کی راہ مین خرچ کرنے کو یہ نہ سمجہو کہ یہ مال رایگان ہوگیا اور ہاتھ سے جاتا رہا بلکہ ہر بخیل و سود خوار سے زیادہ منفعت حاصل ہوگی یعنے ہم مال کی عوض دونا مال بھی دین گے اور ثواب باکرامت مفت مین ملجاویگا یہ آیات ایک مذہبی جنگ کے چندہ سے متعلق ہین اور اسی وجہ سے دوسرے حوالہ کی آیت مین اُس کو خیرات سے جدا کر کر تمیز کیا ہے ۔ اسی سورت مین مذکور ہے وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموات والارض اور کیا تمکو یہ زیبا ہے کہ خرچ نہ کرو خدا کی راہ مین اور خدا ہی کے واسطے ملکیت آسمانون اور زمینون کی ہے غرض قرض کے بلیغ استعارہ سے بخل سے نفرت دلائی گئی اور اس سے صریح مطلب خدا کی راہ مین خرچ کرنے سے ہے جس کے منافع سے کسی مذہب کا پابند انکار نہین کر سکتا ۔

خداوند کریم نے چند جگہ خود اس قرض کی تلمیح کو دوسرے لفظون مین بھی بتا دیا ۔ مگر برہم چاری گرہست کا دہندا جوڑ کر ناپ شناپ مکانات کی تعمیر بیٹی بیٹون کی شادی سب کچھ کرانے کو مستعد ہے ۔ اس بے علم معترض کے جواب مین قرض کے لفظ کے دوسرے لطیف معنے اور آیات کی بلیغ تفسیر پیش کرنا عبث ہے لیکن ایک زبان دان ان محاورات قرآنی سے بہت کچھ بصیرت حاصل کر سکتا ہے بہر حال ان آیات شریف مین نہ کوئی گستاخانہ تعلیم ہے نہ سود کی اباحت ہے بلکہ کھلی ہوئی ہدایت ہے کہ خدا کی راہ مین خرچ کرو ۔

اعتراض نمبر ۹۰ ۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک دین پر کر دیتا مگر پوچھیے کہ اس نے ایسا کیون نہین کیا اور ایسا کیون نہین کر دیتا کیا مذہب کی خاطر لوگون کا خون بہتا ہوا دیکھنا اُس کو زیادہ خوش کرتا ہے ۔

جواب نمبر ۹۰ ۔ برہم چاری نے غالباً (مگر پوچھیے) کہکر مادہ یا روح ہے

خطاب کیا ہے کیونکہ آریہ دہرم کے اعتقاد کے مطابق وہی دونون ازلیت مین خدا کے شریک اور خدائی کے دعویدار ہو سکتے ہین۔ مذہبی اختلافات اور اعمال نیک وبد کی کثرت سے تناسخ نے بھی اُن دونون کی مٹی پلید کر رکھی ہے مسلمانون کا تو اعتقاد ہے یَفعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحکُمُ مَا یُرِیدُ یعنے خدا جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے حکم دیدیتا ہے اس لیئے کسی مسلمان کو حق نہین ہے کہ خدا کے کامون پر نکتہ چینی کرے۔

اس اعتراض مین آیت ۵۳ سورہ مایدہ کا حوالہ دیا گیا ہے شمار آیت مین کچھ شبہ معلوم ہوتا ہے یا کتابت کی غلطی ہے معترض کی نظر غالباً اس آیت پر ہے ولوشاء اللّٰہُ لجعلکُم اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِن لِّیَبلُوَکُم فِی مَا اٰتٰکُم فَاستَبِقُوا الخَیرٰاتِ یعنے اگر خدا چاہتا تو تمکو ایک امت کر دانتا لیکن (ایسا نہ کرنے مین خدا کو منظور ہے) یہ کہ تمہاری آزمایش کرے اُس عطیہ مین جو تمکو دیا گیا ہے پس سبقت کرو (دوڑ کر لو) بھلائیون کو۔

منصف مزاج ناظرین۔ آیت کے اندر معترض کے سوال کا جواب تو خود موجود ہے۔

کہ خدا نے بندون کو عقل سا رہبر۔ علم سا رہنما۔ دیگر اور بہی بہین۔ ہادی۔ رسول۔ الہامی صحائف بھیجکر اچھی بُری باتون سے مطلع کر دیا۔ اور فعلی قوتین بھی انسان کو عطا کر دین (جن سے اچھے بُرے ہر قسم کے اعمال ہو سکتے ہین) اب وہ ارشاد کرتا ہی کہ ہماری قدرت کاملہ کے اختیار مین یہ بہی تھا کہ ہم سب لوگون کو امت واحد کر دیتے مگر چونکہ ہمکو اپنی عطیہ قوت فعلی کی جانچ کرنا تھی کہ انسان اُس کو کس طرح کام مین لاویگا اسوجہ سے ہمنے ایسا نہین کیا اور اسی آزمایش کے نتیجہ سے یہ اختلاف مذاہب واقع ہوا۔ بر ہم چاری کی نیک نیتی بھی ملحوظ رکھیئے کہ اُس نے آدہی آیت کا ترجمہ ہی اُڑا دیا تھا۔ آپ شاید وہ یہ سوال کر بیٹھے خدا کو اس آزمایش کی ہی کیا ضرورت تھی تب جواب دینے سے قبل مین نئے آریہ کو ایک اور سوال پر متوجہ کرون گا۔ یعنے خدا کو دنیا کے ہی پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اس سے کیا فائدہ تھا۔ وید کی تعلیم کے مطابق یہ فوتی پیدائش کے جھگڑے قالبون کی تبدیلی۔ روحون رشیون کی گنتی۔ وید کا نزول۔ اور سب سے بڑھکر پرلے کا بکھیڑا۔ گناہ وثواب کی نگرانی ذرات کے توڑ جوڑ۔ آخر اس **کوہ کندن وکاہ برآوردن** سے ذات باری کو کیا منفعت ہے۔ تنہا ہمارا مسخرہ معترض ہی نہین بلکہ آریہ سماجین بھی غور کرلین جواب صرف یہی ہو سکتا ہی یَفعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحکُمُ مَا یُرِیدُ اور حقیقت مین

مذہبون کی اتحادی کیفیت اور انقلابی حالت اُس ذات مقدس کے لیئے یکسان ہے۔ اب غور کیجیے
کہ قرآن مجید پر اعتراض وارد ہونیکی کہان گنجایش ہے۔

اعتراض نمبر ۹۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو
چاہتا ہی راہ پر لاتا ہے بھلا پھر آدمیون کو کیون دوزخ مین ڈالا جاوے۔

جواب نمبر ۹۱ - یہ وہی مضمون ہے جسکو معترض نمبر ۱۰ مین پیش کرکے جواب پاچکا ہی
اب اس کے علاوہ وہ جواب نمبر ۹۰ پر بھی غور کرین کہ انسان کو قوت فعلی خدا نے
عطا فرمائی جس سے وہ ہر قسم کے کام کرتا ہے اور ان اعمال کے سبب سے گمراہ بھی ہوتا
اور ہدایت بھی پاتا ہے چونکہ اُس قوت کو خدا نے عطا کیا ہے تو جملہ نتائج افعال انسانی کی نسبت
خدا کی طرف بلحاظ مسبب اصلی ہونے کے جائز ہے۔ رہا یہ امر کہ خدا کسکو گمراہ کرتا ہی اُنہین کو
جنہون نے ہدایت قبول نہین کی جیساکہ اسی صورۃ مین خود ارشاد کیا ہے واتقوا اللہ
واسمعوا واللہ لا یہدی القوم الفاسقین - یعنے خدا سے ڈرو اور سُن لو خدا
فاسقون کے گروہ کو ہدایت نہین کرتا - یعنے جو شخص باوجود اسقدر سامان ہدایت کے جس کو
اکثر جگہ بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے خدا سے نہ ڈریگا اور بدستور فسق مین رہے گا تو یہی فسق
بداعمالی کی مستقل سزا ہو جائے گا اور پھر وہ ہدایت سے محروم کردیا جاوے گا۔ جس شخص نے
خدا کو خدا سمجھا ہے اور اُس کے اختیارات پر غور کیا ہے اُس کے دماغ مین ان بدخیالیون کو
ذرا بھی گنجایش نہین ملسکتی۔

اعتراض نمبر ۹۲ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا شرک کے سوا باقی تمام گناہ معاف
کردیتا ہے۔ تعجب ہے کہ ایک مورتی پوجا کو جس نے کبھی شراب نوشی۔ زناکاری۔
چوری۔ ٹھگی تو نہین کی اور ہمیشہ اپنے دیوتا کی کدوتی سے ڈرنا رہا دوزخ مین
ڈالا جاوے اور دوسری طرف ایک شرابی - زانی - چور اپنے گناہ معاف کرا کر
بہشت کے مزے لوٹے - افسوس کرم تھیوری کو چھوڑ کر شفاعت کے بے بنیاد مسئلہ نے
اکثر لوگون کو گناہ پر دلیر کردیا۔

جواب نمبر ۹۲ - اس اعتراض مین برہم جاری شرک کے دیگر گناہون سے
سخت قرار دیئے جانے کے بہت خلاف ہے اور اسی ضمن مین عام گناہون کی معافی پر بھی
تعجب ہے اُس کی رائے ہے کہ اول تو شفاعت اور معافی گناہان کا سلسلہ ہی مسدود ہو جانا ہے

اور اگر ایسا نہین کیا جاتا تو بہ نسبت زانی اور چور کے مشرک زیادہ تر مستحق معافی
کم سے کم اُس کا لکچر آریہ سماجون کا منظور شدہ لکچر ہے اب ہم اُن کو توجہ دلاتے ہین
کہ یہ نیا آریہ اُس توحید کی جسکو آریہ سماجین ابتک وید مین ڈھونڈ رہی ہین
اور وید کو سرچشمہ توحید قرار دینے مین سر پھیرتے ہین کہان تک قدر کرتا ہے ہمارا
پہلے سے بھی یہ ہی خیال ہے کہ توحید کسی - **بسولی** - **آری** - **نہانی** کا نام نہین
اور وید (ایک لوہار یا بڑہیی کی دکان) مین اُس کی تلاش عبث ہے مگر نئے آریہ نے
آج اس ویدک توحید کی قلعی کھولدی - شرک خدائے دوجہان سے ایک قسم کی بغاوت
یعنے اُس کے اختیارات - اُس کی حکومت اُس کی خدائی مین دوسرا شریک کیا جاتا
تب شک نہین ہے کہ یہ جرم اور تمام جرایم سے سنگین ہے -
نازک علمی مباحث کو چھوڑکر مین تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۱ کا برہم چاری کو مطالعہ کراتا
اُس کو تعجب ہوتا ہوگا کہ **بادشاہ** کے مقابلہ مین **ارادہ جنگ** کی سزا بھی موت
ہان قتل کے جرم مین موت کی سزا بہت مناسب اور پورا انصاف ہی مگر بغاوت
خیالی جرم مین موت کی سزا کیا معنے رکھتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک کو جرم
سنگین قرار دینے مین قرآن مجید کی غلطی نہین ہے بلکہ اعتراض کرنے مین معترض کی حماقت
جس شخص نے عمر بھر خدا کے وسیع اختیارات اور حکومت کی قدر نہ کی ہو اور اُس مین
خود خواستہ معبودون کو شریک کرتا رہا ہو آج **دارالجزا** مین انصاف اُسکو کسی طرح
درخواست معافی پیش کرنے کی اجازت نہ دیگا - اب ہم معترض کو آریہ سماجون کی سپرد کرتے
اگر ان کے کہئے بھی اس بارہ مین برہم چاری کا دماغ درست نہ ہوگا تب دیکھا جاویگا -
قرآن مجید بتلا رہا ہے کہ ہر گنہگار خواہ مخواہ معافی کا مستحق نہین ہے جن گناہون مین
حقوق عباد شامل ہین وہ معاف نہ ہون گے خدا ہر شخص کو اعمال نیک و بد کا بدلا دیگا
نیکیون کی عوض کچھ گناہون کی **معافی** بالکل حق بجانب ہی توبہ کی **قبولیت** مین انصاف
جیسا کہ ہم ثابت کرچکے ہین = جرایم قابل معافی مین کسی اختیار یافتہ شخص کی شفاعت
منظوری بھی خلاف عقل و عدل اور بے محل نہین ہے کیونکہ یہ بھی اُس شفیع کے اعمال
ایک منصفانہ معاوضہ ہے - کوئی سبب نہین ہے کہ جو شخص عمر بھر اپنی خواہشون کو
مردہ کرکرا احکام الٰہی کی تعمیل کرتا رہا ہو نوع بہ نوع سختیان جھیلی ہون - گناہ نہ کئے ہون

اعمال صالح کا ذخیرہ ساتھ لایا ہو۔ اور آج خدا کی رضامندی اور خوشنودی کا شرف بھی حاصل کرچکا ہو اُس کی سفارش پر چند موحد لیکن گنہگار بندون کے گناہ معاف نہ کیے جاوین اور گناہ بھی کیسے قابل معافی۔ اس شفاعت کے معاملہ مین۔ آئینۂ شفاعت مولفہ پنڈت لیکھرام آریہ۔ اور اُس کے جواب مین صیقل آئینۂ شفاعت اور پھر جوہر صیقل آئینۂ شفاعت شائع ہو چکے ہین اور دیکھنے کے قابل ہین۔ بہر حال یہ پُرانا اعتراض بھی کسی نئے طرز پر معترض نہ پیش کرسکا اور اُس کے بگڑے ہوئے دماغ نے آریہ سماجون کو بھی شرمندہ کیا۔

اعتراض نمبر ۹۳۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ جب قرآن پڑہا جاتا ہو تو مسلمانون اور کافرون کے درمیان خدا ایک پردہ ڈال دیتا ہے تاکہ کافر قرآن کو نہ سن سکین۔ اسلیئے کہ خدا نے اُن کے دلون پر مہر لگادی ہے اور اُن کی آنکھون پر پردے ڈالدیئے ہین اب اگر کافر لوگ راہ راست پر نہ آوین تو اُن کا قصور ہی کیا ہے۔

جواب نمبر ۹۳۔ معترض یہی مہر اور یہی پردہ اعتراض نمبر ۲ مین پیش کرکے جواب لے چکا ہے۔ ہان مسلمانون اور کافرون کے درمیان کا پردہ ضرور مستزاد ہے سچ یہ ہے بغیر پڑہے ہوئے قرآن کیا کوئی کتاب سمجھ مین نہین آتی۔ برہم چاری جی۔ خدا کا کلام نہایت پر تاثیر ہے لیکن جو لوگ اپنی شرارت نفس سے اس ماخذ ہدایت سے ہدایت لینا نہین چاہتے تو اُن کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُس کے پرزور اثر مین کوئی کمی ہے بلکہ اُن کافرون کی سرکشی کے سبب سے قرآن پڑہتے وقت ایک اُسی قسم کا پردہ جیسا کہ اُن کے کانون پر ڈالا گیا تھا کافرون اور مسلمانون کے درمیان مین بھی ڈالدیا جاتا ہے اور یہ بھی سزا ہے اُن کی سرکشی کی۔ گویا اُنکی قوت فہم معطل ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ قرآنی مطلب کو نہین سمجھ سکتے اور یہان پر ہمارے گذشتہ جوابات نمبر ۳ لغایت ۵ و ۱۰ الغایت ۱۲ دیکھنے کے قابل ہین۔

اعتراض نمبر ۹۴۔ قران کی تعلیم ہے کہ مشرک اور کافر ناپاک ہین اُن سے دوستی مت رکھو ورنہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوگے۔ افسوس ہے کہ عاقل ذی شعور لوگون کو ناپاک سمجھا جاوے اور جنگل کے خانہ بدوش وحشی اور بدتمیز لوگون کو جو عقل سے اُلّو کی طرح بے بہرہ ہین پاکیزہ تصور کیا جاوے۔ اس تعلیم کے مطابق تمام عیسائی

بُدھ مت - آریہ - سکھ وغیرہ ناپاک ٹھہرتے ہین - کیا یہ قرآن کی تعلیم کبھی اصول صلح کل کو لا سکتی ہے - بین اس بیخ کن اصول صلح کل تعلیم کو منجانب اللہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

جواب نمبر ۹۴ - ہمارے معترض نے یاایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس کے ترجمہ (اے ایمان والو بالیقین مشرک لوگ ناپاک ہین) کے ترجمہ مین خود اختیاری اصلاح کر کر مشرکین کے لفظ مین کافرون کو بھی داخل کر لیا - اس مین شک نہین کہ قرآن مجید کفر کا بھی حامی نہین ہے مگر مفسد معترض کی یہ معنوی دست اندازی خالی از مصلحت نہین ہے اعتراض کا آیندہ مضمون اُس کی نیت کے منشاد کو ظاہر کر رہا ہے وہ مسلمانون سے عام مذاہب کو اور بالخصوص عیسائیون کو برہم کرنا چاہتا ہے اور صلح کل کے پیرایہ مین قرآن مجید سے منافقانہ پالسی کی امید رکھکر وہ اُس کے خلاف ہی۔

ناظرین = غیر مہذب برہم چاری نے اہل ایمان کو جو خطاب دیئے ہین وہ آپ دیکھ چکے اور عاقل - ذی شعور کسکو سمجھتا ہے "! مشرکین و کافرین کو - آریہ لو یہ وہی مشرکین ہین جن کے ہجو مین سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش مین صفحے کے صفحے رنگ دیئے ہین لیکن آج قرآن مجید کے اُن کو ناپاک قرار دینے پر اسقدر بیجا حمایت کیجاتی ہے - اس الہام الٰہی کا نزول ہدایت کے لیئے ہے وہ مشرکین و کافرین کو ہوشیار کر رہا ہے اور کھُلے کھُلے الفاظ مین اُن کے عیوب اُن کو جتا رہا ہے - کیا اگر مشرکین و کافرین کی ہان مین **ہان** ملائی جاتی تو صلح کل کے اصول پر یہ **ہدایت نامہ ربانی** کچھ کام کر سکتا تھا - ہرگز نہین قرآن مجید مشرکین کی ناپاکی سے اُن کے قلب کی ناپاکی مراد لیتا ہے اور حقیقت مین شرک (مورتی پوجن) نے اُن کے دلون مین روحانی پاکیزگی کا نشان تک نہین چھوڑا ہے راست گوئی اور صاف گوئی ایک سچے الہام کا پہلا فرض ہے اس لیئے قرآن مجید بالکل پروا نہین کرتا - عیسائی - بودھ مت - آریہ - سکھ سب ناخوش ہو جائین مگر مشرک نجس ہین اور ضرور نجس ہین -

پیروان ویدک دھرم کا عملی اعتقاد - چھوت جسکی بابت غالباً ویدنے بھی ہان مین ہان ملائی ہوگی یقیناً محض بے اصول اور صلح کل کے مسلک کا دشمن ہے ایک برہمن کسی عیسائی - مسلمان کی بنائی ہوئی روٹی تو کیون کھانے لگا وہ ایک ویددان

پوجاری جیتہری کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی بھی نہین کھا سکتا یہ ایک
ایسی عالمگیر حماقت اس دہرم کی ہے جس مین بڑے بڑے آریہ مبتلا ہین - اور
اپنی غلط فہمی کو صحیح ثابت کرنے کے لیئے کیا کیا فلسفہ چھانٹتے ہین اور یقیناً ہٹ دہرمی سے
اُنہون نے دیگر مذاہب کے لوگون ہی کو نہین بلکہ اپنے ہم مذہبون کو بھی جو اُن کے
ہم قوم نہین ہین نجس سمجھ رکھا ہے یہ ہی مسلک صلح کل سے جنگ - اسکی
اصلاح ہونا چاہیئے اور قرآن مجید سے حق گوئی کے سوا کوئی دوسری امید محال ہے
برہم چاری خوش ہو کہ اُس نے ہمکو وحشی - خانہ بدوش - بدتمیز - بے عقل - اُلو کھ لیا
اور ہمنے ضبط کر لیا دنیا کی تاریخین پکار پکار کر کہ رہی ہین کہ اسلام اور اہل اسلام نے
تمام عالم مین شائستگی پھیلائی - حق و باطل کا امتیاز کرایا - شرک کے اندہیرے سے
ساری دنیا کو نکالکر توحید کی شاہ راہ پر ڈال دیا - اخلاق حمیدہ تعلیم کیئے - جس کے
ریس مین آج دیگر مذاہب بھی اپنی پارینہ پوتھیون مین اس سامان کو ڈہونڈہتی ہین
ان حالات مین ہم ایک گئے گذرے بددماغ بلکہ بیدماغ - مسخری معترض کی
رائے کی تردید کیا کرین وہ خبث باطنی سے آفتاب پر خاک ڈالا کرے - لیکن بجز اپنی آپکو
خاک مین اٹانے کے اور کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا -

اعتراض نمبر ۹۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ کافرون کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو
کیونکہ قتل سے کفر بڑا ہے - افسوس ہے اس قسم کی تعلیم امن و چین کا کسقدر خون
کرنے والی ہے اسی تعلیم نے تو محمود غزنوی کو امین الملۃ بنایا -

جواب نمبر ۹۵ - پیارے ناظرین - جن لوگون نے اسلامی تاریخ - نخون کی سیر کی ہو
یا منصف مزاجی سے قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہے اُن پر یقیناً یہ بات ثابت ہو چکی ہے
کہ قتل و قتال اسلام کا شعار نہین ہے - اسلام نے دشمنون کو دوست بنانے مین
جسقدر حلم کے ساتھ کوشش کی ہے وہ دنیا کی تاریخ مین اپنی آپ ہی نظیر ہے -
اسلام نے غیر مذہب رعایا کے ساتھ جو کچھ سلوک کیئے وہ تمام عالم مین بڑی عزت سے
دیکھے جاتے ہین -
انصاف والو - اسلام اور بانی اسلام نے کیا کیا سختیان جھیلین اور کس حد تک
مجادلہ و مقاتلہ سے گریز کی ہے جس کو آپ انصاف کی آنکھون سے قرآن مجید مین

مختلف موقعون پر تلاش کر سکتے ہین -
اسلامی جہاد یا قتل و قتال ہمیشہ مدافعہ ہین اور یہ بھی امن و آزادی قایم کرنے کے لیئے واقع ہوئے - یہ محض میری رائے نہین ہے بلکہ قریب قریب سب منصف مزاج مورخین گو غیر مذہب کیون نہون یہی رائے رکھتے ہین - مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ - بی - اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے ایک ضخیم کتاب (دی پریچنگ آف اسلام جسکا اردو ترجمہ دعوت اسلام بڑی تقطیع کے ۴۹۸ صفحون پر شائع ہوا ہے) لکھکر کامیابی کے ساتھ تمام دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کی زبردست ترقی کا آلہ تلوار ہرگز نہین تھا - تمام ممالک دنیا مین بہ تفصیل اسلام کی ترقی کی ابتدا و انتہا دکھائی گئی ہے - قابل اور منصف مزاج مؤلف نے **اسلامی مواعظ حسنہ** کو اسلامی ترقی کا سبب قرار دیا ہے اور یہ مدلل رائے نہایت معقول مواد پر مبنی ہی -
ہم اس موقعہ کے تناسب سے مؤلف موصوف کے اردو ترجمہ کتاب سے چند سطرون کا انتخاب کرتے ہین -

صفحہ ۴۵۵ - قرآن مین کہین کوئی عبارت ایسی نہین ہے جو کسی طرح جبراً تبدیل مذہب کا حکم دیتی ہو - برخلاف اس کے بہت سی آیتین ایسی موجود ہین جن سے داعیان مذہب کی کوششین وعظ و نصیحت کی حد تک محدود کر دی گئی ہین - علاوہ ازین یہ بھی دعوے کیا گیا ہے کہ قرآن کی کسی آیت سے نہین نکلتا کہ کافرون پر بغیر اس کے کہ خود کافر مسلمانون کو حملہ کرنے پر مجبور کرین حملہ کیا جاوے پس اس وجہ سے آنحضرت کی جسقدر لڑائیان تھین وہ اقدامی نہ تھین بلکہ دفاعی تھین - (اس کے بعد تمام ان آیات پر محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر مخالفان اسلام غلط فہمی سے اس کے خلاف رائے قایم کرتے ہین) اب اصل آیت پر توجہ کیجیے وہ خود بھی اسی مضمون کی شاہد ہے اور ترجمہ مین معترض نے خیانت سے جسقدر دست برد کی ہے اسکو بھی ملحوظ رکھیے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَلْعُوْنِيْنَ - اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ - ترجمہ البتہ اگر منافقین اور بدطینت لوگ اور شہر مین جھوٹی افواہین مشہور کرنے والے باز نہ آئین گے

تو ہم تجھکو اُن پر مستعد کرین گے - پھر وہ لعنت زدہ تیرے قریب بہت دنون نہ رہنے پائین گے
جہان پائے جائین تم انکو پکڑیو اور قتل کیجیو -
انصاف بین آنکھین اس سیدھے سادے ترجمہ سے معترض کے مطلب کو کسقدر دور سمجھین گی
آیت شریف منافقون اور بدمعاشون اور جھوٹی خبرین گڑھنے والون کے مقابلہ مین صبر
و ضبط کی تعلیم دیکر امید دلاتی ہے کہ اگر یہ اپنی شرارت و بدمعاشی سے باز نہ آئے تو اسکے
مدافعہ مین تمکو اجازت دیجاویگی قتل و قتال کی - ایک سچے مذہب کو بدامنی پھیلانے والے
باغیون سے مقابلہ مین جب وہ کسی طرح باز نہ آئین اور تحمل کی بھی قدر نہ کرین کیا کرنا چاہیئے
اُن کی آخری اصلاح کی تدبیر جنگ و قتال ہے لیکن افسوس ہے نیا آریہ جس طرح قرآن
و اسلام کا دشمن ہے اُسی طرح عقل و علم سے بیزار ہے قرآن مجید نے اُن کافرون کے
حقوق کی پوری نگاہداشت کی ہے جو فساد سے عہد کر چکے تھے - اُن سے لڑائی ممنوع تھی -
اور اگر کوئی اُن کو نادانستہ قتل کر دے تو جو حکم مسلمان کے نادانستہ قتل کی حالت مین ہے
وہی پاداش اس قاتل کو دیجاویگی (سورۃ النسار)
آریہ برہم چاری - محمود غزنوی کو بت شکنی کی بدولت امین الملتہ کا خطاب ملا ہے نہ قتالی کے
صلہ مین - یہ وہی محمود ہے جس نے ہندوستان مین شرک کی بنیاد کو اوکھیڑا - یہ وہی پاک دل
موحد ہے جس نے کسی رقم پر بھی **بت فروش** بننا قبول نہین کیا - ہماری رائے مین
محمود غزنوی کے تبرّہ مین بھی شرک (موری پوجن) کی وہی حمایت جھلک رہی ہے
جس کو جواب نمبر ۹۴ مین ابھی دکھایا گیا ہے - آریو اس **نئے** سکہ کو اب بھی پرکھ لو ورنہ
پچھتاوگے - وید اپنے مخالفون سے جس شد و مد کے ساتھ لڑائی کا حکم دیتا ہے وہ بھی کسی سے
مخفی نہین ہے اور ہم اُن منترون کا بطور شہادت درج کرنا بھی ضروری نہین سمجھتے
فرق صرف اسقدر ہے کہ قرآن مجید مدافعہ مین جنگ کا حکم دیتا ہے اور اُس سے مقصود توحید الٰہی کا
پھیلانا ہے - اور وید دولت جمع کرنے کی ہوس مین حملہ کرنے کی رغبت دلاتا ہے فاعتبروا
یا اولی الابصار -

اعتراض نمبر ۹۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ لوٹ کا مال خدا اور اُس کے رسول کا حق ہے
اور خدا کو لوٹ کے مال کا پانچوان حصہ ملنا چاہیئے - مگر بھائیو مین اس تعلیم کو بہت خوفناک
اور غارتگر تصور کرتا ہون -

جواب نمبر ۹۶ - پہلے تو یہ سمجھ لیجیے کہ انفال کس مال کو کہتے ہین - جو مذہبی جنگ
بعد متمردان - اور غیر مستحقون سے غازیون کو ملتا ہی - بعد فتح بدر ایسے مال کی تقسیم کی بابت
بحث ہوتی تب ایسا ارشاد ہوا - یسئلونک عن الانفال قل الانفال للّٰہ والرسول
تجھسے انفال کی بابت سوال کرتے ہین اطلاع دیدو کہ انفال خدا اور رسول کے اختیار مین ہے
یعنے اُس کی تقسیم بلحاظ دعاوی غازیون کی نہ ہوگی بلکہ اللہ اور اُس کے رسول کی مرضی پر
ہوگی - اب یہ حجت کہ جہاد ہونا ہی نہ چاہیئے اُس کی ضرورتون کو ہم جواب نمبر ۹۵ مین
دکھا چکے ہین اور جن اشرار سے بمجبوری جنگ شروع کی جاوے اور مال بھی ہاتھ آوے
(جس کی ملکیت کے بلحاظ سرکشی اور متمردی وہ مستحق نہ تھے کیونکہ تمام مال کا مالک حقیقی تو
خدائے برحق ہے اور بندون کو اپنی طرف سے بخشش کرتا ہے اب جو بندے احسان فراموش
اور اُس کی خدائی سے منکر ہین وہ کسی رعایت کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہین) تو اُسکی تقسیم
خدا اور رسول کے اختیار مین ہونا چاہیئے - اُس مال کی تقسیم کی بھی آئندہ آیتون مین تفصیل کیگئی ہے
بتلایا گیا ہے کہ صرف اُس مال کے پانچوین حصہ کو خدا کی نذر کرنا چاہیئے وہ کس طرح نذر ہو
اس کی بھی تفصیل کی گئی یعنے خدا کے رسول یا بادشاہ وقت کو اور رشتہ دارون یتیمون
محتاجون - اور مسافرون کو وہی پانچوان حصہ دینا چاہیئے یہی خدا کا دینا ہے یہان
یہ مطلب نکلتا ہے کہ اگر پہلی آیت کا ترجمہ معترض کا کیا ہوا صحیح ہوتا تو پھر پانچوان حصہ
خدا کے لیئے ہے اس کے کیا معنے - یہ قاعدہ عام ہے قرآن کا اختراع نہین ہے
جنگ کے بعد مغلوب کا مال غالب کا حق ہے ویدک دہرم کے مقننین مثلاً منوجی
وغیرہ بھی ایسی ہی رائے رکھتے ہین (ستیارتھ پرکاش نمبر ۱۹۶) ہماری
گورنمنٹ بھی جو عدل مین شہرۂ آفاق ہے کبھی مخالف فوج کا مال میگزین وغیرہ
یا سامان باربرداری بعد فتح کے پارسل نہین کراتی - آیت شریف مین کوئی نئی بات
نہین ہے صرف اُس کی تقسیم خدا اور اُس کے رسول کے اختیار مین بتلائی گئی ہے جسپر
کچھ حجت نہین ہو سکتی -

بووے برہم چاری - اسلام خدا کی ہدایات کو تمام مخلوق پر پہونچانے کی خدمت اپنے ذمہ
قبول کر چکا تھا اُس کو ہر صورت مین اپنا فرض ادا کرنا تھا اور ادا کیا لہذا جو خطرات
تمہین درپیش ہین اُس سے یہ اولوالعزم مذہب بالکل بے خطر تھا -

اعتراض نمبر ۹۷ - قرآن کی تعلیم ہے کہ دین اسلام خدا کی طرف سے ہے - مین اسطرح تو اسلام اور قرآن کو من جانب اللہ تسلیم کرتا ہون کہ جس طرح تمام گمراہی قرآنی خدا کی طرف سے ہی واہی گمراہ کنندہ ہی تمام چیزون کا ہے کہ شیطان کا بھی وہی خالق ہو گویا شیطان بھی من جانب اللہ ہی لیکن مذکورہ بالا تعلیم کو دیکھکر مین اسلام کو سچا مذہب نہین کہہ سکتا۔

جواب نمبر ۹۷ - اس امر کا فیصلہ خدا نے تو کر ہی دیا کہ اُس کے نزدیک سچا مذہب **اسلام** ہے اور عقل سلیم بھی اسلام کی خالص توحید پر نظر کر کے جس مین شرک کا لگاؤ بھی نہین ہے یہی **فیصلہ** کرے گی۔ اسلام نے جس شایستہ رنگ مین توحید الٰہی کی تعلیم دی ہے جس مضبوطی و استقلال کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ جس نفاست کے ساتھ معاملات کا تصفیہ کیا ہے۔ جس مستحکم دلایل کے ساتھ صفات الٰہی کو ثابت کیا ہے۔ جس شد و مد کے ساتھ شرک پر فتح حاصل کی ہے۔ وہ ہر منصف مزاج سے اس امر کا اقرار لے سکتا ہی کہ اسلام سچا مذہب منجانب اللہ ہی۔ اسوقت ہمارے سامنے کثرت سے غیر مذہب مورخین کی بھی آزادانہ رائین اسلام کی شایستگی و پسندیدگی کی بابت موجود ہین لیکن یہ شہادتین حقیقت مین خود اُن مصنفین کی منصف مزاجی کی شہادتین ہین اور اسلام کے لیئے قابل افتخار نہین ہین۔ بالخصوص دیوانے برہمچاری کے اسلام کو سچا مذہب نہ کہنے سے اُس کی سچائی مین کیا فرق آسکتا ہی اور جس مواد پر وہ اپنی رائے قایم کرتا ہے اُس کی تفصیل بھی آپ پچھلے نمبرون کے جوابات مین دیکھ چکے ہین۔

اعتراض نمبر ۹۸ - قرآن کی تعلیم ہے کہ عورتین تمہاری کھیتی ہین۔ جاؤ اُن کے پاس جسوقت اور طرف سے چاہو۔ کھیتی کسانون اور زمیندارون کی ملکیت ہوتی ہے۔ عورتون کو ملکیت کہا گیا اور محض جذبہ مخصوص کی سیری کا سامان تصور کیا گیا ہے آدمیون کی برابر اُن کو کوئی حقوق حاصل نہین ہین۔

جواب نمبر ۹۸ - نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ ترجمہ بی بیان تمہاری کھیتیان ہین اور تم اپنے کھیت مین جس طرح چاہو آؤ جاؤ۔ منصف مزاجو سچ کہنا مضمون آیت سے کوئی لفظ بھی ایسا نکلتا ہے کہ عورتین ملکیت ہین اور اُن کو کوئی حقوق آدمیون کی برابر حاصل نہین ہین۔ اہل عرب و اہل عجم مین طریقہ مباشرت مختلف ہے۔ قرآن مجید نے نہایت شایستہ طور پر اس اختلاف کا بھی فیصلہ کر دیا کہ تم

اپنے کھیت مین ہر طرح آسکتے ہو عورت بلحاظ پیدایش اولاد ایک مناسبت خاص کھیتی سے رکھتی ہے اور اس نادر تشبیہ سے کوئی ذی عقل بھی ملکیت اور حقوق کا تصفیہ نہین کرسکتا قرآن مجید نے ایک سیدھی سی بات بتاکر تمام دنیا کے مرد وعورت کو ساکت کر دیا تھا لیکن ہمارا دیوانہ برہم چاری الفاظ و معانی کو چھوڑ کر کچھ اور ہی راگ الاپ رہا ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔ قرآن نے عورت کو وراثت مین حصہ دلایا ہے ایک معقول رقم مہر کی تجویز کی ہے جسکی تعداد کا تصفیہ عورت کی بغیر مرضی نہین ہوسکتا۔ اُسکا نان نفقہ ان دونون حقوق سے مستزاد ہے۔

وید قرآن مجید سے اس بارہ مین بھی مقابلہ نہین کرسکتا اور عورت کو ایک معمولی خدمتگار سے زیادہ عزت نہین دیتا۔ نہ وراثت ہے نہ مہر ہی۔ نہ کوئی اور ایسا حق ہے جسکو قرآنی حقوق سے امتیاز کے ساتھ دیکھا جاوے۔ سوامی جی نے **ستیارتھ پرکاش مین** صفحہ ۱۵۶ پر نطفہ کی حفاظت کے بارہ مین حسب ذیل نصیحت کی ہے۔ جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت رنڈی یا بُرے مردون کی صحبت مین کھوتے ہین وہ بڑے بیعقل ہوتے ہین کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوا اور کہین بیج نہین بوتے۔ جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے تو جو شخص سب سے اعلےٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو بُرے کھیت مین بوتا ہے وہ نہایت بیوقوف کہلاتا ہے کیونکہ اُسکا پھل اُس کو نہین ملتا۔

پیارے برہم چاری۔ ابتو عورت سے کھیتی کو تشبیہ موزون ہے۔ ذرا سر تو ہلا دیجئے اور یجر وید ادھیائے گیارہ کو بھی دیکھئے تب وید کی پر جوش تشبیہات جسم مین ایک قسم کی حرکت پیدا کردینگی۔

اعتراض نمبر ۹۹۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی عورت بدکاری کرے تو اُسکو خوب پیٹو اور گھر مین قید رکھو تاکہ مرجاوے۔ افسوس ہے اگر عورت بدکاری کرے تو اُس کو خاوند مارے اگر خاوند بدکاری کرے تو اُس کو عورت کیون نہ جوتے لگائے اور گھر مین تاحیات قید رکھے۔ یہ محض اس لیئے کہ عورت غلامون کی طرح ملکیت تصور کیگئی

جواب نمبر ۹۹۔ فطرت نے مرد کو عورت پر ضرور فضل دیا ہے مردون کے قوائے ظاہری اس اصول کی ایک زبردست شہادت دیتے ہین اور روزمرہ کی بسر اوقات مین بھی جسقدر سخت خدمات مرد سے متعلق ہین عورت سے متعلق نہین ہین۔ گو برہم چاری

تسلیم نہ کرے لیکن کوئی اہل الرائے اس مین شک نہیں کرسکتا کہ حقیقت مین مرد عورت کے
نان نفقہ کا ذمہ دار ہے تب کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ اُس کے افعال کا نگران نہ رہے
الضا فاً بدکار عورت کا گھر سے باہر نہ نکلنے دینا اور اُس کو تنبیہ کرنا ہر غیرت دار مرد کا فرض ہے
مگر نیوگ کا مسئلہ آج برہم چاری کو بدکار عورت کی وکالت کی بھی اجازت دیتا ہے
ورنہ یہ قرآن کی تعلیم نہایت ہی قدر کے قابل تھی - سورۂ نور پارہ ۱۸ - آیت ۲ مین
زانی مرد کی سزا سو کوڑے مقرر کیئے گئے ہین اور وہ بھی جلسہ عام مین بلا کسی رعایت کے
برہم چاری جوتہ لگانے کی سزا تجویز کرتا ہے لیکن قرآن مجید بد اعمالون کے حق مین
اُس سے زیادہ سخت ہی اچھا اسے بھی جانے دیجیئے - آریو - بدکار عورت کا کیا انتظام
کیا جاوے - اُس کی ڈور چھوڑ دیجاوے یا نیوگ کے لیئے وقف کیجاوے - اور
بدکار مرد عورت کی جوتیان کیون کھانے لگا - گھر مین کیون بند ہوگا - فطرتی طور
اُس کے قوائے بدنی بھی عورت سے مضبوط ہین - قرآن کبھی ایسا حکم نہین دیتا
جس کی تعمیل ناممکن ہو - منصف مزاج سمجھ سکتے ہین کہ ہمارے معترض کو قرآن مجید سے
ایک ضد ہے ورنہ اُس کی کوئی تعلیم قابل تمسخر نہین ہے -

اعتراض نمبر ۱۰۰ - قرآن کی تعلیم ہے کہ مسلمان لوگ عورت کو طلاق دے سکتے ہین
افسوس ہے عورت بد صورت ہو لڑکیان پیدا کرے یا خراب ہو تو اس کو طلاق دیدیجاوے
لیکن اگر آدمی بد صورت ہو - لڑکیان پیدا کرے اور خراب ہو تو اُس کو طلاق نہ دیجاوے
طلاق کا مسئلہ جہان بذات خود قبیح ہے وہان اپنے نتائج کے لحاظ سے بھی مذموم ہے
طلاق کا مسئلہ خاوند اور بیوی کے درمیان سچی محبت پیدا نہین ہونے دیتا - کیونکہ
عورت ہمیشہ خائف رہتی ہے معلوم نہین اُس کو کس جرم پر طلاق دیدیجاوے
طلاق کا مسئلہ بازاری عورتون کی تعداد کو بڑھانے والا ہے طلاق کا مسئلہ عورتون کو
بیوفا بنانے والا ہے -

جواب نمبر ۱۰۰ - طلاق کا مسئلہ مرد کی اُس سچی اقتدار کا قایم کرنے والا ہے
جو فطرت نے مردون کو دیا ہے اور عورتون کے دل مین فرمانبرداری کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے
طلاق کا مسئلہ حقیقت مین سچی محبت کو عورت کے دل مین پیدا کرتا ہے - کیونکہ
صرف سچی محبت ہی طلاق کی روک ہو سکتی ہے - طلاق کا مسئلہ زنا کی بُنیاد

اوکھیڑلنے والا ہے ورنہ نیوگ کے معتقدون کی طرح مرد اپنی ناقابلیت کی حالت مین بھی مجبور اً شوہر بنا رہنے کی کوشش کرتا اور عورت کبھی فطری خواہشون کا ضبط نہ کرسکتی اگر طلاق کا مسئلہ موجود نہ ہوتا تو نکاح کے بیش بہا تعلق کی ہرگز قدر نہ ہوتی۔ اور بعض اوقات یہ جایز تعلق زن وشو دونون پر وبال جان ہوجاتا۔ مسئلہ طلاق نے اُن خطرناک احتمالات کی بہی اصلاح کی ہے جو نا اتفاقی کی حالت مین یکے بادیگرے زن وشو کو پیش آتے ہین۔

ہندوستان کے مسلمانون مین اس شرعی فسخ نکاح کا بہت کم رواج ہے جس کے سبب سے نا اتفاقی کی حالت مین وہ عورت کے حقوق کے ادا مین بہی قاصر رہتے ہین اور نوع بنوع مالی نقصان بہی برداشت کرتے ہین۔ اگر ویدک دہرم مین یہ مسئلہ طلاق موجود ہوتا تو غالباً وہ ایسے شرمناک **مسئلہ نیوگ** کی ہدایت نہ کرتا عورت کو طلاق کا خوف ہمیشہ خاوند کی رضامندی اور اپنی خوش اعمالی کی تحریک کرتا ہے اور خطرناک آزادیون کی روک کرتا ہی۔ نکاح کے تعلق کو آہنی زنجیر بنانا انصاف وعقل دونون کے خلاف ہے۔ زن وشو کا تعلق ایسا تعلق نہین ہے جیسے باپ بیٹے کا تعلق ہوتا ہے بلکہ یہ نکاح کے ذریعہ سے پیدا کیا جاتا ہے تب طلاق کے ذریعہ سے ٹوٹنا بہی چاہیئے۔ قرآن مجید کی یہ ہرگز تعلیم نہین ہے کہ بدصورت یا لڑکیاں پیدا کرنے والی یا خراب عورت کو طلاق دیدی جاوے نہ حوالہ کی دونون آیتون مین کوئی ایسا لفظ ہے ساری سورۃ طلاق پڑہنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ طلاق کے دیئے جانے مین بہی عورت کے حقوق قرآن مجید نے کہان تک رعایت کی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۰۱۔ مسلمان لوگ ایک ہی وقت مین دو۔ دو۔ تین۔ تین۔ چار۔ چار بی بیان کرسکتے ہین۔ پہر بہلا عورتین ایک ہی وقت مین دو۔ دو۔ تین۔ تین۔ چار۔ چار خاوند کیون نہ کرین۔ وہ زمانہ مبارک ہوگا جبکہ اہل اسلام عورتین تعلیم یافتہ ہوکر غلامی سے آزاد ہوجایئن گی۔

جواب نمبر ۱۰۱۔ اب کثرت ازدواج پر طنز ہے۔ اس بحث مین کثرت سے مضمون لکھے جاچکے ہین اور کچھ بہی ضرورت نہین ہے کہ مین اس مسئلہ پر اسوقت کوئی مطول بحث کرون۔

شک نہین ہے کہ نکاح کا تعلق صرف ترقی نسل آدم کی غرض سے ہے جسمین اور
منافع بھی مضمر ہین اس لیئے ایک معقول حد تک ازدواج کی کثرت اصل غرض کی
موید اور عقل کے اصول کے خلاف نہین ہے۔ لیکن بعض مردون کے لیئے بنظر اُن کی
مالی حالت اور اُن کی تندرستی اور دیگر حالات کے یہ امر دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ سب
ازواج کے ساتھ عدل کو ملحوظ رکھین۔ اس لیئے عقل سلیم اُن کے لیئے کثرت ازدواج کو
قرین مصلحت نہین قرار دیتی۔ قرآن مجید نے بھی ان دونون اصول کو مرعی رکھکر
چار ازدواج تک ایک مرد کو اجازت دی ہے۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَةً اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنے اگر تمہین اندیشہ ہے کہ متعدد عورات مین
عدل کا برتاؤ نکر سکوگے تو ایک بی بی یا اپنی مملوکہ لونڈی پر قناعت کرو۔ قرآن مجید کی
کثرت ازدواج کی تعلیم بھی مردون کو زناکاری سے بچانے والی ہے۔ ورنہ اکثر
مستطیع لوگ زناکاری کے گناہ کی آلودگی سے پاک نہین رہ سکتے تھے۔ کثرت سے مالدار
اہل ہنود ویدک دہرم مین کثرت ازدواج کے مسئلہ کے ہونے سے زنا مین مبتلا رہتے ہین
اور اکثر مالدار مسلمان بھی اس ملک کے رواج کی بنا پر قرآن مجید کے حکم کی تعمیل نہین کرتے
اور زنا کے گناہ مین آلودہ ہو جاتے ہین ہمارا معترض عورتون کو چار ہی خاوند کرا کر
مردون کی برابر کرنا چاہتا ہے اگر وہ دس خاوندون کی درخواست پیش کرکر نیوگ پر
جھگڑتا تو آریہ مہاجین اور بھی خوش ہوتین۔ افسوس ویدک آریہ دھرم
مرد کے حقوق کو جو معاہدہ نکاح کا غالب فریق ہے ایک ہی زوجہ کی اجازت دیکر
کس زبردستی سے غارت کر رہا ہے اور عورت کو اُس مقید شوہر کی آنکھون کے
سامنے دس خاوند دلوا دیتا ہے۔ **واہ رے نیوگ تیرا انصاف**
لیکن عورت کے چند خاوند ہونے مین اولاد کی بابت جھگڑا رہتا اور غالباً اُس عورت کی
ہر اولاد کا باپ مجہول الاسم لکھا جاتا۔ اور ولدیت کا اشتباہ وراثت کا فیصلہ بھی
محال کر دیتا۔ عورت جس کو سوامی صاحب نے بھی کھیت سے تشبیہ دی ہے کثرت
کاشتکاران سے ناقابل کاشت ہو جاتی ایک کاشتکار کے پاس چند قطعات
کھیت کا ہونا بشرطیکہ وہ سامان زراعت کافی رکھتا ہو مناسب ہے لیکن
ایک کھیت مین چند مختلف کاشتکاران کی مداخلت خالی از خطرہ نہین ہے

عورت حیض کی حالت مین حمل کی صورت مین ایک قوی اور تندرست مرد کے لیئے بہی غیر کافی خیال کیجاتی ہے - برہم چاری جی چند خاوندون کا جہگڑا لگاکر عورت کی جان عذاب مین ڈالنا چاہتے ہین خاوندون مین جو کچھ خانہ جنگیان ہونگی اُس سے اُنہین کیا یہ تو برہم چاری ہین مگر یاد رکھیئے ایسی مفسدانہ تعلیم کی قرآن مجید سے امید کرنا عبث ہے یہ خدا کا الہام ہے اور مرد و عورت کے واجبی حقوق پر نظر رکھکر منصفانہ ہدایت کرتا ہے -

اعتراض نمبر ۱۰۲ - قرآن کی تعلیم ہے کہ مسلمان عورتین پردہ کرین اور چادر سے اپنے چہرون کو ڈہانک کر باہر جاوین تاکہ کوئی غیر آدمی اُن کو نہ دیکھ سکے یا وہ کسی غیر کو نہ دیکھ سکین کوئی وجہ تو نہین معلوم ہوتی کہ مسلمان آدمی کیون نہ چادر سے منہ چہپاکر باہر نکلا کرین تاکہ کوئی غیر عورت اُن کو نہ دیکھ سکے یا وہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھ سکین علاوہ ازین مُنہ کو کپڑے سے چہپاکر سونا - چلنا پھرنا صحت کے لیئے مضر ہے

جواب نمبر ۱۰۲ - برہم چاری کی رائے ہی کہ (مُنہ کو کپڑے سے چہپاکر سونا - چلنا پہرنا مضر صحت ہے) نہین ہم آپ کے فلاسفی کو اور بہی قوت دیتے ہین چہرہ کے علاوہ بہی تمام جسم کو کپڑون سے چہپانا **سخت مہلک ہی** مسامات بدنی مین ہوا کے آنے جانے کو کپڑا ایک قسم کی روک ہوتا ہے - جوتہ پہننا **مخرّب دماغ** ہے اس کی وجہ سے بخارات راستہ نہین پاتے - شہر کے اندر رہنا **قاطع حیات** ہے صاف ہوا نصیب نہین ہوتی ناظرین - ہمارے فلسفہ پر ہنسیئے نہین اور دلایل کی کمزوری پر بھی نظر نہ کیجیئے ہمنے الٹی سیدہی کوئی دلیل تو لکھی - برہم چاری کا فلسفہ محض بلا دلیل ہے ہم اپنے مہربان برہم چاری کی خاطر آدمیون کو **بد مانس** بنانا چاہتے ہین - کپڑہ قطعاً نہ پہنین جوتہ کا پہننا بہی مسدود ہو جاوے درختون کے سایہ مین بسر کرین آبادی کے مکانات ابہی سے **پرلے** کی نذر کر دین اور ان **حیوانی حرکات** سے یہ فائدہ بہی ہوگا کہ وید کی سزا و جزا سے بھی چھوٹ جاینگے پھر تناسخ کے **معمول** بننے کی بہی ضرورت نہ رہے گی - ہم برہم چاری کے اس زبردست **فلسفہ** کی داد کے لیئے کوئی مناسب الفاظ نہین پاتے اگر عورت چہرہ ڈہانک کر چند منٹ کی ضرورت سے چلے پھریگی تو **امراض کی فوج** اُسے فوراً آکر دبا لے گی کیون نہو ناک کان آنکھون کے سامنے جالیدار کپڑا ہوتا ہی ہوا کی آمد رفت مین ضرور کچھ نہ کچھ حاجب

ہماری رائے مین اگر لہنگے کے پہننے کی قید سے بہی عورات کو آزادی دیجاوے تو یہ نسخہ اُن کی ترقی صحت کے لیئے اکسیر کا اثر کرے گا۔ اور چند چھوٹے چھوٹے مسامات کے کھُلے رہنے کی بہ نسبت دو بڑے بڑے مسامات کا کھُلا رہنا بدرجہا مفید ہے ہم اپنے معترض کی ڈاکٹری کی لیاقت بہی ویسی ہی پاتے ہین جیسی اُس کی عربی دانی وقرآن دانی ہے۔ برہم چاری نے روشن دماغی سے بہت غور کیا لیکن اُسکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوئی کہ مسلمان آدمی چادرون سے مُنہ چھپا کر کیون نہ نکلا کرین تاکہ کوئی غیر عورت اُن کو نہ دیکھ سکے اگر حقیقت مین یہ بہی مان لیا جاوے کہ مرد و عورت دونون کو پردہ کی ضرورت ہے تب بہی ان دونون مین کسی ایک پر پردہ کا لزوم دونون کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ مثلاً جب عورت غیر مرد کے سامنے آنے سے باز رہیگی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ وہ غیر مرد کو دیکھ سکے گی نہ غیر مرد اُس کو دیکھ سکے گا۔ دونون کا پردہ ہوگیا۔ غیر مذہب والے بھی پردہ کی ضرورت سے واقف ہو چلے ہین بے پردگی جسقدر زنا کاری کی معین ہے اُسکا تفصیلی فوٹو دنیا تو تہذیب کے خلاف ہے مگر جو شخص اس کی بابت مزید اطمینان چاہتا ہو وہ **بنارس** کی **آگرہ** کی سیر کرے اور دیکھ لے کہ بے حجاب حسن کا نظارہ اُس کی تزہد سے کس طرح دست و گریبان ہوگا۔ ممکن ہے کہ کوئی خاص عمر خاص طبیعت کا آدمی اپنے دامن کو آلودگی گناہ سے بچالے مگر اندازہ ہو جاویگا کہ بے پردگی عورات عام طبیعتون کے لیئے کس قدر خطرناک ہے اسقاط حمل کی وارداتین فرار عورت کے مقدمات۔ زنا کاری کا رواج۔ اکثر بلکہ عمومیت کیساتھ اُن لوگون مین پایا جاتا ہے جہان عورات مین پردہ کی پابندی نہین ہے۔ بعض بعض صورتون مین پاک نہاد عورات کی **مرضی کے خلاف** یہی بے پردگی اُن کو زنا کاری مین مبتلا کر دیتی ہے اور کبھی کبھی اُن کی ہلاکت کا بہی باعث ہوتی ہے۔ پیارے ناظرین۔ انصاف سے دیکھو قرآن مجید کی یہ تعلیم کہ عورتین پردہ کرین اور چادر سے اپنے چہرون کو ڈہانک کر باہر جاوین۔ کیا اعتراض کے قابل ہے۔ باہر آنے جانے کے اکثر کام مردون ہی سے متعلق ہین اگر کوئی مصیبت زدہ غریب عورت کسی ضرورت سے باہر جاے اور اپنے منہ کو ڈہانک کر نکلے تو مین نہین سمجھتا کہ دیوانہ برہم چاری اُس کی پردہ دری مین کیون کوشش کرتا ہے چہرہ کی بے پردگی

دل کی عفت مین بھی خلل انداز ہو جاتی ہے۔ انگلستان کی کورانہ تقلید آریون کو پردہ دری کی دُھن لگائے ہوئے ہے مگر آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے کہ اس بے پردگی نے اُس **مہذب ملک** کے ساتھ بھی کیا سلوک کیا۔ اور شائستگی و تعلیم کی ایک نرجلی لندن کے فسانے سنیئے اور عبرت کیجئے حقیقت مین منصف مزاج اقرار کرینگے کہ قرآن مجید کی عورات کی بابت پردہ کی تعلیم کیسے حکیمانہ اصول پر مبنی ہے جو مسلمانون کے لیئے نہین بلکہ تمام دنیا کے واسطے قابل تعظیم ہے شاید یہ خیال ہو کہ پردہ کی پابندی عورات کے واسطے کچھ تکلیف دہ ہو لیکن حقیقت مین فطرت نے ہی اُن کو شرم کا مادہ بہ نسبت مردون کے زیادہ عطا کیا ہے اور کسی چیز کی عادت بھی اُس کے ساتھ ایک قسم کی رغبت پیدا کر دیتی ہے مسلمان عورات کو پردہ کے ساتھ ایک عجیب قسم کی محبت ہے اور کوئی عورت اگر غربت یا محتاجی کی وجہ سے محنت مزدوری کی خاطر باہر آنے جانے پر مجبور ہوتی ہے تو یہ بے پردگی اُس کو زندگی بھر افسردہ رکھتی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۰۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ متبنٰی یعنے لے پالک بیٹے کی بی بی تمہارے لیئے حلال ہے۔ یہ بات کتنی قابل اعتراض ہے مانا کہ متبنٰی اصلی بیٹا نہین ہے مگر پھر بھی عام سوشیل میل ملاپ کے لحاظ سے فرض کردہ بیٹے کی عورت سے شادی کرنا کسقدر معیوب ہے۔

جواب نمبر ۱۰۳۔ دوستو۔ کلام آلٰہی نے اس تعلیم سے بھی قانون فطرت کی ایک خلاف ورزی سے مخلوق کی حفاظت کی۔ انصاف سے دیکھیئے کسی سے محبت کرنا اور اُس کی پرورش کرنا تو ضرور آدمی کے اختیار مین ہے مگر غیر شخص کے نطفہ سے پیدا ہوئے شخص کو اپنا بیٹا باور کر لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص تانبے کو سونا یا درخت کو پتھر فرض کرلے اس فرضیت کو واقعیت کی منسوخی کا کوئی استحقاق نہین ہے۔ شرع اسلام کے مطابق وہ بطور بیٹے کے وراثت نہ پائے گا نہ اُس کے ساتھ کوئی عمل مثل بیٹے کے کیا جاوے گا۔ بت کوئی وجہ نہین ہے کہ اُس کی **مطلقہ زوجہ** مثل اصلی بیٹے کی بی بی کے کیون سمجھی جاوے کلام آلٰہی نے اس خلاف ورزی فطرت سے بھی ایک نادر طرز مین بندون کو خبردار کیا اور **حضرت زینب** مطلقہ **حضرت زید** سے اپنے رسول کو نکاح کی اجازت دیکر **تبنیت** کی فرضیت کو بے بنیاد ثابت کر دیا۔ حضرت زید کون تھے

یہ رسول کریم کے ایک زرخرید غلام تھے جن کی پرورش وپرداخت حضور نے کی تھی حضرت زینب
کون تھین؟ یہ ہاشمی خاندان کی لڑکی اور حضور سرور عالم کی پھوپی زاد بہن تھین ہادی النظر مین
انکا نکاح حضرت زید سے اہل عرب کی نظر مین (جو خاندانی عزت سے انسان کے ذاتی فضل کا
اندازہ کرتے تھے) تعجب کے قابل تھا مگر سید الانبیاء کے ایماء سے یہ نسبت وجود پذیر ہوئی تھی
جس سے یہ بھی ثابت ہوگیا تھا کہ اعمال ذاتی کے شرف کو غلامی کم نہین کرسکتی۔ آخر کار
ناالتفاقی باہمی سے طلاق کی نوبت پہونچی۔ اور پھر حضرت زینب کی اُس پہلی نسبت نکاح کی یہ
تلافی ہوئی کہ وہ سردار دو عالم کی **بی بی** اور ام المومنین بن گئین۔ چونکہ معترض واقف نہین ہے
کہ نکاح کا معاہدہ شرعاً کس طرح منعقد ہوتا ہے اس لیئے وہ یہ کہنے پر جرأت کررہا ہے کہ حضرت
زینب کا نکاح ہی نہین ہوا مگر غلط ہے ضابطہ شرعیہ کے مطابق نکاح کی تکمیل ہوگئی۔
اُس زمانہ مین کثرت سے اس تبنیت رواجی پر عمل تھا اور قرآن مجید نے آیات شریف مین
مختلف طرز مین اس **فرضی تبنیت** کی بیخکنی کی تھی اس نکاح زینب سے ہی اُسی
غلط فہمی کا اندفاع کردیا اور ثابت کردیا کہ تبنیت رواجی کوئی وقعت نہین رکھتی۔ اور
لے پالک کی مطلقہ زوجہ سے نکاح ہوسکتا ہے۔ ایک سچّے مذہب کا ہرگز فرض نہین ہے
کہ جاہلون کی تقلید اور غلط خیالیون کی تائید مین وہ بھی اُن کی **ہان مین ہان** ملائے اُسکو
اغلاط کی اصلاح کرنا چاہیئے اور بے راہون کو راہ پر لانا چاہیئے۔ معیوب وہ کام ہوسکتا ہی
جو فی الحقیقت معیوب ہے **میل ملاپ** کے لحاظ سے معیوبی پر رائے قایم کرنا بالکل نادرست ہی

اعتراض نمبر ۱۰۴۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ غریبی سے مت ڈرو۔ نکاح ضرور کرلو۔
خدا تمہین امیر کردیگا۔ مگر مین اہل اسلام کو نصیحت کرتا ہون کہ وہ ایسا نہ کرین جس صورت مین
کہ خود ہی لنگڑے ہون دوسرے لنگڑے کو سر پر نہ اُٹھایئن۔

جواب نمبر ۱۰۴۔ قرآن مجید کی آیات اور اُس کے ترجمہ سے اعتراض کی حقیقت کھلجادیگی
دیکھیئے وانکحوا الایامیٰ منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا
فقراء یغنہم اللہ من فضلہ ط واللہ واسع علیم ہ ولیستعفف الذین
لایجدون نکاحاً حتیٰ یغنہم اللہ من فضلہ **ترجمہ** رانڈون کا نکاح کرد
اور اپنے نیک چلن غلامون اور لونڈیون کو بھی بیاہ دو اگر محتاج ہون گے خدا اُنکو اپنے
فضل سے غنی کردیگا وہ رزق کا وسیع کرنے والا ہے اور جاننے والا ہے اور جو لوگ نکاح کرنیکا مقدور نہ رکھیں قابل

مقدور نہ رکھتے ہوں وہ بدکاری سے بچے رہیں اور نکاح نہ کریں جبتک خدا اپنے فضل سے
اُن کو غنی نہ کر دے - اے انصاف والو - گو تم کسی مذہب کے پابند کیوں نہ ہو - مگر قرآن مجید کی
آیات پر غور کرو اور اس پاک ارشاد کی قدر کرو - بیوگان کے نکاح کا اس آیت میں
حکم دیا گیا ہے اور غلاموں لونڈیوں کے بیاہ دینے کی ہدایت ہی - چونکہ حقیقت میں ان دنوں میں
نکاح تو بلحاظ رواج ملک کے ذلیل سمجھا جاتا تھا - غلاموں اور لونڈیوں کے بیاہ دینے میں
خود غرض آقا اُن کے افلاس کا حیلہ کر کر اُن بیچاروں کو زن و شو کے تعلق سے عمر بھر محروم
رکھ سکتے تھے وہ غلام اور لونڈیاں اس بارہ میں خود رائے قایم نہیں کر سکتے تھے لہذا ارشاد الٰہی نے
حیلہ سازی کا دروازہ بند کر کر تسلی دی کہ خدا اپنے فضل سے اُن کی حاجت روائی کریگا -
اور وہ رزق کی کشایش کرنے والا اور سب کے حالوں سے واقف ہی اور جو لوگ شادی کی
استطاعت نہیں رکھتے وہ جبتک مالدار نہ ہو جائیں نکاح نہ کریں اور صبر کے ساتھ

بدکاری سے بچیں - جھوٹ سے بدتر کوئی کام نہیں ہے جس کو ہر مذہب والا بُرا کہتا ہے
لیکن ہمارے معترض کی بے شرمی اور دیدہ دلیری پر آفرین ہے - بکمال جرأت صاف صاف
آیات کے خود خواستہ معنے گڑھکر مخلوق خدا کو بہکاتا ہے اور ذرا آنکھ نہیں جھپکاتا
لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین - (غریبی سے مت ڈرو نکاح ضرور کر لو - خدا تمہیں امیر کر دیگا)
آریو - قرآن مجید محتاجوں کو نکاح سے منع کرتا ہے اور **لنگڑے کو لنگڑے** پر ہرگز
نہیں جھپٹاتا - ہاں شادی بیوگان کی رغبت دلاتا ہے جس سے زناکاری کی روک
ہو سکتی ہے اور قرآن مجید کی ریس میں تم بھی اس رسم قبیح کے مٹانے کے دعویدار ہو -
غلاموں لونڈیوں کو کام کاج میں عار نہیں ہوتی دنیا کی گاڑی کو دو جفاکش بیل یعنے
زن و شو اچھی طرح چلا سکتے ہیں - گو اتنباب بوجہ غلامی اُن کی استطاعت کی جانچ نہیں ہو سکتی ہی
لیکن بفضل الٰہی سے امید ہی کہ اُن کی حاجت روائی ہو جاویگی - ہاں اپنی مرضی سے نکاح کرنیوالیکو
نکاح سے قبل اپنی استطاعت پر نظر کر لینا بہت ضروری ہے - یہ حکیمانہ اور منصفانہ تعلیم
قرآن مجید کی نہایت احسان مندی کے قابل ہے اگر ایک برہم چاری **فطری نسخہ**
(نکاح) کی قدر نہیں کر سکتا نہ کرے لیکن اُس کو **خدائی نسخہ** کہکر گستاخانہ تمسخر کرنا
نہایت شرم کے قابل ہے -

اعتراض نمبر ۱۰۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ چچا اور ماموں وغیرہ نزدیکی رشتوں کی لڑکیاں ہم کو

تمہارے لیئے حلال ہین اسقدر نزدیکی رشتہ مین شادی کرنا مین معیوب سمجہتا ہون
اہل عرب کے قبیلون مین آپس مین دشمنی تھی اس لیئے اپنے ہی کنبہ مین لڑکیون کو
رکھتے تھے مگر ہندوستان مین جہان عرب کے خانہ بدوشون کی طرح چند آدمیون کی
جھونپڑیان علیحدہ علیحدہ نہین تھین اس قاعدہ کا جاری کرنا شایان نہین ہی۔

جواب نمبر ۱۰۵ - کیا معترض نزدیکی رشتہ دارون مین قرابت کو خلاف قانون فطرت
سمجہتا ہے۔ نہین۔ اُس نے ایسا نہین لکہا نہ اس کی کوئی دلیل ہوسکتی۔ بلکہ معترض کی
یہ رائے ہے کہ مخصوص ہندوستان مین بوجہ کثرت آبادی رشتہ دارون مین قرابت
نہ ہونا چاہیئے۔ مگر اس کی بہی کوئی دلیل نہین ہے۔ اور اسپر آیندہ ہم بحث کرین گے۔
ناظرین۔ شروع دنیا مین بوجہ کمی آبادی قرابت کی حدود بہت ہی قریب تہین اور
اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ مجبوراً نہایت قریب رشتہ مین تعلق نکاح وجودپذیر ہوتا تہا
ویدک دہرم کے فدائی بہی کسی وید منتر سے یہ ثابت نہین کرسکین گے کہ قریب
رشتہ دارون مین لڑکی لڑکا بیاہنا ممنوع ہے اور نہ کوئی عقلی دلیل اس غلط اصول کی
تائید مین ملسکتی ہے۔ معترض نے بہی ضمناً تسلیم کیا ہے کہ اہل عرب کسی ضرورت سے
نزدیکی رشتہ دارون مین قرابت کرتے تھے اور اُن کے لیئے یہی موزون تہا۔
ہندوستان مین بلحاظ وسعت آبادی وہ اُس فطری اصول کو توڑنا چاہتا ہے اور کسی دلیل
فی الذہن کی بناء پر معیوب سمجہتا ہے۔ قرآن مجید نے قرابت دارون قریب مین
شادی کی اجازت دی ہے لیکن یہ حکم نہین کیا ہے کہ غیر رشتہ داران مین یا
قرابت داران بعید مین شادی ممنوع ہے قرآن مجید نے اسلامی قرابت کے دائرہ کو
فطرتی اصول پر وسیع کردیا ہے نہ قوم کی قید ہے نہ رشتہ داری کی شرط ہے نہ جنم پتر
ملایا جاتا ہے نہ بیوہ سے نکاح معیوب ہے بلکہ **غیر مسلمان اہل کتاب** سے بہی
مناکحت جائز ہے اب اگر کسی ضرورت سے کوئی شخص محض مسلمان بنارس کا رہنے والا
پنجاب کے ایسے خاندان مین شادی کرے جس سے کچھ رشتہ نہو تو قرآن مجید کوئی مزاحمت نہین کرتا
اعتراض تو یہین پر ختم ہو جاتا ہے اور کوئی بات قابل بحث باقی نہین رہتی لیکن ہم اصل امر
پر بہی بحث کرین گے جس کو ہم جاری زبان پر نہین لاتا اور چھپا رہا ہے۔
یہ اعتراض اُس نے آریہ سماجون سے مستعار لیا ہے۔ اور اُن سے سُنکر کہہ اٹھا کہ معیوب

سمجھتا ہوں - ہم آپ کو بتلانا چاہتے ہین کہ آریہ سماجین اور کل ہندو ایسی قرابت کو
کیون معیوب سمجھتے ہین - یہ لوگ بھی کوئی دلیل نہین رکھتے صرف رواج کے سبب سے
معیوب سمجھتے ہین حقیقت مین ملک ہند کے اندر برہمنون نے کچھ تو قومی تفریق سے
قرابت کے دائرہ کو تنگ کیا پھر جنم پتر کی میلان اور رشتہ کے بچاؤ سے اور بھی مشکل کردیا
اور غرض اس سے محض استفادہ تھی کہ کچھ ہاتھ آئے - شادی کرانے کی آمدنی مستقل
وثیقہ کی طرح قایم رہے - اولاد والے ہر پھر انہین کی خوشامد کرین گے اور جس طرح چاہین گے
شادیان کرائین گے برہمنون کو اپنی اس کوشش مین کامیابی ہوئی اور رفتہ رفتہ
یہ خودغرضانہ ایجاد رواج پاکر مذہب کا جزو بنگئی اس رواج نے دل نشین ہو کر قرابتدار
قریب مین لڑکی لڑکے کا بیاہ کرنے سے متنفر کردیا - جس کی سوا اس طبعی نفرت کے اور کوئی وجہ
نہین ہے نہ ہوسکتی ہے - اولاً ہندوستان کی بود وباش نے شریف مسلمانون کو بیوگان کی
شادی سے لاپروا کیا حالانکہ یہ نہایت تاکیدی حکم قرآن مجید کا تھا اور کوئی ذی عقل مسلمان
اس نکاح کی ضرورتون سے بلحاظ قانون شریعت قانون فطرت انکار نہین کرسکتا
لیکن ہندوستان کی بُری معصیت آب وہوا اور عام رواج نے طبیعتون کو اسقدر متنفر کردیا ہے
کہ ایک شریف بیوہ **نکاح ثانی** کی ہدایت سے گالی کی طرح متنفر ہے - واعظ تمام ملک مین
گھوم رہے ہین کمیٹیان ہوتی ہین تصنیفات ہورہی ہے لیکن یہ نئے دلیل [illegible]
دلون کو پاک نہین کرتی - آریہ سماجین بھی شادی بیوگان کو ضروری سمجھتی ہین اور
کم وبیش اس رسم قبیح کے دور کرنے مین کوشش کررہی ہین مگر کامیابی عنقا ہے
اس کو کیون لوگ معیوب سمجھتے ہین -" اور بھی خواہان ملک ومذہب کیون کامیاب نہین
وہی [illegible] رواج جو مذہب سے کچھ علاقہ نہین رکھتا - اسی طرح ہندو لوگ محض رواج
بنا پر قریبی رشتہ دارون مین قرابت کو معیوب سمجھتے ہین ورنہ اُسکی معیوبی کی کوئی دلیل
نہین ہے اور اُس کی اباحت پر علاوہ قرآن مجید کے قانون فطرت بھی گواہ ہے

اعتراض نمبر ۱۰۶ - قرآن کی تعلیم ہے کہ اہل اسلام چار سے زیادہ بی بیان ایکوقت مین
نہین کرسکتے مگر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ جو شخص ایسا قانون بناوے وہ
نو عورتین کرے - مین تسلیم نہین کرسکتا کہ قانون بنانے والا ہی قانون
توڑے -

جواب نمبر ۱۰۶ - جس وقت ایک مسلمان کو چار سے زیادہ بی بیان کرنا منع کر دیا گیا
اُسی وقت پارہ ۲۲ سورۂ احزاب مین آیت لا یحل لک النساء من
بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبک حسنهن
نازل ہوئی جس کا خطاب خاص حضور سرور عالم سے تھا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ ترجمہ
اے رسول آج کے بعد تمکو کوئی اور عورت حلال نہین ہے اور نہ یہ جائز ہے
کہ ان عورات مین سے کسی کو چھوڑ کر بجائے اُن کے کوئی دوسری عورت کرو گو تمہین
اُن کا حسن پسندیدہ معلوم ہو۔ لہذا یہ کہنے کی گنجایش نہین ہے کہ زیادتی ازواج
مطہرات سے رسول نے کسی حکم قرآن کو توڑا حکم یہ تھا کہ کسی مسلمان کو چار سے زیادہ
بی بیان رکھنے کی اجازت نہین ہے مگر رسول کریم کو موجودہ بی بیان رکھنا چاہیے
لیکن ازواج مطہرات مین بذریعہ طلاق یا نکاح مزید کی ترمیم و تبدیل نہ فرماوین ہر مسلمان کو
ایسا حکم نہ تھا کہ چار بی بیون مین تبدیل و ترمیم نہ کرے لہذا موجودہ ازواج کا قایم رکھنا
اسی مکمل حکم کی بنا پر تھا اُس مین خلاف ورزی نہین کی گئی اب اعتراض یہ وارد ہوتا ہے
کہ یہ مراعات خاص رسول کریم کے ساتھ کیون کی گئی کہ آپ فقط بی بیون کو موجود رکھین۔
لیکن اس تفریق و تخصیص سے کہ ہر مسلمان کو تو اختیار تھا کہ اپنی موجودہ چار ازواج مین سے
کسی ایک کو چھوڑ کر بجائے اُس کے دوسری کر لے لیکن رسول خدا کو ایسی اجازت نہ تھی
ضرور یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ارشاد الٰہی کو عام طور پر رسول مکرم کی ازواج کی تعداد کا
بڑھانا منظور نہ تھا صرف کسی مصلحت سے موجودہ تعداد ازواج کو قایم رکھا گیا
ازواج مطہرات کی عظمت کا یہ مقتضا نہ تھا کہ سید المرسلین کی زوجیت کا شرف
حاصل کرنے کے بعد وہ طلاق کی ذلت برداشت فرماوین اور خاصکر ایسی حالت مین
جبکہ اُنہون نے تمام عمر رضامندی و خوشنودی رسول مین گذاری ہو۔ دوسرے
طلاق کی صورت مین احتمال ہو سکتا تھا کہ ازواج رسول صلعم سے کفار سازش کر کے
دین اسلام کو مضرت پہونچایئن اور جھوٹی روایتین تراش کر ایک زبردست اور
سازشی شہادت بہم پہونچایئن۔ ازواج مطہرات مین تبدیلی نہ کرنے کی ہدایت
اس مصلحت کی طرف خاص اشارہ کر رہی ہے۔ بہر حال ہمارے برہم چاری کا تو اعتراض ہی
دوسرا تھا وہ سورۂ احزاب تک پہونچے ہی نہ تھے اور سمجھ لیا تھا کہ چار سے زیادہ

ازواج رسول کا ہونا شاید قرآن مجید کے حکم کے خلاف ہی۔

اعتراض نمبر ۱۰۷۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ اے رسول (خطاب از خدا) ہم تم
یہ خبریں غیب کی سناتے ہین۔ تو اور تیری قوم اس سے بے خبر تھی۔ حاضرین ا
وحی سے پہلے مختلف قصے نوح۔ ابراہیم وغیرہ کے بیان کیئے گئے ہین۔ اور ان
غیب کی بات کہا گیا ہے۔ کیا جن کو اہل عرب پہلے نہین جانتے تھے۔ بائبل کے
پڑہنے والے دوسرے لوگ بہی ان سے بے خبر تھے۔ قرآن کے وجود سے قبل
یہ مفصل قصے بائبل مین موجود تھے۔ پھر ان کو غیب کی بات کہنا اور
الہام کا دم بھرنا سراسر غلطی ہے۔

جواب نمبر ۱۰۷۔ غیب کے مطلب کو تو خود آیت شریف نے بہی واضح کر دیا
مَا کُنْتَ تَعْلَمُہَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا یعنے غیب سے مراد یہ
کہ تو اور تیری قوم ان باتون کو نہین جانتی ہتی۔ گو نبیون کے قصے اور حالات صحائف
سابق مین موجود تھے جنکو قرآن مجید نے اکثر جتلایا بہی ہے مگر تیرے علم مین نہین تھے
اور تجھسے چھپے ہوئے تھے۔ نوحیہا الیک ہم اُن کو تیری طرف وحی کرتے ہین۔
(اطلاع دیتے ہین) قرآن کی وحی اور الہام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ اطلاع مع الفاظ
و معنے منجانب اللہ ہے۔ اسی سورۃ مین اخیر سے کچھ قبل مذکور ہے وَکُلًّا نَّقُصُّ
عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ وَجَاءَکَ فِی ھٰذِہِ الْحَقُّ
وَمَوْعِظَۃٌ وَّذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ پیغمبرون کی خبرون مین سے ہم ہر چیز
تجھسے بیان کرتے ہین اس سے نصیحت کا دل نشین کرنا ہے اور ایمان والون کیواسطے
یاد دلانا ہے۔ اور تیرے پاس اس قرآن مین سچ آیا ہے۔ انبیاء کے قصے بیان کرنے کی
قرآن مجید نے خود بیان فرمادی اور چونکہ یہ اطلاع منجانب اللہ ہے لہذا الہام ہے
توریت اور انجیل مین یہودیون اور عیسائیون نے جو الحاق کیئے تھے اُس کو اس الہام
نکال کے ہیچ کیا یہ الہام الٰہی بہت سی ایسی باتین بہی تعلیم کرتا ہے جو قصص سے
بالکل جدا ہین۔ آریہ محقق اب تک وحی والہام کے معنے سمجھنے مین غلطی کر رہے
کبھی وہ الہام کو علم کا بیج بناتے ہین پھر ایک نئی شاخ لگاتے ہین کہ سلسلہ تعلیم کے
الہام کی ضرورت نہین رہتی۔ لیکن یہ سب قیود و شرائط خود خواستہ ہین اسکی کوئی دلیل

الہام کے لغوی معنے تلقین کے ہین اور الہام آلہی و وحی خدا سے خدا کا تلقین کرنا مراد ہے
خواہ وہ **نصیحت آمیز قصص ہون یا فلاح اموز ہدایات ہون۔**

اعتراض نمبر ۱۰۸ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے اسکو بذریعہ قصے اپنے بندے پر نازل کیا ہے مگر کیا خدا اور جبرائیل محض موسےٰ - عیسےٰ - ابراہیم وغیرہ بائبلی نامون سے ہی واقف تھے - کیا ان کو ہندوستان کے - رشی - منی - پانڈو کورو - رامچندر - اور سیتا بکرماجیت - گوتم بدھ وغیرہ کے نام نہین آتے تھے - کیا یہ سب کے سب عیسےٰ موسےٰ سے کمتر تھے - پھر قرآن شریف مین انکا نام کیون نہ آیا - میری رائے ہے کہ رسول خدا نے سوداگری کے سفر مین جو قصے کہانیان یہودیون وغیرہ سے سنی تھین اُنکے حافظے مین قایم رہین اور خواب مین وہی نظر آئین - لہذا مین قرآن کو الہامی کتاب نہین تسلیم کر سکتا -

جواب نمبر ۱۰۸ - اعتراض کے آخر فقرون سے (سوداگری کے سفر مین جو قصے کہانیان سنی تھین اُنکے حافظے مین قایم رہین اور خواب مین وہی نظر آئین) تعجب ہوتا ہے یقیناً معترض کے دلپر ضرور اس الہام مکمل کی ایک ہیبت ہی وہ اس کلام آلہی کو الہامی کتاب تو نہین تسلیم کرتا مگر رسول خدا کی مؤلفہ کتاب کہنے کی بھی جرأت نہین کر سکا۔ وہ اپنی بدذہنی سے اس الہام کا ذریعہ خواب کو قرار دینا چاہتا ہے لیکن اگر یہ قصص حافظہ مین موجود تھے تو خواب کی بھی ضرورت نہ تھی - یہان پر معترض **خود اونگھ گیا** بہرحال قرآن مجید تو الہام مکمل ہے جیسا کہ ہم اجمالی جواب مین ثابت کر چکے ہین مگر اس نمبر مین بھی معترض کے پیش کردہ وجوہ کی پڑتال کیجاویگی - ناظرین کیا الہام کے واسطے ضروری ہے کہ وہ **مجموعہ قصص یا مجموعہ اسماء الرجال** ہو - ہرگز نہین - پھر رامچندر - بکرماجیت وغیرہ کے نامون کی معترض کو قرآن مجید مین کیون تلاش ہے - شاید اس لیئے کہ وہ اس ہدایت کو عرب کے واسطے محدود و مخصوص ثابت کرنا چاہتا ہے اور عرب کے جانے ہوئے نامون کے سبب سے وہ خودساختہ کتاب سمجھ رہا ہے - لیکن اسمین بھی وہ غلطی کر رہا ہے - ہاں ملہم کی جائے سکونت سے ہدایت کا آغاز ہوتا ہے اور پھر وہی ہدایت عالمگیر ہو جاتی ہے قرآن مجید نے سلسلہ ہدایت کو مکہ (عرب) سے شروع کرکے تمام دنیا مین پہونچا دیا جیسا کہ خود ان آیات قرآنی سے معلوم ہو سکتا ہے وکذالک

اوحینا الیک قراٰنًا عربیًا لتنذر امّ القریٰ ومن حولہا (سورہ شوریٰ)
ترجمہ اور اسی طرح ہمنے تیرے دل مین عربی کلام ڈالا تاکہ تو مکہ والون کو اور اُس کے آس پاس کے لوگون کو ڈراوے۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعْدَ حِیْنٍ (سورہ صٓ) ترجمہ یہ تو صرف ایک نصیحت ہی تمام دنیا کے لوگون کے لیئے اور تم ایک زمانہ کے بعد اس کی سچائی جانوگے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (سورہ السبا) اور ہمنے تجھکو نہین بھیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو۔ اب یہ بات آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ اس الہام کے سب سے پہلے مخاطب الیہ اہل عرب ہین لھذا عربی زبان مین ہدایت شروع ہوئی جس کے ترجمے ہوکر تمام عالم مین پھیل گئے (وَلَتَعْلَمُنَّ الخ) اسی ہدایت کے سلسلہ مین کہین کہین عبرت و نصیحت کے لیئے انبیاء سابق کے تذکرے کیئے گئے۔ اب مشاہیر ہند کے قرآن سے فہرست مانگنا سراسر حماقت ہے نہ یہ لوگ بلحاظ مرتبت اُن انبیاء مذکورین سے کچھ نسبت رکھتے ہین۔ نہ ان کے تذکرون سے شروع ہدایت مین عبرت و نصیحت کا کام نکلسکتا تھا نہ کلام الٰہی مین کوئی ایسا باب تھا جسمین ان کے نام بہ ترتیب حروف ہجی درج کیئے جاتے لہذا یہ کوئی وجہ قرآن مجید کو غیر الہامی قرار دینے کی نہین ہے۔

اعتراض نمبر ۱۰۹۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ اہل کتاب نے جن سے مراد یہود ہی و نصاریٰ وغیرہ ہین انجیل و توریت مین کچھ ردوبدل کردیا ہے اس کے علاوہ دیگر صحائف انبیاء کا بھی مہمل سا ذکر قرآن مین آیا ہے۔ مگر اس مین وید شاستر ژند اوستھا وغیرہ کتابون کا کہین نام نہیو آیا یہ کتابین ہزارہا برس قرآن سے پہلے کی موجود تھین۔

جواب نمبر ۱۰۹۔ مسلمان لوگ اور قرآن مجید وید وغیرہ کتابون کو آسمانی صحائف تسلیم نہین کرتے اور اس موجودہ تعلیم شرک سے کسی طرح پر اُن کے الہامی ہونے کا یقین نہین کیا جاسکتا۔ لہذا معلوم نہین ہوتا کہ معترض کس حق سے ان مزخرفات کا صحائف الہامی کی ذیل مین تذکرہ ضروری سمجھتا ہے اس کے علاوہ قرآن شریف خود بتلاتا ہے کہ بعض بعض رسولون اور اُن کے صحائف کا بھی تذکرہ خدای تعالیٰ نے

نہین کیا ہے حسب وجوہ جواب نمبر ۱۰۸ اکے سلسلۂ ہدایت مین جن رسولون اور
جن صحائف کے تذکرون کی ضرورت قرآن مجید مین سمجھی گئی ذکر کیئے گئے - یہ الہام مکمل
کسی کتب فروش کی دُکان کی فہرست نہین ہے اس مین دنیا بھر کی کتابون کے نام
تلاش کرنا ہی حماقت ہے اور یہ بہی کوئی وجہ قرآن مجید کو غیر الہامی کہنے کی نہین ہے

اعتراض نمبر ۱۱۰ - قرآن کی تعلیم ہے کہ قسم مت کھاؤ - مگر خدا نے بذریعہ وحی کوہ طور
مکہ - زیتون - گھوڑون - ہواؤن کی قسمین کھائی تھین کیا وجہ ہے کہ خدا نے ہمالیہ
ایلپس وندھیاچل وغیرہ پہاڑون اور ہندوستان کے آڑو - آلوچون - سنگترون -
بھینس - ہاتھی وغیرہ کی قسم کہین نہ کھائی -

جواب نمبر ۱۱۰ - زینت کلام اور فصاحت کلام کے لیئے اور اشیاء کی عظمت
ثابت کرنے کے لیئے اُن اشیاء کی قسم کا داخل کلام کرنا احسن خیال کیا جاتا تھا - لھذا
قرآن مجید کو بھی جو عرب کے ملک کی زبان مین ہے قسم ہائے قرآنی سے عربی لٹریچر مین
قرآن کی افضلیت و اکملیت ثابت کرنا منظور ہے مگر نادان معترض قسم تلاش کرتا ہے
گنگا جمنا وغیرہ کی جسکو اُس ملک سے کوئی نسبت نہین ہے -

ناظرین - برہم چاری پہر وہی اتہام کرتا ہے کہ قرآن مجید قسم کھانے کو منع کرتا ہے - یہ
جھوٹ اور زنانہ جھوٹ ہے - قرآن مجید سچی قسم کھانے کو ہرگز منع نہین کرتا
اعتراض اور جواب نمبر ۱۴ ملاحظہ کیجیے -

اعتراض نمبر ۱۱۱ - قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے اَن پڑھون مین اَن پڑھ رسول بھیجا
تو کیا پڑھے لکھے عالم فاضل لوگون کے لیئے ایک ان پڑھ کی بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے

جواب نمبر ۱۱۱ - خدائے تعالے نے اُمّی رسول کو سید الانبیاء کیا اور اُسکو وہ مجموعۂ حکمت
(قرآن مجید) عطا کیا جو بلحاظ اپنی فصاحت و بلاغت اور مضامین کے کسی طرح ان پڑھ
رسول کی تالیف نہین قرار دیا جا سکتا - قرآن مجید نے خود مخلوق کو مطلع کر دیا ہے کہ
رسول معظم اپنی طرف سے کچھ نہین کہتے ہین وہ جو کچھ کہتے ہین بذریعہ وحی و الہام کہتے ہین
اور یقیناً جناب کا اُمّی ہونا بھی ایک بڑی زبردست نشانی آپ کی افضلیت نبوّت کی ہے
اگر حقیقت مین قرآن مجید کلام آلہی نہ ہوتا تو بلاشک ایسی راسخ ہدایت ایک انسان اور
ناخواندہ انسان کے دماغ و زبان سے دنیا کو میسر نہین آسکتی تھی اسلام کی عالمگیر ترقیان

وقبولیت عام نے اب اس بات کے کہنے کی بھی گنجایش نہین رکھی ہے کہ (کیا پڑھے لکھے عالم فاضل لوگون کے لیئے ایک ان پڑھ ہے کی بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے)
فی الواقع یہ آیات الٰہی ہین اور ضرور ہر فاضل سے فاضل پر واجب التعمیل اور قابل تسلیم ہین جیساکہ عملی طور پر اسلامی کئی کروڑ مردم شماری نے بھی ثابت کر دیا۔

اعتراض نمبر ۱۱۲۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا نے اسکو عربی زبان مین نازل کیا یہ اس لیئے کہ لوگ اس کی عجمی زبان مین ہونے پر کہین یہ نہ کہدین کہ ہم اسکو نہین سمجھ سکتے ہین بھلا کیا خدا کو معلوم نہین تھا کہ دوسرے لوگ جو عربی نہین جانتے وہ بھی عربون کا اعتراض پیش کرین گے۔ مین اس امر کو تسلیم نہین کر سکتا کہ خدا کی کتاب جو عام لوگون کی ہدایت کیلیئے نازل ہو وہ ایسی زبان مین ہو۔ کہ جسکو سوائے چند قومون اور صحرائی خانہ بدوشون کے کوئی نہ سمجھ سکتا ہو۔

جواب نمبر ۱۱۲۔ معترض کو حجت ہے کہ قرآن مجید عربی زبان مین کیون نازل ہوا اور چونکہ اسلام تمام دنیا کو اپنی طرف بلاتا ہے لہذا عربی زبان کی تخصیص مین چند عربون کو آسانی اور تمام دنیا کو دقت ہے ہمنے اپنے اجمالی جواب مین جہان ویدک زبان پر بحث کی ہے قرآن کی عربی زبان مین نزول پر بھی بحث کی ہے۔ قرآن مجید نے عربی زبان کی تخصیص کو خود ہی بیان فرمایا ہے۔ سب سے پہلے اُسپر غور ہونا چاہیئے

(۱) (سورۂ مریم) فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِہٖ قَوْمًا لُّدًّا۔ ترجمہ۔ ہمنے تیرے (رسول کی) زبان مین ہونے سے (قرآن کو) آسان کر دیا ہے تاکہ تو ڈرنے والون کو خوشخبری دے اور ہٹ دھرمون کو ڈراوے

(۲) (سورۂ الزمر) قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ ۰ ترجمہ یہ کلام عربی زبان کا بغیر اینچ پینچ کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرین۔

(۳) (سورۂ صٓ) اِنْ ہُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۰ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعْدَ حِیْنٍ ۰ یہ تو تمام دنیا کے واسطے نصیحت ہی اور تم ایک زمانہ کے بعد اس کی سچائی جانو گے۔

ناظرین۔ مین نے چند مواقع سے مختلف آیات آپکی غور کے واسطے منتخب کی ہین۔ ہر الہام کا اُس کے ملہم کی زبان مین ہونا بہت ضروری ہے تاکہ وہ ہدایت کے کام کو

باسانی انجام دے سکے۔ مثلاً رسول انگلستان کا رہنے والا ہوا اور اُس کا الہام فارسی
زبان مین ہو تو ظاہر ہے کہ انگلستانی قاصد تبلیغ ہدایت کما ینبغی نہ کر سکیگا اسی طرح
عربی رسول کے الہام کا عربی زبان مین ہونا اشد ضروری تھا آیت نمبر (۱) مین خداوند عالم نے
خود بتلا دیا ہے کہ ہمنے رسول (ملہم) کی زبان مین قرآن کو کیون نازل کیا۔ شک نہین ہے
کہ عربی زبان ایک وسیع زبان ہے اُس کے مکمل صرف و نحو اور کثرت لغات کا بھی یہی مقتضا تھا
کہ اس مکمل الہام کے لیئے منتخب کیجاوے جس سے تمام دنیا کا مستفیض کرنا پیش نظر تھا اور
یہ مکمل زبان ان احتمالات سے پاک تھی کہ ایک ہی لفظ کے معنے شرک کے بھی ہون
اور توحید کے بھی ہون۔ جیسا کہ سنسکرت یا ویدک زبان نے ثابت کر دیا۔ آیت
نمبر (۲) نے بھی بتلا دیا ہے کہ قرآن کے عربی زبان مین نزول کی یہ وجہ ہے
تاکہ معانی کے ایچ پیچ کا قصہ رفع ہو جاوے۔ حقیقت مین یہ **عربی الہام**
تمام دنیا کے واسطے ہے جن کی زبانین گو مختلف ہون مگر عربی جیسی صاف اور مکمل زبان سے
تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بذریعہ ترجمہ دوسرے لوگون کا اُس سے بہرہ مند ہونا بالکل
ممکن ہے۔ آیت نمبر (۳) اس مضمون کی شاہد ہے۔ چونکہ سب سے پہلے ہدایت کی روشنی
عرب کو تاریکی سے نکالنے والی تھی اور اُسی سرزمین کو ایسے جلیل القدر و عظیم الشان
ملہم کی سکونت سے شرف ملا تھا لهذا قرآن مجید کا عجمی یعنے غیر عربی زبان مین نزول ہو کر
اہل عرب کو کافی عذر کا موقعہ تھا اور جب اُس **راز توحید** سے ایک حصہ ملک واقف ہو گیا
تب آسانی کے ساتھ وہ غیر عرب مین پہونچ سکتا تھا اور پہونچا اور تھوڑے ہی عرصہ مین
اس عالمگیر روشنی نے تمام دنیا کو بقعہ نور بنا دیا۔ ہم اپنے برہم چاری معترض کو سمجھائے دیتے ہین
ہماری رائے مین الہام کے واسطے ایسی زبان کی ضرورت نہین ہے جو انسانی زبان نہو
اور جس کے سیکھنے پر انسان اب گذر جانے پر بھی انسان قادر نہ ہو سکے جسکے الفاظ کے معنے
اسوقت تک متنازعہ ہون جس سے مشرکین و موحدین دونون کو اپنے اپنے مطلب مین
مدد ملے۔ جسکا آجتک اردو زبان مین فارسی زبان مین ترجمہ نہ ہو سکے۔ الہام کیواسطے
عام طور پر ایک مکمل زبان درکار ہے جسکو انسان جانتے ہون اور کم سے کم اُس کے
سیکھ جانے کی قدرت رکھتے ہون جیسی عربی زبان ہے اور چونکہ اہل عرب جاہلیت کے
زمانہ مین بھی فصاحت و بلاغت کے ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور زبان دانی انکا حصہ تھا

اُسوقت مین کوئی موجودہ زبان اور اہل زبان عربی زبان اور زبان دانون کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے لہذا اسی عربی زبان کو الہام کے واسطے خدا نے پسند فرما کر عربی رسول کے ذریعہ سے قرآن مجید کے الہامی ہونے کا اُن اہل زبان سے اقرار لیا۔ غیر ترقی یافتہ زبان مین اس الہام کا نزول وہان کے باشندون کی نظر مین کیا وقار پیدا کر سکتا تھا جبکہ وہ خود زبان دانی مین کامل نہ تھے تو اُن کا بوجہ فصاحت کلام قرآن مجید کو الہامی کہدینا ایسا ہی تھا جیسا آریہ سماجون کا اُسکو غیر الہامی کہدینا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۳۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا کے کلمات تبدیل نہین ہو سکتے اگر کلمات سے مراد ہم قانون قدرت لین تو ہم دیکھتے ہین کہ قرآن کسقدر قانون قدرت کے برخلاف باتون سے بھرا ہوا ہے اگر کلمات کے معنے محض باتون یا آیتون کے لین تو ہم دیکھ سکتے ہین کہ ایک آیت کو بدلکر دوسری آیت نازل کی گئی ہے پھر مین کس طرح تسلیم کرلون کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

جواب نمبر ۱۱۳۔ ہم بہت واضح طور پر دکھلا چکے ہین کہ قرآن مجید کی تعلیم قانون قدرت کے خلاف ہرگز نہین ہے۔ اب آیات کی تبدیلی کے قصے مین نیا آریہ کیون پڑتا ہے وہ سمجھ لے کہ کلمات الٰہی سے مراد ہے علم الٰہی ہے جو کبھی تبدیل نہین ہو سکتا۔

اعتراض نمبر ۱۱۴۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ اے محمد لوگون کو جو کافر ہین کہدے کہ وہ اور اُن کے معبود قرآن جیسی کتاب بنا لاوین اگر وہ سچے ہین اور تحقیق وہ نہین بنا سکین گے پھر وہ دوزخ مین ڈالے جاوین گے۔ **حاضرین۔** کیا کسی کتاب کی منجانب اللہ ہونے کی یہ کوئی دلیل ہے کہ اُسکا ثانی کوئی نہین بنا سکتا۔ ہرگز نہین۔

جواب نمبر ۱۱۴۔ ہم اپنے اجمالی جواب مین اس مضمون پر بحث کر چکے ہین اور پھر بتلاتے ہین کہ خدا نے جانور انسان وغیرہ لاکھون اشیاء بنائی ہین۔ اب انسان بھی مٹی کے جانور۔ ربڑ کے جانور۔ بناتا ہے لیکن خدا کی خلاقی سے ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا حقیقت مین وہ قادر مطلق اپنی خلاقی کی صفت مین لاثانی ہے اسی طرح اُمی رسول نے بڑے بڑے زبان دان اہل عرب کے سامنے قرآن مجید کا دعوے پیش کیا اور عربی لٹریچر کے مشتاق اس دعوے کو نہین توڑ سکے تب ضرور ثابت ہوا کہ بلاشبہ یہ لاثانی کلام

اسی خدائے یکتا کا کلام ہے جس کا اس صفت مین بھی کوئی نظیر نہین ہے۔ آریہ سماجین
نفضول اس دعوے کے توڑنے کی کوشش کرتی ہین۔ جو اہل عرب بزعم خود اپنے قصائد کو
اس زبان کی ترقی کی معراج سمجھتے تھے اُنھون نے قرآن مجید کی بیمثلی کا عاجزانہ اقرار کیا
کعب بن مالک - حسان بن ثابت (طوطی عرب) جیسے جیسے
فصحائے عرب نے اس دعوے کو تسلیم کیا **ولید بن مغیرہ** - جیسا ادیب گو دولت اسلام سے
محروم رہا مگر کلام الٰہی کی سلاست نے اُس سے بھی اپنی نے نظیری کا اقرار لے لیا فقال
ان ھذا الا سحر یوثر۔ شعرائے عرب ہی پکار اُٹھے ماھذا قول البشر
اب ہم بر ہم چاری کی **ہٹن ہٹن - چر چر - چون چون** کا کیا جواب دین
وہ خود ہی سمجھ لے کہ وہ کیا کہتا ہے اور قرآن مجید کیا کہہ رہا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۵ - قرآن کی تعلیم ہے کہ اے رسول تو لوگون کو سُنا دے کہ اگر
قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو اُس کی باتون مین اختلاف پایا جاتا۔ مگر سوچیے کُن کا
دم بھرنا۔ پھر چھ دن مین زمین و آسمان کا بنانا۔ مان باپ کے نطفہ سے انسانی پیدایش
کی تعلیم۔ مگر عیسے کو بغیر باپ کے اور آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کرنا۔ لا تبدیل
لکلمات اللہ کا دم مارنا۔ مگر لاٹھیون کے سانپ اور پتھرون سے اونٹون کا پیدا کرنا
خدا کا قدوس ہونا۔ مگر پھر بھی اُس کا مکار فریبی لڑا کا گمراہ کنندہ خالق شر ہونا
وغیرہ وغیرہ باتین کسقدر مختلف ہین۔ پس قرآن ایک انسانی دماغ کا کام ہے۔

جواب نمبر ۱۱۵ - ہمارا بر ہم چاری جو کچھ اس نمبر مین بالاجمال کہہ رہا ہے وہی مفصل
کہکر پورے جواب پا چکا۔ اگر وہ نہین تو انصاف والے سمجھ لیے ہین کہ اس ربانی الہام کی
تعلیم اختلاف کے اینچ پینچ سے پاک ہے ہان جو کچھ ہے ہمارے ذی علم بر ہم چاری کی
سمجھ کا ایر پھیر ہے اُس کے دماغ مین چکر ہے جس کی وجہ سے وہ الہام الٰہی کو
انسانی دماغ کا کام سمجھ رہا ہے۔ آیت شریف جسکا حوالہ دیا گیا ہے منافقین سے
متعلق ہے یعنے منافقین رسول سے تو آکر اتباع کا اظہار کرتے تھے اور پھر جب
کافرون سے ملتے تھے تو اُن کی ہوا خواہی مین سرگرم ہوتے تھے یہ اُن کا طبعی اختلاف
انسانی خود غرضیون کا مقتضا تھا خداوند عالم ارشاد کرتا ہے کہ اگر یہ الہام الٰہی
خدا کی طرف سے نہوتا تو اس مین بھی اختلاف ہوتے مگر اسکو کسی **سازش اور پالسی** سے

علاقہ نہین ہے یہ اُسی ایک رنگ مین اچھی اور سادہ تعلیم دیتا ہے بلاشبہ یہ خدائے برحق کا کلام ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۶- قرآن کی تعلیم ہے کہ وہ لوگون کے لیئے ہدایت ہے مگر اس مین ممنون اور بوجہار لون کا کیا مطلب۔ قرآن کے حروف مقطع کا اصل مطلب کسی کی سمجھ مین نہین آیا آخر سب کو یہ کہنا پڑا کہ یہ ایک بھید ہے کہ جسکو خدا ہی جانتا ہے بھلا بتلایئے ہدایت تو لوگون کے لیئے مگر یہ بھید کس کے لیئے۔ اس کے علاوہ کتنی آیتین ایسی ہین کہ جبتک آپ تفسیر اور حدیث لیکر نہ بیٹھیے ٹکرین مارییٔے۔ مشتے نمونہ از خرواری دیکھیے **اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ** کیا تو نے نہین دیکھا کہ تیرے خدا نے ہاتھیون والون کے ساتھ کیا کیا۔ **اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ** تیری بزرگی کی قسم کہ وہ ابتر ہے وغیرہ وغیرہ ہزارون آیتین ہین حدیث تفسیر کو الگ رکھکر کوئی شخص بتائے کہ اصحاب فیل اور ابتر کیا معنے ہین۔ میری رائے مین ایسی کتاب کہ جس کے معنون کے حل کرنے کے لیئے انسانی کتابون کی ضرورت پڑے نامکمل ہے اور لہذا منجانب اللہ نہین ہوسکتی۔

جواب نمبر ۱۱۶- ہمارے معترض کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ الہامون کے حل کرنے کے لیئے انسانی کتابون کی ضرورت نہین ہونا چاہیئے" شاید ناظرین کو فکر کرنا پڑے کہ **انسانی کتابین** کیا بلا ہین یعنے اُن کتابون کی جس کی ترتیب کسی انسانی دماغ لڑنے کی ہو حاجت نہ پڑے بالفاظ دیگر یون سمجھیئے کہ الہام کے واسطے اسقدر عام فہم ہونا چاہیئے کہ ہر شخص بطور خود سمجھ لے کسی اُستاد کی۔ مفسر کی۔ محدث کی مدد کی ضرورت نہ ہو۔ قبل اس کے کہ مین جواب پیش کرون آریہ سماجین دعا کرین کہ آدمی مان کے پیٹ سے **ہفت زبان** پیدا ہون یا کم سے کم خدا وید کی زبان کو واپس لیکر وید کا پرکاش انسانی زبان مین کردے۔

پیارے ناظرین۔ مین اس امر سے آئندہ بحث کرونگا کہ قرآنی آیات مین کسی قسم کی مشکلات ہین یا نہین۔ لیکن پہلے آپ اس امر کا فیصلہ کر دیجیئے۔ کہ آریہ **ویدک دہرم** اور اُن کا وید کسی نیئے آریہ کو الہام کی بابت جس کا پرکاش ہدایت کو ہوا ہو ایسی شرط لگانے کی اجازت دیتا ہے یا نہین۔ وید کے سمجھنے کی نو

کسی انسان سے امید ہو نہین سکتی - وہ انسانی زبان سے جسقدر متنفر ہے اُسیقدر عقل انسانی سے بعید بھی ہے - لیکن ہماری خاطر وید کے ورق تو اُلٹیئے ہم آپکو ہر وید منتر سے قبل کوئی نہ کوئی نام ملیگا یہ وید کے مصنف ہین جن کو آریہ سماجین وید کا مفسر قرار دیتی ہین اور نہایت ناقدری سے اُن کا حق تصنیف ایشور کی نذر کیا گیا ہے لیکن وہ خدائے مستغنی ایسی دھینگا مشتی کی نذر کیون قبول کرنے لگا - سوامی جی کی رائے ہے کہ یہ رشی لوگ وید منتر کے معنے مکاشفہ و مراقبہ سے معلوم کرتے رہے ہین (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹) گویا وید منترون کے معنے انسانی دماغ معلوم کرنے سے عاری تھا تب اُن الہام شدہ الفاظ کے معانی کا بذریعہ مراقبہ پھر دوبارہ الہام ہوا تب رشی لوگون نے اُسی دنیا پر ظاہر کیا اور قرین فہم کیا - اگر رشی لوگون کی وکالت کیجاوے تو اسوقت بھی اُن کی مصنف کہنے کی صورت نکل سکتی ہے - گو یہ امر اب تک بہت مشکوک رہتا ہے کہ اُس مراقبہ مین کس حد تک مخاطرہ شامل ہے اور اب بھی ان وید منترون کے معنے اُنہین مفسرین کے اعتبار پر مان لیئے جاوین تو خیر - ورنہ پبلک مراقبہ کی عزت سے محروم ہے اور وید کے الفاظ خاموش ہین کچھ بولتے نہین - مین ناحق بحث کر رہا ہون رشیون کی بنائے ہوئے معانی کی خود تلاش ہو رہی اُنکا ہی پتہ نہین - شاید یہی ہون جو ہمارے سوامی دیانند جی چھاپ چکے لیکن اسکی بھی کوئی دلیل نہین ہے اب آپ وید کی ہدایت کو نئے آریہ سے معمّہ - چیستان - بوجھارت - پہیلی کچھ تو کہوا دیجیئے - پھر قرآنی آیات کے لغات کا حل کیجیئے -

کہتے ہین لغت اُسکو سمجھتے نہین جسکو

پوچھے کوئی ان سے کہ زبان کہتے ہین کسکو

انگریزی زبان کا نہ جاننے والا اُس زبان کی تصنیفات کو خواہ وہ کتنی ہی سلیس کیون نہ ہو معمّہ نہین بلکہ مہمل کہدیگا کیونکہ وہ اُس کو کوئی مطلب نہین سمجھا سکتین - اسی طرح اگر ہمارا معترض الہام الٰہی کو معمّہ کہہ بیٹھا تو ہم بُرا نہ مانینگے - وہ بیچارہ عربی زبان سے محض ناواقف اور عقل سے بیزار ہے - مسلمان کہا جاتا تھا اب آریہ ہوا ہے تو آریہ سماج کو مولویت اور قرآن دانی کا یقین دلائے بغیر وقعت کیونکر حاصل ہو سکتی ہی لیکن قرآن مجید کی چند آیتین نہین بلکہ سارا کا سارا قرآن اُسکو معمّا معلوم ہو رہا ہے

ہمکو کچھ اُس کی عربی دانی سے ضد نہ ہتی لیکن اُس کے اعتراض کے اندر خود ایک چنگاری اور تھوڑا پھونس موجود تھا۔ جس نے اس عربی دانی کے قلعہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور معترض جو مصرعہ قرآن پر چسپان کرنا چاہتا تہا وہ خود اُس کے حال کا شاہد ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عربی زبان کے جاننے والو کان دہر کر سنو۔ معترض اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ کے معنے لکھتا ہے کہ تیری بزرگی کی قسم وہ شخص ابتر ہے اور پھر ہم سے پوچھتا ہے کہ ابتر کیا معمہ ہے۔ اے ماشاء اللہ۔ صدقے اس قرآن دانی کے۔
اہل اسلام کسی جاہل کو معنے بتلانے مین دریغ نہین کرتے۔ **شانی** لفظ شنان کا اسم فاعل ہے اس کے معنے مخالف کے ہین ابتر کے معنے ہین وہ شخص جس کا کوئی نام لیوا نہ ہو (مقطوع النسل) بتر اس کا مادہ ہے جس کے معنے ہین بیخ سے اکھاڑنا۔ صحیح ترجمہ یہ ہوا (اے رسول) بہ تحقیق تیرا دشمن مقطوع النسل ہے کہیئے معنے تو بہت صاف ہین۔ سوائے لغت کی کتاب کے اور کسی کتاب کی بہی ضرورت نہین رہی۔ **اصحاب الفیل** (ہاتھی والے) اس مین تو کوئی بات نہین ہے خداوند عالم اپنے جبروت کے اظہار کے لیئے اور بندون کی نصیحت کو بتلاتا ہے کہ تم نے دیکھا کہ تمہارے خدا نے ہاتھی والون کی فوج کو کس طرح تباہ کر دیا۔ ہمارا جواب نمبر ۵۶ بہی ملاحظہ کیجیئے وہ بہی اس موقعہ سے تعلق رکھتا ہے آفت تو یہ ہے کہ قرآن مین قصص بغرض نصیحت مجملاً بیان کیئے گئے ہین اور بے ادب معترض بوستان خیال کی طرح الہام الٰہی سے پورا قصہ ڈھونڈھتا ہے جسکی تفصیل کی ضرورت نہ تہی۔ حروف مقطعات جو کچھ معنے رکھتے ہین وہ مفسرین نے برابر بیان کیئے ہین۔ اور حضور سرورِ عالم نے جو اس الہام کے ملہم ہین حروف مقطعات سے اُن کے غایت مطلب کو ضرور معلوم کیا ہے اب ہم برہم چاری کو بتلاتے ہین الہام الٰہی کو بلکہ ہر کتاب کو پڑھنے کی سمجھنے کی ضرورت ہے جس طرح اُس نے قرآن مجید پر بغیر درس بلا غور و تامل آنکھین بند کر کر اعتراضات کر دیئے۔ یہ غافلانہ طریقہ کسی الہام یا کسی کتاب سے مستفید ہونیکا نہین ہے۔

تمت بالخیر

خاتمہ

پیارے ناظرین - خدائے قدیر لنے میرے ناچیز قلم اور بے حقیقت دماغ سے ان چند اوراق کی تکمیل کرا دی جسکو آپ ملاحظہ فرما چکے - اگر آپ مجھسے واقفیت رکھتے ہین تو خود اندازہ فرمالین گے کہ اس نیک کام کے واسطے وقت نکالنے مین مجھے کیا کیا دقتین پیش آئی ہون گی - مین اپنے دنیوی اشغال کی کثرت پر نظر کرکے کبھی کبھی خود بہی اس رسالہ کی تکمیل سے مایوس ہو جاتا تھا لیکن شکر ہے کہ فضل الٰہی نے ایک زبردست مدد کی اور اس نکمے بندے سے کام لے لیا - اس رسالہ کی تالیف مین اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ یہی جوابی رسالہ ایک مسلمان کو آریہ دہرم کے مناسب واقفیت کا بہی ذریعہ ہو سکے - آریہ دہرم کی بابت مین لنے جو کچھ لکھا ہے اُس مین نہایت مضبوط اسناد سے کام لیا ہے اور حتی الوسع اُن کے گریز کے دروازے مسدود کیئے گئے ہین - طوالت کے خیال سے ہر مضمون پر طول طویل بحث نہین کی گئی ہے لیکن ضروری مطالب کو ترک بہی نہین کیا ہے - مین اُن معزز مصنفین کا شکر گذار ہون جنھون لنے اسلام کی حمایت مین اپنے قیمتی وقت کو خرچ کرکے آریہ سماجون کے مقابلہ مین قابل قدر تصنیفات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے - گو ابتک اکثر پنجاب ہی کے علمار اس ضروری کار خیر مین مصروف ہین لیکن امید ہے کہ ممالک ہٰذا کے علمار کرام بہی اُن بزرگون کا ہاتھ بٹائین گے اور تمام مسلمانون کو مشکور فرمائین گے -

بندہ حقیر غلام امیر
یکم جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

اطلاع

جو لوگ زمانہ کے انقلابات پر نظر رکھتے ہین وہ بخوبی سمجھتے ہین کہ گو آریہ مذہب کچھہ بھی نہ ہو
لیکن اُسکے کمزور حملون کے روک کے واسطے بھی اہل اسلام کو مناسب سامان درکار ہے
قاضی غلام امیر صاحب نے یہ نادر رسالہ **اسلام** لکھکر محض ترک اسلام کی تردید ہی نہین
بلکہ مسلمانون کو آریہ **مذہب** سے ضروری واقفیت کا ذخیرہ بہم پہونچا کر سچی اور
مضبوط دلایل سے نئے آریہ کے اعتراضات کا عالمانہ اور فلسفیانہ جواب دیا ہے۔
جواز گوشت خواری - قیامت - بہشت - دوزخ - فرشتے - جن
پیدایش حضرت عیسیٰ - معجزات ابنیا کو عقلی و نقلی دلایل سے ثابت کیا ہے
قرآن مجید سے وید کا مقابلہ ایک نادر طرز مین کیا ہے اور الزامی دلایل سے نہایت
خوبی کے ساتھہ تعلیم قرآنی کی افضلیت ثابت کی ہے بلحاظ اردو لٹریچر بھی یہ کتاب بہت بلند
رکھتی ہے - ایسے گستاخ معترض کے مقابلہ مین یہ مہذب مناظرہ بہت قدر کی نگاہون سے دیکھنے کے
قابل ہی غالبًا اب آریہ مناظر بھی **لیکھرامی** طرز کو چھوڑ کر مہذب رنگ اختیار کرین گے اگر
چند جواب ترک اسلام کے شایع ہو چکے ہین مگر غالبًا یہ مکمل اور مختصر جواب پبلک کی نظر
سب سے زیادہ قدر دانی کا مستحق ثابت ہوگا - اس مرتبہ صرف ۵۰۰ جلدین طبع ہوئی
اور امید ہے کہ خریداران کا اشتیاق بہت جلد طبع ثانی کے انتظام پر مجبور کر دیگا - او
کثرت اشاعت سے یہ نادر تالیف قبولیت عام کی عزت حاصل کرے گی -
شرح قیمت فی جلد چھہ آنہ ہے اور دس جلد یا اُس سے زیادہ کی خریداری مین کمیشن
فی صدی عہ کی رعایت کیجاویگی صرفہ روانگی ہر حالت مین بذمہ خریدار ہے درخواست
خریداری مولف سے ہونا چاہیئے -

مینیجر مطبع وکٹوریہ پریس بدایون

صفحہ	سطر	کیا غلطی ہے	کیا صحیح ہے	صفحہ	سطر	کیا غلطی ہے	کیا صحیح ہے
۳۸	۱۸	لہوسانہ	مہتہ سانہ	۹۳	۲۰	ضافی	منافی
۴۰	۱۴	اسوقت	اِسوقت	۹۷	۵	تناگ من است	تنگ من است
〃	۱۵	کرسکتے ہین	کرسکے ہین	۹۸	۱۴	توانز	تواتر
۴۲	۳	گومید	گومید ہین	۱۰۲	۱۶	تفیسر ذاتی	تفسیر وانی
۴۳	۳	امیدوار ہے	امیدوار رہے	۱۰۳	۱۲	بلغاً	بلغاً
۴۵	۹	ظاہر ہین	ظاہر ہین	〃	〃	بینھا	بینہما
۴۷	۱۶	حاصل کرنیوالا	حاصل کرانے والا	〃	〃	ہوتھا	ہوتہما
۴۸	۱۱	منصف	مصنف	۱۱۷	۱۷	جگھون کو پر	جگھون پر
۴۹	۴	منکسراو	منکسر آواز	۱۱۹	۱۳	ہوگی	ہوگئی
〃	۶	رن پلجاتے ہین	رن ہلجاتے ہین	۱۲۳	۱۰	صورتہ	سورتہ
〃	۲۴	سکہاسکتے	سکہاسکتے ہین				
۵۲	۱۹	بیٹھتا ہے	بیٹھنا ہے				
۵۹	۲۵	بیچارے	بیچارہ				
۶۴	۲۳	کرناچاہے	کرتاجائے				
۶۵	۱	ویدلو	ویدکو				
۷۱	۲۲	خالی	خالق				
۷۲	۱۱	بیٹھین توتوکل ٹھہرے	شیخ بیٹھین تو توکل ٹھہرے				
۷۳	۱۳	باگ ہوسکتاہی	باک ہوسکتا ہے				
۷۴	۲	قدرتی	قرآنی				
۷۴	۱۳	احقاح	احقاق حق				
۷۸	۱۵	جماع جائز ہے	جماع جائز				
۸۰	۶	ہدایت تامہ	ہدایت تامتہ				
۸۳	۲۰	خداکام	خداکا کام				
۸۷	۱۴	تختہ لدائے ہوئے	تختہ لدا ہوئے				

اطلاع

رسالہ ہذا کی رجسٹری

بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء

کرادی گئی ہے۔ لھذا کوئی صاحب بغیر اجازت

مولف قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ فرماوین

ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون مولف سے

بذریعہ قیمت نقد یا ویلیوپے ایبل پارسل

طلب فرماوین۔

آپ کا نیازمند

مولف